

عزلات سیریز

بلیک ہاؤنڈ

Amir
Ali



منظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

اس ناول کے تمام نام منظم کرکے رکھنا، واقعات اور
پیش کردہ سچے واقعاتی مضامین کسی قسم کی بُروئی
یا کجی مطابقت القافیہ ہوگی جس کے لئے ہم ہمیشہ
مصنف، ہرگز قطعاً ذمہ دار نہیں ہوں گے

محترم قارئین - سلام مسنون نیا ناول حاضر ہے یہ ناول
بھی وادیِ مستعار میں جاری تحریک آزادی کے سلسلے پر مبنی ہے۔ وادی
مستعار پر پہلا ناول "ایس۔ ایس پروجیکٹ" شائع ہوا تھا جسے قارئین
کے وسیع طبقے میں بے پناہ پسند کیا گیا تھا اور قارئین کا بھرپور اسرار تھا
کہ اس سلسلے کو جاری رکھا جائے اور میں نے بھی "ایس۔ ایس
پروجیکٹ" کی "چند باتیں" میں بھی لکھا تھا کہ وادیِ مستعار کے سلسلے
میں آئندہ بھی آپ ناول پڑھتے رہیں گے۔ چنانچہ وادیِ مستعار کی
تحریک آزادی کے سلسلے میں یہ دوسرا ناول حاضر ہے وادیِ مستعار میں
باری تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے کافرستانی حکومت نے ایک
خصوصی "بلیک ہاونڈ" قائم کی۔ جس میں اس نے "ہودیوں
کے تربیت یافتہ افراد کو تعینات کیا اور یہ لوگ واقعی بلیک ہاونڈ ہی
ثابت ہوئے۔ انہوں نے پوری وادیِ مستعار میں جس طرح ظلم و ستم
کے پہاڑ توڑے اس سے انسانیت، بھی کانپ اٹھتی تھی۔ تحریک
آزادی کے مختلف گروپوں کے لیڈروں کو تلاش کر کے ان کا خاتمہ ان
بلیک ہاونڈ کا خاص مشن تھا اور پھر ان کے ظلم و ستم کا دائرہ کار انتہائی
تیز رفتاری سے بڑھتا چلا گیا اور پوری وادیِ مستعار آہ و بکا میں ڈوب سی

ناشران _____ اشرف قریشی

_____ یوسف قریشی

برندا _____ محمد یونس

.....

گئی۔ لیکن پھر شاید قدرت کو وادی مشہد کے بے گناہ معصوم اور
مظلوم افراد پر رحم آگیا اور ہر فرعونے راعویٰ کے مصداق پاکشیا
سیکڑ سروس بلیک ہاونڈز کے خلاف میدان میں اتر آئی اور ہر ان
بلیک ہاونڈز کے ظلم و ستم کرنے والے ظالم بازوؤں کو توڑنے اور
وادی مشہد کی تحریک کو تقویت دینے کی غرض سے علی عمران اور اس
کے ساتھیوں نے واقعی سرحد کی بازی لگا دی۔ آگ اور خون کے سمندر
کو عبور کرتے ہوئے وہ دیوار آگے بڑھتے گئے۔ عمران اور اس کے
دو ساتھیوں نے جس طرح اپنی جانوں پر کھیل کر ان ظالم مگر انتہائی
ترسیت یافتہ بلیک ہاونڈز کے خلاف جدوجہد کی۔ اس کا ایک ایک لمحہ
دلیری بہت جذبے اور جانفروشی کے لحاظ سے علیحدہ باب کی حیثیت
رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول میرے قارئین کو ہر لحاظ سے پسند
آئے گا۔ کیونکہ یہ حقیقتاً ایک ناقابل فراموش کہانی ہے جس میں
عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدوجہد نے ہر اس معیار کو چھو لیا ہے
جس کی خواہش قارئین کے دلوں میں ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ
اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کریں گے۔ اب آپ اپنے چند خطوط بھی
ملاحظہ کر لیں۔

”پشاور کینٹ سے گل خان زریں صاحب لکھتے ہیں..... آپ
کے شاہکار ناول ”ڈسٹرکشن پلان“ نے مجھے واقعی ہلا کر رکھ دیا ہے اور
جہاں دہرادی کا ایک ایسا پلان جو بظاہر انتہائی متعیر دکھائی دیتا ہے اور
موجودہ دور میں ایک حقیقت بھی ہے۔ پورے کرہ ارض کے لئے

انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسے انتہائی خطرناک کیسٹیکل اور
ایٹیک فیلڈ کو صانع کرنے کے سلسلے میں پوری دنیا کے باشندہ افراد
کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا یہ ناول
اس فیلڈ کو صانع کرنے کے ذمہ دار افراد کو بخوبی ڈر کر رکھ دے گا اور
وہ اس انتہائی خطرناک معاملے میں آئندہ کوئی غفلت نہ کریں گے۔

محترم گل خان زریں صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا
شکر یہ۔ خطرناک کیسٹیکل اور ایٹیک فیلڈ واقعی پوری دنیا کے لئے
انتہائی خطرناک اور جہاں کن ہم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ستم یہ ہے
کہ عوام انسان تو ایک طرف اچھے خاصے باشندہ افراد کو بھی اس
انتہائی خطرناک مسئلے کا پوری طرح اور آگ نہیں ہے۔ میرا اس ناول
کو لکھنے پہلے مقصد تھا کہ پوری دنیا اور خصوصی طور پر مسلمانوں کو
اس انتہائی خطرناک اور جہاں کن مسئلہ سے واقف کرایا جائے۔ اور میں
مطمئن ہوں کہ میں اپنے اس مقصد میں پوری طرح کامیاب رہا ہوں
کر لیتی ہو گی سے احسن شریف صاحب لکھتے ہیں..... آپ کا
ناول ”ڈسٹرکشن پلان“ آپ کے سابقہ ناولوں کی طرح انتہائی منفرد اور
شاندار ناول ہے۔ موجودہ دور کے انتہائی جدید اور بھیانک ہر اٹم پر
آپ جس طرح قلم اٹھا رہے ہیں وہ واقعی قابلِ داد ہے۔ ”ڈسٹرکشن پلان
ایک زندہ حقیقت ہے اور اس نے خلاف پوری دنیا کے باشندہ عوام
اور حکومتوں کو بھرپور جدوجہد کرنی ہوگی، ورنہ واقعی ہماری یہ
خوبصورت دنیا صرف سچ ہو کر رہ جائے گی بلکہ واقعی جہاں دہرادی

جائے گی۔

محترم احسن شریف صاحب..... خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے۔ اس ناول "ڈسٹرکشن پلان" کا مقصد ہی دنیا کو اس بھیانک اور خوفناک خطرے سے آگاہ کرنا تھا۔ جس کے سائے اس وقت حقیقتاً پوری دنیا پر سٹلا رہے ہیں اور یہ تباہی و بربادی کا ایسا بھیانک نیکر ہے۔ جو ایک بار شروع ہو جائے تو اس کو روکنا پھر کسی کے بس کی بات نہیں رہے گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس خوفناک اور بھیانک خطرے سے نشتے کے لئے باشعور اور درد مند عوام اور حکومتیں اپنے تمام ممکنہ وسائل سے کام لیں گی۔

لالہ سوہنی سے محمد علی صابری صاحب لکھتے ہیں..... "آپ کا ایک ناول "دید و پاس" پڑھنے کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ ہمارے ملک میں بارشیں اور سیلاب کی صورت میں جو تباہی آتی ہے۔ اس کے پیچھے کہیں خاص وجوہات نہ ہوں براہ کرم اس سلسلہ میں غرور غور کیجئے۔

محترم محمد علی صابری صاحب..... خط لکھنے اور یادآوری کا شکریہ آپ نے جس ندرت سے ادا کیا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ حکومتیں ان معاملات پر ہمیشہ نظر رکھتی ہیں اور کوئی بھی حکومت اپنے ملک میں ہونے والے انہم واقعات سے بے خبر نہیں رہا کرتی کہ آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم

عمران نے کار اپنے فلیٹ کے نیچے گیراج میں بند کی اور پھر سڑکیاں چلا لگتا ہوا وہ جیسے ہی اپنے فلیٹ کے دروازے پر پہنچا۔ بے اختیار شخصک کر دک گیا۔ دروازے پر ایک بوڑھی عورت کھڑی بیڑا رہی تھی۔ وہ بار بار دروازے پر زور زور سے دستک دیتی اور پھر بیڑا لانے لگ جاتی۔ حالانکہ دروازے پر تالا لگا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اس عورت کی آنکھوں پر چونک بھی موجود تھی۔ اس کے باوجود وہ مسلسل دستک دیتے چلی جا رہی تھی۔

"گھوڑا جانے فشر نی کر سوتا ہے یا مہر گیا ہے۔ سننا ہی نہیں....." عورت نے اس بار اونچی آواز میں بیڑا لاتے ہوئے کہا۔

"دروازے پر تو تالا لگا ہوا ہے بوڑھی اماں....." عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عورت اس کی آواز سنتے ہی اس بری طرح سے اچھلی بھبھکی عمران کی بجائے اس نے کسی جن بھوت کی آواز سن لی ہو۔

”سردی..... ہاں سردی تو ہے۔ مگر ہم خزیوں کو سردی نے کیا کہنا ہے۔ ہمارے پاس بھوک کی گرمی جو موجود ہوتی ہے مگر سینے صاحب کی اجازت کے بغیر میں اندر کیسے جاسکتی ہوں۔ سینے صاحب ناراض ہو گئے تو وہ امداد بھی بند کر دیں گے.....“ بوڑھی عورت نے ساوہ سے لہجے میں کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ بوڑھی عورت نے اتنی سادگی میں ایسی بات کر دی تھی جس نے عمران جیسے شخص کو بھی مجبور کر رکھا تھا۔

”سینے صاحب بہت اچھے اور نیک آدمی ہیں وہ کیوں ناراض ہوں گے آپ آئیے.....“ عمران کا لہجہ اور زیادہ نرم ہو گیا تھا اور پھر وہ اس بوڑھی عورت کو لے کر ڈرائنگ روم میں آگیا۔ اس نے بڑی مشکل سے راضی کر کے اس بوڑھی عورت کو صوفے پر بٹھایا اور نہ وہ فرش پر بیٹھنے پر مصر تھی۔ بیڑہ جلا کر اس نے بوڑھی عورت کے قریب رکھا اور پھر وہ خود باورچی خانے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ سلیمان شاہنگ کے لئے کیا ہوا ہو گا اور اس نے جانے ہٹا کر اس کا تھرموس ضرور رکھا ہوا ہو گا۔ اور واقعی تھرموس اسے مل گیا۔ فرنگ سے اس نے پھل نکالا اسے پیٹ میں رکھا اور تھرموس اور دو پیالیاں اٹھا کر وہ واپس ڈرائنگ روم میں آگیا بوڑھی عورت کبھی بولی اپنی جگہ پر اس طرح بیٹھی ہوئی تھی جیسے اگر اس نے ذرا سی حرکت کی تو نہانے کیا ہو جائے گا۔

عمران نے پھل کی پیٹ اس کے سامنے میز پر رکھ دی اور پیالیوں میں جانے والے اس نے ایک پیالی بوڑھی عورت کے سامنے رکھ کر دوسری

”لگ لگ کون..... کون ہو تم اودہ..... اودہ۔ تم.....“ بوڑھی عورت نے خوف سے کچھ پاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بار بار آنکھوں پر موجود بینک کو درست کر کے اودہ اور دیکھ رہی تھی جدھر عمران کھڑا ہوا تھا۔ اور دوسرے لمحے عمران کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ بوڑھی عورت کی بینک میں سرے سے شیشے ہی نہ تھی۔ وہ خالی فریم آنکھوں پر بڑھائے کڑی تھی۔

”میرا نام علی عمران ہے۔ یہ میرا فلیٹ ہے۔ آپ نے کس سے ملنا ہے.....“ عمران نے اجنبی نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اودہ تو میں غلط جگہ پر آ گئی۔ مجھے تو سینے سلیمان سے ملنا تھا۔“ بوڑھی عورت نے انتہائی دل شکستہ لہجے میں کہا اور عمران سلیمان کے ساتھ سینے کا لقب سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ آئی تو درست جگہ پر ہیں مگر سینے سلیمان اس وقت موجود نہیں ہیں۔ دروازے پر تالا لگا ہوا ہے۔ لیکن آپ فرمائیں آپ کو ان سے کیا کام ہے.....“ عمران نے تھک کر دہلیز کے نیچے مخصوص جگہ پر موجود چابی نکال کر تالا کھولنے ہوئے کہا۔

”حت..... حت تم سینے کے ملازم ہو شاید.....“ بوڑھی لہاس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہی ہاں میں سینے صاحب کا بیڑہ ہوں.....“ آئیے اندر آجائیے باہر کافی سردی ہے اور آپ کے جسم پر مناسب گرم لباس بھی موجود نہیں.....“ عمران نے تالا کھول کر دروازے کو دھکیلنے ہوئے کہا۔

جالی لپٹے سانسے رک لی۔ بوڑھی عورت اس طرح حیرت سے چائے اور پھلوں کو دیکھ رہی تھی جیسے یہ چیزیں اس نے زندگی میں پہلی بار دیکھی ہوں۔

”بوڑھی اماں یہ چائے بھی آپ نے پہنی ہے اور یہ پھل بھی آپ نے کھائے ہیں۔ یہ سنیہ سلیمان کا حکم ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”م..... م..... میں نے..... مگر..... میں تو عزیب ہوں میں انہیں کیسے کھا سکتی ہوں“..... بوڑھی اماں نے اس طرح حیران ہو کر کہا جیسے یہ چیزیں اس کے لئے شجر ممنوعہ کا درجہ رکھتی ہوں۔

”یہ سنیہ سلیمان کا حکم ہے اور سنیہ سلیمان کے حکم کی تعمیل نہ کی جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ کہیں سنیہ صاحب ناراض ہو گئے تو میں کہاں جاؤں گی“.....

بوڑھی عورت نے کہا اور پھر وہ اس طرح پھلوں پر نوٹ پڑی جیسے نچانے کتے حرسے سے بھڑکی ہو۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پلیٹ میں موجود چھ کیلے اور چار سیب دکھائی اور پھر اس نے چائے کا کپ بھی پی لیا۔ عمران خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ بوڑھی عورت کے چہرے پر گرگم چائے پینے اور پھل کھانے کے بعد قد سے رونق سی آگئی تھی۔

”اللہ تعالیٰ سنیہ صاحب کو اس کی جزا دے گا۔ اس خود غرضی کے دور میں ایسے ٹیک لوگ بھی اللہ تعالیٰ آفریادہ کر ہی دیتا ہے۔ وہ واقعی بے حد رحیم و کریم ہے“..... بوڑھی عورت نے باقاعدہ دعا دیتے ہوئے کہا۔

”اب آپ مجھے بتائیے کہ آپ کو سنیہ سلیمان سے کیا کام ہے۔ میں ان کا نیچر ہوں اور ان کا حکم ہے کہ جو بھی آئے وہ چلے مجھے اپنا سسلہ بتائے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”غریبوں کو امیروں سے کیا کام ہو سکتا ہے۔ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔ میرے دو جوان بیٹے ہیں دونوں اس وقت جس حالت میں ہیں اللہ تعالیٰ ایسی حالت دشمنوں کی بھی نہ کرے۔ روٹی تو ہمیں مل جاتی ہے مگر.....“ بوڑھی عورت نے کہا اور پھر فقرہ مکمل کیے بغیر وہ بے اختیار چٹکیاں لے لے کر رونے لگ گئی۔

”ارے ارے بوڑھی اماں۔ رویے نہیں..... میں بھی آپ کا بیٹا ہوں۔ آپ مجھے بتائیے کہ آپ کیا چاہتی ہیں نہ کھل کر بتائیے“..... عمران نے اٹھ کر بوڑھی اماں کے قریب آکر بیٹھتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

”دو تئوں نے میرے دو جوان بیٹوں کو معذور کر دیا ہے۔ میری دونوں بہنوں کو وہ اٹھا کر لے گئے۔ اور پھر ان کی لاشیں ہی ملیں۔ نہانے کس طرح ہم یہاں پہنچے۔ ہمارا سب کچھ وہیں دو گیا۔ سب کچھ وہیں رہ گیا مجھے جہاں کسی نے بتایا ہے کہ سنیہ سلیمان اگر غریبوں کی مدد کرتا ہے۔ جتنا فائدہ میں گرتی پڑتی سنیہ کے پاس آتی ہوں۔ اس ٹیک آدمی جس نے مجھے سنیہ صاحب کے متعلق بتایا تھا وہی مجھے جہاں سیڑھیوں کے پاس مجھوڑ گیا ہے“..... بوڑھی عورت نے کہا۔

”کن دو تئوں کی بات کر رہی ہیں آپ..... اور کہاں رہتی ہیں آپ“

..... عمران نے ہوسٹ پیچھے ہونے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بوڑھی عورت کوئی جواب دیتی کال بیل بج اٹھی اور بوڑھی عورت بے اختیار گھبرا گئی۔

”گھبراہٹیں نہیں۔ آپ کا اپنا ہی گھر ہے۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو سامنے سلیمان تھیلوں سے لدا کھڑا تھا۔

”آپ جلدی آگئے۔“ آپ نے تو کہا تھا کہ رات کو در سے واپسی ہوگی۔“ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں بس ایسا ننگ موڈ بدل گیا تھا۔ ایک عاتون تم سے ملنے آئی ہے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عاتون اوہ واقعی..... اس نے آپ جلدی آگئے ہیں۔“ نبانے آپ کو ایسی باتوں کا علم پہنچی کیسے ہو جاتا ہے۔“ سلیمان نے جو ننگ کر کہا اور پیرایاتی فقرہ اس نے برا سامنے بناتے ہوئے کہا۔

”دھیری اماں ہیں۔“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بب بب بڑی بیگیم..... اوہ..... اوہ..... سلیمان نے احتیاتی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ ہلکتا زور بڑھ گیا تھا۔

”ہر بوڑھی عورت میری اماں کا درجہ رکھتی ہے سلیمان۔“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”بوڑھی عورت..... سلیمان نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اسی دوران وہ ڈرائنگ روم کے دروازے تک پہنچ چکے تھے۔

”سلیپ سلیمان صاحب آگئے ہیں۔“ عمران نے بوڑھی عورت سے کہا تو بوڑھی عورت اس طرح جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے اس کی بوڑھی فریوں میں نئے سپرنگ لگ گئے ہوں۔

”م..... م..... میں نے اپنی مرضی سے کچھ نہیں کیا۔ م..... م..... میں تو..... بوڑھی عورت نے بری طرح ہٹکاتے ہوئے کہا۔

”اوہ یہ تو شاید مشکبیر کیپ سے آئی ہے۔“ نیچے یاد دہانے کہ میں نے اسے وہاں دیکھا تھا..... سلیمان نے فور سے بوڑھی عورت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”مشکبیر..... کیپ کیا مطلب۔“ یہاں دارالحکومت میں مشکبیر کیپ کہاں سے آگیا۔“ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تو آپ کو معلوم ہی نہیں..... یہاں ایک بڑا کیپ بنایا گیا ہے اور یہاں ان لوگوں کو رکھا گیا ہے جو کافرستانی دردنگی کا بری طرح شکار ہوئے ہیں۔ تاکہ غیر ملکی سفیروں اور مہمانوں کو ان کی حالت زار دکھائی جائے۔ میں دروازہ وہاں جا کر نقد رقم اور کھانے پینے کی چیزوں بانٹ آتا ہوں۔“ سلیمان نے جواب میچے ہوئے کہا۔

”اوہ تم نے مجھ سے ذکر ہی نہیں کیا۔“ عمران نے کہا۔

”جو کچھ میں دے آتا ہوں وہ آپ کا ہی ہوتا ہے۔“ سلیمان نے مختصر سا جواب دیا۔

”مجھے بتاتے تو میں جس زیادہ رقم دے دیتا۔“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

میں تو صرف استیجاباتی تھی کہ میرے دونوں بیٹوں کا اس طرح علاج ہو جائے کہ وہ معذوری سے بچ جائیں۔ ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ ان کا علاج ہو سکتا ہے لیکن جہاں نہیں کسی اور ملک میں اور اس کے لئے بہت رقم چاہئے۔ ٹیک دل ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ وہ کوشش کر رہا ہے مگر..... بوڑھی عورت نے دوبارہ رونانا شروع کر دیا۔

”ارے ارے..... آپ نے پھر رونانا شروع کر دیا..... ارے آپ دونیں نہیں۔ آپ کے دونوں بیٹوں کا علاج ہوگا اور ضرور ہوگا۔ چاہے دیا کے کسی بھی ملک میں ہو..... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔“

”اگر ایسا ہو جائے تو کم از کم مرتے وقت تجھے سکون تو مل جائے گا۔“

درد میرے معذور بیٹوں کی زندگی تھانے کہاں کہاں بھینک مانگتے گزرے گی..... بوڑھی ماں نے اپنے آنسو بہتے ہوئے فریاد کیا۔

”سلیمان.....“ اچانک عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”سلیمان..... ادا وہ تم سنیہ صاحب کو اس طرح آواز دے رہے ہو وہ ناراض ہو جائیں گے.....“ بوڑھی ماں نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سنیہ کا اپنا حکم ہے کہ اسے اسی طرح پکارا جائے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ادا..... کس قدر ٹیک آدمی ہے۔ استیبا سنیہ ہو کر بھی اتنی انکسادی.....“ بوڑھی عورت نے انتہائی حیرت میرے لہجے میں کہا۔

”جی صاحب.....“ اسی لمحے سلیمان نے دروازے پر پہنچتے ہوئے کہا۔

”زیادہ رقم..... وہ کہاں سے آجائی.....“ سلیمان نے حیران ہو کر پوچھا۔

”تو جہاد کیا ٹیال ہے۔ میرے پاس صرف وہی رقم ہوتی ہے جو میرے کوٹ کی چیبوں میں ہوتی ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ اس رقم کو زیادہ کہہ رہے ہیں جو آپ نے اپنے خاص کر کے کی خفیہ تجوری میں رکھی ہوئی تھی تو اسے زیادہ کہنا تو سراسر زیادتی ہے۔ وہ تو میں لاکھ روپے تھے۔ صرف بیس لاکھ.....“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خدا تم سے کچھ..... بہر حال ٹھیک ہے جلاؤ۔ میں بات کر رہا ہوں بوڑھی ماں سے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلیمان خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ بوڑھی ماں اسی طرح سر جھکائے کھڑی تھی۔

”ارے آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹیہ جلیئے۔“ سنیہ سلیمان نے تجھے اجازت دے دی ہے کہ آپ جو مدد چاہتی ہیں آپ کی کر دی جائے اب آپ تجھے مکمل کر بتائیں کہ آپ کیا چاہتی ہیں۔ کیا صرف نقد رقم آپ کو چاہئے تو وہ مل جائے گی۔ اور کوئی امداد آپ چاہتی ہیں تو وہ بھی مل جائے گی.....“ عمران نے بوڑھی ماں سے مطالبہ ہو کر کہا۔

”میں نے رقم کا کیا کرنا ہے..... ہم کدور اور بے بس لوگ ہیں۔ ہو سکتا ہے نقد رقم کا تہ جہاں کسی بد معاش کو ہو جائے تو ہم اس کا مقابلہ کہاں کر سکتے ہیں۔ دیا میں اچھے برے سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔“

”سنو تم نے کیپ کا ٹکڑا لگایا ہے۔ وہاں کھٹے افراد ہیں۔“..... مرزا نے پوچھا۔

”جی تقریباً تین سو افراد ہیں جن میں ایک سو شدید زخمی ہیں۔ کیپ میں ہی اسپتال بنایا گیا ہے۔“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے یہ کیپ اور کون ہے اس کا انچارج۔“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ریڈ کر اس کے تحت کیپ ہے۔ انچارج کوئی شیر صاحب ہیں۔ بڑے میدان کے پچھلے حصے میں قائم کیا گیا ہے۔“..... سلیمان نے جواب دیا۔

”اوسکے۔“..... عمران نے کہا اور پھر صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آئیے بوڑھی اماں میں آپ کے ساتھ کیپ چلتا ہوں تاکہ آپ کے بیٹوں کے علاج کے لئے ڈاکٹر صاحب سے بات چیت کر سکوں۔“..... عمران نے کہا اور بوڑھی اماں نے بے اختیار دونوں ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھائے۔

”یا اللہ تو رحیم و کریم ہے۔ تو ہی سنیہ سلیمان کو اس کی اس نیکی کا جزا دے سکتا ہے۔ میں تو بے بس عورت ہوں۔“..... بوڑھی عورت نے انتہائی خشوع و خضوع سے دعا مانگتے ہوئے کہا اور دروازے پر کھڑے سلیمان کچھ بولنے لگا تھا کہ عمران نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ اور پھر وہ بوڑھی عورت کو ساتھ لئے فلیٹ سے نیچے آیا اور گیراج سے اس نے کار باہر نکال لی۔ بوڑھی عورت نے کار میں بیٹھنے سے

بیکرا نکار کر دیا مگر عمران نے منت سماجت کر کے اسے کار میں بٹھایا اور پھر کار آہستہ آہستہ چلاتا ہوا وہ پہلے مین مارکیٹ پہنچا۔

”آؤ اماں سنیہ سلیمان کا حکم ہے کہ پہلے جہادے لئے بیٹک بنوائی جائے۔“..... عمران نے کار روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے گھوم کر اس نے کار کا دروازہ خود کھولا۔

”بیٹک۔“..... اوہ بیٹک تو ہے۔ مگر نہانے کیا ہوا ہے بیٹک کو آج صبح سے غراب ہو گئی ہے۔ نیچے صاف نظری نہیں آ رہا۔“..... بوڑھی عورت نے بھڑی سے ہجرے پر موجود بیٹک کو سنہالے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو سنیہ سلیمان نے حکم دیا ہے۔ آئیے بھڑی کریں اگر سنیہ سلیمان کا حکم فوری نہ مانا جائے تو وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں نہیں۔ درندہ میرے بیٹوں کا علاج کیسے ہوگا۔ نہیں میں اس کا حکم مانوں گی۔ وہ تو ویسے بھی نیکی کا فرشتہ ہے۔ اس کا حکم مانا تو فرض ہے۔“..... عورت نے بھڑی سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر سنہالا اور پھر اسے نیچے اتار کر اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور اسی طرح بازو سے پکڑے وہ اسے لے کر ایک آبی سپیشلسٹ کی دکان میں لے گیا۔ توڑی دروازہ پر بوڑھی عورت کی آنکھیں نیٹ ہو گئیں اور ایک فریم بھی بن کر آگیا۔

”ارے اوہ یہ تو مجھے صاف نظر آئے لگ گیا ہے۔“..... سنیہ سلیمان کو جزا دے۔“..... بوڑھی عورت نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

جاتا تھا جواب دیا۔

”آئیے اماں میں آپ کو گیٹ کے اندر پہنچاؤں“..... عمران نے کار کا دروازہ کھول کر اندر یہ بھی بولچی عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔
”جنتاب میں آپ کو جانتا ہوں۔ میں بیٹے وٹیلی جنس میں تھا۔ مگر حکم ہے کہ جب تک سفیر صاحب واپس نہ چلے جائیں کسی کو گیٹ کے اندر نہ جانے دیا جائے“..... آفسیر نے ہلکے سے ہونے کہا۔

”ٹھیک ہے..... حکم بہر حال حکم ہوتا ہے۔ میں رک جاتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پولیس آفسیر عمران کی بات سن کر اس طرح حیران ہو گیا جیسے اسے عمران سے اس جواب کی توقع ہی نہ تھی۔

”آپ ابھی کار میں یہ بیٹھیں اماں جی۔ کوئی غیر ملکی سفیر صاحب آئے ہوئے ہیں اس لئے کیپ میں واقعہ بند ہے۔ وہ چلے جائیں گے تو میں آپ کو لے جاؤں گا“..... عمران نے کہا اور عورت سر ہلاتے ہوئے دوبارہ کار میں بیٹھ گئی۔ شاید وہ بیٹے سے جانتی تھی کہ جب کوئی بڑا آدمی کیپ میں آتا ہے تو کسی کو اندر نہیں جانے دیا جاتا۔

”آپ بولچی اماں کا خیال رکھیں گے“..... عمران نے پولیس آفسیر سے کہا اور خود وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جو حرکاریں موجود تھیں سر سلطان کا سرکاری ڈرائیور دوسرے ڈرائیوروں کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ اس نے جب عمران کو دیکھا تو جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کر دیا۔ اور اس کے سلام کرنے پر دوسرے

”آئیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اسے جا کر واپس کار میں بٹھایا اور خود ایک اور دکان میں جا کر اس نے بولچی عورت کے لئے نیا گرم لباس۔ شال۔ منظر۔ سوئٹر۔ جرسی۔ گرم جرابیں اور شہانے کیا کاسٹریڈ اور بنڈل اٹھائے وہ واپس کار کی طرف آیا۔ بنڈل اس نے کار کی عقبی سیٹ پر ڈالا اور خود ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔ اب اس کا رخ کیپ کی طرف تھا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں اپنے آپ پر نغزین بھیج رہا تھا کہ اسے اب تک اس کیپ کی موجودگی کا علم کیوں نہ ہو سکا تھا۔

کیپ واقعی خاصا بڑا تھا۔ ایک طرف ہسپتال بھی تھیوں کے اندر بنایا گیا تھا۔ یہ کیپ عاقی ریڈ کر اس اور پاکیشیا کی ہلال احمر نے مشترکہ طور پر بنایا تھا۔ اس وقت بھی وہاں دس بارہ نئے ماڈل کی کاریں موجود تھیں اور پولیس اور اور پھیلے ہوئی تھی اور پھر عمران سر سلطان کی سرکاری کار دیکھ کر چونک پڑا۔

عمران نے جیسے ہی کار روکی ایک پولیس آفسیر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پھر قرعہ آکر وہ ٹوٹک پڑا۔

”اوه عمران صاحب آپ..... پولیس آفسیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کون آیا ہوا ہے..... آفسیر..... عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے پوچھا۔

”جی کوئی غیر ملکی سفیر ہیں“..... پولیس آفسیر نے جو شاید عمران کو

ڈرائیوروں نے بھی سلام کرنے شروع کر دیئے۔

”سر سلطان جہاں پہلی بار آئے ہیں یا پہلے بھی آتے رہے ہیں۔“

عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

”اس کیپ کو قائم ہونے دو ماہ ہو گئے ہیں اور تقریباً روز ہی بڑے

صاحب آتے ہیں۔“ ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس لمحے

پولیس کی لٹنیاں بجنے کی آوازیں سنائی دیں اور عمران اور دوسرے ڈرائیور

جو ٹنک بڑے۔ عمران نے کیپ کے مین دروازے سے چند غیر ملکیوں کے

ساتھ سر سلطان اور دوسرے اعلیٰ آفیسرز کو باہر آتے ہوئے دیکھا کاروں

کے ڈرائیور تیزی سے اپنی اپنی کاروں کی طرف دوڑ پڑے۔ اور چند لمحوں بعد

سب کاریں تیزی سے چلتی ہوئیں اس طرف کو بڑھنے لگیں جہاں مہمان

سوجود تھے۔

”سر سلطان کو کہنا کہ عمران جہاں سوجود ہے۔“ عمران نے سر

سلطان کے ڈرائیور سے کہا کھڑے کر اس کے قریب سے گزر رہا تھا۔

”میں سر۔“ ڈرائیور نے کہا اور کار آگے بڑھا کر لے گیا۔

تھوڑی دیر بعد کاریں مہمانوں کو سوار کر کے آگے بڑھ گئیں۔ مگر سر

سلطان کی کار تیزی سے مڑی اور اس طرف آگئی جہاں عمران کھڑا تھا۔

پولیس والے سیکورٹی عمارہ کی کار کو اس طرح گھوم کر ادھر آتے دیکھ کر

بوکھلا کر ادھر ہی دوڑ پڑے۔

”میں کیپ کا دورہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ میرا ساتھ دیں تو۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سواری مجھے بے حد ضروری کام ہیں۔ تم دورہ کر کے میرے دفتر آجانا

بجائے رہا ہوگی۔“ سر سلطان نے جواب دیا۔

”یہ دورہ میری ذاتی حیثیت سے نہیں ہو رہا۔ میں ایکسٹرنل مائنڈنگ کر

رہا ہوں۔“ عمران نے شکستہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مجھے واقعی ضروری کام ہیں۔“ سر سلطان نے احتجاج کرنے کے

ساتھ انداز میں کہا۔

”ٹھیک ہے میں جیف کو رپورٹ دے دوں گا۔“ عمران کا بھرا

زیاہہ سنجیدہ ہو گیا اور سر سلطان جلوی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آئے۔

”کیا بات ہے۔ تم ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ ہو رہے ہو۔“ سر

سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سر سلطان آپ نے کہا یہ ٹائٹل جو نگار کھی ہے۔ کیا آپ کا فرض نہ

تھا کہ آپ سیکرٹ سروس کو بھی اس بارے میں اطلاع دیتے یا کم از کم مجھے

ہی بتا دیتے۔“ عمران نے کہا۔

”اوه اوہ تم اس لئے ناراض ہو رہے ہو۔ یہ کیپ ضروری تھا۔ اس

طرح ہم غیر ملکی سفیروں اور دوسرے غیر ملکی مہمانوں کو یہ دکھائے ہیں

کہ کافرستان داؤی مشکبار میں کس قدر قلم ڈھا رہا ہے۔ اس سے فائدہ

دراصل تحریک مشکبار کو ہی مل رہا ہے اور جہاں تک ہمیں بتانے کی

بات تھی۔ یہ زغیوں کا کیپ ہے مجرموں کا نہیں۔“ سر سلطان نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا میں سمجھا بھروسے نے یہاں کیسے لگا رکھا ہے۔ لیکن سیکرٹ سروس بھی انسانوں پر مشتمل ہے۔“..... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے جہادے چہرے پر مسکراہٹ تو آئی۔“..... سر سلطان نے اطمینان بھرا غریب سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آپ آجیے میرے ساتھ۔“..... آپ سے چند ضروری احکامات دلانے ہیں آپ بہت بڑے افسر ہیں۔ آپ کے احکامات کی فوری تعمیل ہوگی۔ جب کہ مجھ بچہ چارے کو تو کسی نے بوچھتا بھی نہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس پولیس آفیسر کو اشارہ کیا جس نے اسے اندر جانے سے روکا تھا۔

”یہ سر۔“..... پولیس آفیسر نے تیزی سے آگے آکر باقاعدہ سلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”سیری کار میں جو بوزی خاتون۔“..... جیسی ہیں انہیں عزت و احترام سے لے آؤ اور کار کی عقبی سیٹ پر ایک ہنڈل بڑا ہے وہ بھی لے آؤ۔“..... عمران نے پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا اور پولیس آفیسر ایک بار پھر سلوٹ کر کے واپس مڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا عمران کی کار کی طرف بڑھ گیا۔

”کون بوزی خاتون۔“..... سر سلطان نے چونک کر پوچھا۔

”اسی کیسپ کی خاتون ہے۔ آپ نے تو اطلاع نہیں دی اس لئے اس بوزی پچاری کو اطلاع دینے کی تکلیف اٹھانی پڑی۔“..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”سنو عمران میں نے واقعی انتہائی ضروری میٹنگ انڈر کرنی ہے اگر تم نے کوئی احکامات دیتے ہیں تو میں کیسپ انچارج کو بلا کر کہہ دیتا ہوں جہادے احکامات کی فوری تعمیل کی جائے گی۔“..... سر سلطان نے کہا۔

”اور اچھا ٹھیک ہے۔ آپ کی سنجیدگی بتا رہی ہے کہ آپ واقعی مصروف ہیں۔“..... عمران نے کہا، اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر ایک پولیس آفیسر کو کیسپ انچارج کو بلانے کا حکم دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد کیسپ انچارج جو ایک افسر عمر آدمی تھے تیز قدم اٹھاتے ان کے قریب پہنچے اور انہوں نے بڑے ادب سے سر سلطان کو سلام کیا۔

”شیر صاحب۔“..... یہ علی عمران صاحب ہیں انہوں نے کیسپ کا دورہ کرنا ہے اور جو احکامات یہ دیں گے انہیں فوری طور پر پورا کیا جانا آپ کا فرض ہوگا۔ مجھے کوئی شکایت نہیں ملنی چاہئے۔“..... سر سلطان نے حکم مانگے میں کہا۔

”یہ سر۔“..... کیسپ انچارج نے جواب دیا اور پھر حیرت سے وہ عمران کو دیکھنے لگا۔

”اب مجھے اجازت ہے۔“..... سر سلطان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں اب آپ جا سکتے ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سر سلطان جلدی سے اپنی کار کی طرف مڑے۔ ڈرائیور نے انہیں کار کی طرف مڑتے دیکھ کر دروازہ کھولا اور پھر سر سلطان کے اندر بیٹھنے کے

آپ گھبراہٹ میں نہیں اسکا مات ادا کے سلسلے میں ہی ہوں گے آپ کی تبدیلی کے نہیں..... عمران نے جواب دیا اور شیر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ کیپ کی وجہ سے عمران بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال رہے تھے۔ کیا واقعی کافی بڑا تھا اور وہاں صفائی ستھرائی بھی اچھی تھی۔ عمران کیپ میں گھوم کر دوسری طرف بے ہوئے ہسپتال کی طرف بڑھ گیا۔

شیر صاحب اب پہلا حکم نوٹ کر لیٹے۔ کہ یہاں جتنے بھی افراد ہیں۔ ان سب کے لئے گرم لباس فوری طور پر مہیا کیجئے۔ نبردو۔ ہسپتال میں جس قدر مرثیہ ہیں ان میں سے جتنے افراد کا علاج یہاں ہو سکتا ہے فوری طور پر اس کا بندوبست کیجئے اور جتنے افراد کا علاج غیر ملک میں ہو سکتا ہے۔ ان کے لئے انتظامات کیجئے۔ اور اس کے سارے اخراجات سٹیج سلیمان ادا کرے گا..... عمران نے کہا۔

مگر جناب اس کے لئے تو بہت بڑی رقم چاہئے اور اتنی رقم تو..... شیر نے حیران ہو کر کہا۔

”رقم کی فکر نہ کیجئے..... اندازاً کتنی رقم چاہئے ہوگی..... عمران نے بوجھا۔

”میں سیر اندازہ ہے کہ اس کے لئے پچاس لاکھ روپے خرچ آئیں گے..... شیر نے جواب دیا۔

آپ کو ساڑھے لاکھ روپے مل جائیں گے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے چیک بک نکالی۔ ساڑھے لاکھ روپے کا چیک

بعد اس نے دروازہ بند کیا اور عمران کو سلام کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور پھر چند لمحوں بعد کار تیزی سے آگے بڑھی اور ٹرن لیتی ہوئی کپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس لمحے پولیس آفیسر اس بوڑھی خاتون کو ساتھ لئے اور بٹل اٹھائے عمران اور کیپ انپارچ کے پاس بیٹھ گیا۔

آئیے اماں جی..... اب بڑے افسر چلے گئے ہیں اس لئے اب ہم اندر جا سکتے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے بوڑھی عورت سے کہا اور مزے کر کیپ کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

آپ کا پورا تعارف اگر ہو جائے تو..... کیپ انپارچ نے ہنچاتے ہوئے کہا۔

میرا نام علی عمران ہے..... یہاں کی ایک غیر شخصیت بتاب سٹیج سلیمان کا شیر ہوں۔ یہ خاتون ادا کے لئے سٹیج سلیمان کے پاس پہنچی تو سٹیج نے کیپ کے حالات معلوم کرنے اور ان کی ادا کے لئے مجھے یہاں بھیجا اور ساتھ ہی سیکرٹری خارجہ کو بھی فون کر دیا۔ سٹیج سلیمان کے تعلقات براہ راست صدر صاحب سے ہیں اس لئے یہ پچارے سیکرٹری ٹائپ آفیسر بھی ان کی خواہش کرتے رہتے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اوہ اوہ..... اچھا بتاب..... میرا نام شیر علوی ہے اور میں بلال اختر کا زوجہ ڈائریکٹر ہوں اور اس کیپ کا انپارچ بھی ہوں۔ لیکن سیکرٹری صاحب اسکا مات کے بارے میں فرما رہے تھے..... شیر نے اجنبی مودبانہ لہجے میں کہا۔

کا نا اور شیر کی طرف بڑھا دیا۔

”اس کی رسید بھی دے دیجئے اور فوری طور پر اسے بینک سے کیش کر لیجئے۔ میں ابھی نہیں ہوں۔ میرے سسٹے کم از کم گرم کپڑے آج لے جائیں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ سر..... ٹھیک ہے سر..... شیر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ شاید اسے توقع ہی نہ تھی کہ عمران اتنی بڑی رقم کا چیک دے گا۔“

”فکر نہ کریں یہ چیک فوری طور پر کیش ہو جائے گا۔ اور میں صرف سینیہ سلیمان کا ہی شیر نہیں ہوں۔ ایک اور غیر شخصیت کا بھی شیر ہوں اس لئے اتنی رقم کا چیک ان سے بھی ڈلوادوں گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ وہ کون صاحب ہیں۔“ شیر نے حیران ہو کر پوچھا۔
 ”ان کا نام بھی فیاض ہے اور وہ طبیعت کے بھی فیاض ہیں۔“ عمران نے کہا اور اس طرف بڑھ گیا جہاں دو بیڈز کے درمیان وہ بوڑھی عورت بیٹھی ہوئی اسے لنگر آرہی تھی۔ پولیس آفیسر بنڈل اٹھا لے کر کھڑا تھا۔

”اماں مٹی..... اس بنڈل میں آپ کے لئے کپڑے ہیں۔ اور سینیہ سلیمان صاحب کا حکم ہے کہ آپ فوری طور پر یہ کپڑے جہن لیں مہربا۔ یقیناً کوئی ایسی جگہ ہوگی جہاں آپ کپڑے تبدیل کر سکتی ہوں گی۔ میں آفیسر آپ کے ساتھ جائے گا۔ جب آپ کپڑے جہن لیں گی تو

آپ کو اپنے ساتھ واپس لے آئے گا۔ میں اس دور میں آپ کے بیٹوں سے بات کروں گا۔ ویسے فکر نہ کریں۔ آپ کے دونوں بیٹوں کا اب غیر ملک میں علاج ہوگا۔ اور یہ دونوں ٹھیک ہو جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور بوڑھی عورت کی آنکھوں سے بے اختیار ٹٹکڑے آنسو بہہ نکلے اور اس نے ایک بار پھر سینیہ سلیمان کے حق میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور جب وہ پولیس آفیسر کے ساتھ کپڑے تبدیل کرنے کے لئے چلی گئی تو عمران اس کے بیٹوں سے مخاطب ہو گیا۔ عمران نے اپنا تعارف سینیہ سلیمان کے شیر کے طور پر ہی کر لیا۔ یہ دونوں جڑواں بھائی لگتے تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنا نام عجبی اور دوسرے نے مرتضیٰ بتایا تھا۔ عمران ان کے قریب بیٹھان کے حالات سناتا رہا۔

”کاش..... ان خالوں کو کوئی اس ظلم سے روک سکتا۔ وہ واقعی اپنے نام کی طرح خوشخوار کالے درندے ہیں۔ نچانے کئے مشکبازی ان کی زندگی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔“ عجبی نے روتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”عام کی طرح خوشخوار کالے درندے..... کیا مطلب۔ میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔“ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”وہ ایک پراسرار فوجی گروپ ہے جو اپنے آپ کو بلیک ہاؤنڈ کہلاتا ہے۔ انہوں نے مشکبازی مجاہدین پر اس قدر ظلم ڈھائے ہیں اور ڈھا رہے ہیں کہ شاید پوری کافرستانی فوج بھی اپنی زندگی کے باوجود اس قدر ظلم نہ ڈھا سکتی۔ وہ عام مشکبازی کو اٹھا کر کے لے جاتے ہیں اور ان پر

کے ختم کر دیا ہے۔ مجاہدین کے کئی ہڈے ان کے ہاتھوں جہاں ہو چکے ہیں لیکن کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکا کیونکہ یہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ اچانک سامنے آتے ہیں اور اچانک غائب ہو جاتے ہیں۔..... تجبی نے جواب دیا۔

ان کے متعلق تفصیلات کس سے مل سکتی ہیں؟..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

مجاہدین کے کسی بڑے لیڈر سے ہی مل سکتی ہے۔ مجھے تو معلوم نہیں..... تجبی نے جواب دیا اور عمران نے انجابت میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت غمغیر سمیٹیدگی ابھرتی تھی۔

انسانیت سوز حکم دھاتے ہیں اور پھر ان میں سے کوئی زندہ بچ کر نہیں آتا ہم دونوں مجاہدین کو بھی وہ اٹھالے گئے تھے اور پھر تین روز تک ہم پر انتہائی انسانیت سوز حکم کیا جاتا رہا۔ ایسا ظلم کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے ہمارے چار معصوم بچوں کو ہمارے سامنے اس طرح ذبح کیا کہ اس زندگی سے بھیدوں بکریوں کو بھی کوئی ذبح نہیں کرتا۔ ہماری بیویوں کے ساتھ ہمارے سامنے انتہائی شرمناک سلوک کیا گیا اور وہ بچاریاں اس زندگی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئیں۔ اچھا ہوا کہ سرگئیں۔ ویسے بھی اس سلوک کے بعد وہ زندہ کہاں رہ سکتی تھیں۔ وہ ہمیں بھی تھننا مار ڈالے لیکن ہماری زندگی باقی تھی کہ اچانک وہاں مجاہدین کی ایک جماعت نے چھاپ مارا۔ اور وہ فرار ہو گئے۔ مجاہدین کی جماعت نے ہمیں اٹھا کر اس جگہ پہنچا دیا۔ جہاں سے ہمیں آؤ تو مشکباز بھیجا جاسکتا تھا کیونکہ ہمارے زخم اس طرح کے تھے کہ وہاں ہمارا علاج ہی نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہمیں آؤ تو مشکباز بھجوا دیا گیا تھا اور پھر وہاں سے ہمیں یہاں لے آیا گیا ہے۔..... تجبی نے جواب دیا۔

یہ بلیک ہاؤنڈ کیا کافرستانی فوج سے ہٹ کر کوئی خفیہ ہے.....

عمران نے پوچھا۔ اب اس کے چہرے پر گہری سمیٹیدگی تھی۔

ہمیں تو وہ فوجی ہی لگتے تھے ان کا نام گزشتہ چھ ماہ سے سامنے آنے لگا ہے۔ انتہائی پیر محلے، شاطر اور درد مند صفت لوگ ہیں۔ مجھے کیپ میں

ایک لیڈر صاحب نے بتایا تھا کہ جب سے یہ بلیک ہاؤنڈ خفیہ سامنے آئی

ہے، تحریک پر انتہائی برا اثر پڑ رہا ہے انہوں نے کئی لیڈروں کو گلاش کر

..... باس نے کہا اور پھر باری باری خور سے ایک ایک کو دیکھنے کے

بعد اس نے دوبارہ خاموشی توڑتے ہوئے گنگو کا آغاز کیا۔

”ایک اہم معاملے پر گنگو کے لئے میں نے جس میں جہاں اکٹھا کیا ہے۔“

..... باس نے خود سے پراسرارہ سے بچے میں کہا۔

”نہیں باس..... ان چاروں نے موٹو بانہ لچے میں جو لب دیتے ہوئے

کہا۔

”کافرستانی حکومت سے ہمیں ایک اہم اطلاع منگوانی گئی ہے حکومت

کے خبروں نے اطلاع دی ہے کہ حرمت پسندوں کا ایک خفیہ باجوڑا

ایک جھوٹے سے کمرے میں ایک میز کے گرد کافرستانی بیٹھے ہوئے گروپ کافرستانی فوج کے سب سے بڑے اسلحے کے سنور کو جہاد کرنے کے

تھے۔ ایک کرسی غائب تھی۔ ان چاروں کے جسموں پر کافرستانی فوج کی لئے منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ حکومت نے بلیک ہاؤنڈز کی ڈیوٹی لگائی ہے

یہ بیچارہ تھی لیکن کاندھوں پر سنار موجود نہ تھے۔ بلکہ کالے رنگ کے ہم فوری طور پر اس گروپ کو نہیں کر کے اسلحے کے اس بڑے سنور کو

کر اس تھا۔ ویسے وہ جسمانی طور پر انتہائی نحوس جسموں کے مالک تھے۔ جہاد ہونے سے۔ بھائیں۔ اس سلسلے میں یہ سینکڑوں میں نے کال کی ہے

باس نے کہا۔

اسی لئے کمرے کا بند دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے

جسم پر بھی فوری یہ بیچارہ تھی لیکن اس کے کاندھے پر سیاہ رنگ کے

کر اس موجود تھے۔ یہ باس تھا۔ اس کے اندر آتے ہی وہ چاروں اٹھ کر

کھڑے ہو گئے۔

”بیشو..... باس نے کہا اور وہ چاروں بھی بیٹھ گئے باس نے جیسے

سے ایک چہرہ سا آواز نکالا اور اس پر لگے ہوئے دو بین دبا دیئے۔ آگے

ایک سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

”اب کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ اب یہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا۔“

”صرف معلومات حاصل کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اسلحے کا

دہی کرتے ہیں جو کچھ کر نہیں سکتے اور جو کچھ کر سکتے ہیں، دو دعویٰ نہیں کیا کرتے۔..... تنہا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا سوڈا اصل بات سامنے آتے ہی خوشگوار ہو گیا تھا۔

”واو! آتے کہتے ہیں جذبہ صادق کہ آدمی بغیر فلسفہ ہڈے بھی فلاسفر بن جائے۔.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے لفٹ کا بلن دبا دیا۔ لفٹ کا دروازہ کھلا تو عمران تنہا تنہا آگے بڑھ کر کے اندر داخل ہو گیا۔ تنہا بھی اندر آ گیا تو عمران نے دروازہ بند کر کے آٹھویں منزل کا بلن دبا دیا اور لفٹ تیزی سے اوپر چڑھنے لگی۔

”کس سے ملتا ہے یہاں اور کیوں؟.....“ تنہا نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تو تجھیں چیف نے کچھ نہیں بتایا۔.....“ عمران نے اس طرح چونک کر پوچھا جیسے اسے اس بات پر حیرت ہوئی ہو۔

”نہیں۔.....“ صرف اتنا حکم دیا ہے کہ میں فوری طور پر شمس پلازہ پہنچ جاؤں۔ عمران وہاں آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ کسی سے ملاقات کرنی ہے۔.....“ تنہا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اے غایب جہاد! جذبہ صادق سے ڈر لگتا ہے کہ زیادہ لمبی بات نہیں کرتا کہ تمہارے کس وقت تم پر ناس کیفیت طاری ہو جائے اور تم لمبی لمبی پکاردیں میں بن میں اٹھنا شروع کر دو۔.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”سنو میرے ساتھ یہ فیصلوں کو اس کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔“

”وہ ہار گراں جس میں آدمی کو انتظار میں بھی لطف آتا ہے۔.....“ عمران نے جواب دیا۔

”یہ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم نے۔.....“ ہار گراں انتظار میں لطف۔.....“ سیدھی طرح بتا دیا کہنا چاہتے ہو۔.....“ تنہا نے بری طرح جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جو یہ پار اٹھاتے ہیں سو تو اسے گراں نہیں سمجھتے۔ لیکن لوگ۔۔۔۔۔“ سمجھتے ہیں کہ یہ ہار گراں ہے۔ اور وہ پتارے پتھر مار کر اس بار کو نیچے گرا بنے کی کوشش کرتے دہکتے ہیں۔.....“ عمران ہلکا آہنی آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

”میرا خیال ہے۔.....“ جہاد اداغ اب کھل طور پر غراب ہو چکا ہے۔ آخر کار تنہا نے بری طرح جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے اختیار افس پڑا۔

”یار دعویٰ بھی کرتے ہو اور عقلمند بھی بننے ہو۔.....“ عقل اور عشق کا تو آپس میں اڈل سے ہیر دبا ہے۔.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو تم عاشقی کی بات کر رہے تھے۔ میں نے کب دعویٰ کیا ہے عاشق کا۔.....“ اس بار تنہا نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

”ارے واقعی۔.....“ اس کا مطلب ہے جو منافقانہ تھا۔ جو دیکھا خوب تھا۔ عمران نے لفٹ کے قریب تک کراہتی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جس جس فیصلوں باتوں کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔“

تحریک شروع ہونے پر وہ نوکری چھوڑ کر وطن واپس آگیا اور کافرستانی فوج کے خلاف گروپ بنا کر کام شروع کر دیا۔ یہ گروپ مختصر سا تھا لیکن اس گروپ نے کافرستانی فوج کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا تھا۔

پھر نعمان نے ایک بڑا کارنامہ سر انجام دینے کا فیصلہ کیا اور یہ بڑا کارنامہ تھا۔ مشکبار میں کافرستانی فوج کے اگلے کاسب سے بڑا ڈپو اڑانے کا اس ڈپو کے بارے میں نعمان کو کہیں سے اطلاعات ملی تھیں۔ اگر یہ ڈپو تباہ ہو جاتا تو کافرستانی فوج کو زبردست نقصان پہنچایا جاسکتا تھا۔ ابھی گروپ اس بارے میں تفصیلات اکٹھی کر رہا تھا اور منصوبہ بندی کر رہا تھا کہ اچانک ایک روز بلیک ہاؤنڈز نے چھاپ مارا اور گروپ کے چار افراد پکڑے گئے۔ اس گروپ میں مجھ سمیت دس افراد تھے۔ پکڑے جانے والوں میں نعمان بھی شامل تھا۔ ہم چار افراد کو اس میسنگ میں شریک نہ تھے اس لئے بچ گئے تھے۔ لیکن ہم نے فوری طور پر اپنے ساتھیوں کو جھوٹے کئے کا ردوائی کی اور ہم نے انتہائی دیرینے بلیک ہاؤنڈز کے قریبی اڈے پر بڑھ گیا۔ وہاں بے تحاشہ فائرنگ ہوئی لیکن ہم کا سیب نہ ہو سکے۔ مجھے بھی چار گولیاں لگیں اور میں ایک کھڑ میں گر گیا۔ ان لوگوں نے شاید یہ سمجھا کہ میں مر چکا ہوں اس لئے مزید مجھے گولی نہ ماری۔ جب مجھے ہوش آیا اور میں دیکھتا ہوں اس کھڑ سے باہر نکلا تو میں نے نعمان سمیت اپنے نو کے نو ساتھیوں کی لاشیں وہاں بکری ہوئی پڑی دیکھیں۔ نعمان اور اس کے ساتھ پانچ آدمی جنہیں پہلے پکڑا گیا تھا ان کی لاشوں پر بے پناہ غیر انسانی تشدد کے نشانات موجود تھے۔ ان کے پورے جسم زخموں سے

تھے اور ہر ذخم میں تلک اور سرخ مرہیں بھری ہوئی تھیں۔ ان کی آنکھیں نکال دی گئی تھیں۔ ناک کان کٹے ہوئے تھے۔ جسم کی تقریباً تمام ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ جب کہ میرے ساتھ جو تین ساتھی تھے وہ گولیوں کا شکار ہو کر مرے تھے۔ ہم نے جب وہاں حملہ کیا تھا تو اس وقت بلیک ہاؤنڈز نعمان اور اس کے ساتھیوں پر ہولناک تشدد میں مصروف تھے۔ مارا حملہ ہونے پر انہوں نے ان سب کو گولی سے اڑا دیا اور ساتھ ہی ہمیں بھی۔ صرف میں اکیلا بچ گیا تھا لیکن میں چل نہ سکتا تھا اور شدید زخمی تھا۔ بہر حال گرنا پڑنا اور گھسٹنا ہوا ہستی بچ گیا تھا اس لئے مجھے ایک غصیہ کیمپ میں پہنچا دیا گیا جہاں میرا علاج ہوتا رہا۔ میں ٹھیک ہو گیا تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں اپنے طور پر ان بلیک ہاؤنڈز کا سراغ لگاؤں گا اور ان سے اپنے ساتھیوں پر ہونے والی دردنگی کا انتقام لوں گا۔ لیکن میری ناکامی میں ایک زخم ایسا تھا جو منقطع نہ ہو پا رہا تھا بلکہ گہنا اور سڑتا جا رہا تھا۔ چنانچہ کیمپ کمانڈر نے مجھے غصیہ طور پر آزاد و مشکبار بھجوا دیا۔ وہاں کے ایک اعلیٰ ہسپتال میں میرا علاج ہوا اور وہاں میری ملاقات ایک ایسے آدمی سے ہو گئی جو وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خبر کے طور پر کام کرتا تھا۔ اس نے جب میری رویت اور سنی اور میں نے اسے بلیک ہاؤنڈز کے ظلم تشدد کی تفصیلات بتائیں تو اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اکیلا اس خوفناک تنظیم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا اس لئے مجھے پاکیشیا کے علیٰ فرمان صاحب کی مدد حاصل کرنی چاہئے۔ اس نے مجھے آپ کے متعلق جو کچھ بتایا حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس پر یقین نہ آیا لیکن میں نے بہر حال

فیصلہ کر لیا کہ میں پاکپشیا جاؤں گا اور آپ سے ملاقات کروں گا۔
جہارت کرنا ہوں اس لئے آزاد مشہار میں میرے جہارتی تعلقات تھے
وہاں سے میں نے رقم حاصل کی اور یہاں آگیا۔ ہونٹل عالمگیر میں رہا
اس آدمی نے مجھے قہ کے فلیٹ کا پتہ اور فون نمبر بھی بتا دیا تھا۔ میں
تین مرتبہ قہ کے فلیٹ گیا مگر وہاں نالا لگا ہوا تھا۔ پھر میں نے مسلسل
فون کرتے رہنے کے بارے میں سوچا اور پھر آپ سے فون پر ملاقات ہو
میں نے قہ کو تفصیل بتانی شروع کی تو آپ نے مجھے روک دیا اور
ہدایت کی میں خودی طور پر محسوس پلازہ کے اس کمرے میں پہنچ کر قہ
انتظار کروں۔ چنانچہ میں جہاں آگیا ہوں لیکن آپ نے لبا انتظار کر لیا۔
مجھے جہاں آئے ہوئے تقریباً دو گھنٹے ہو گئے ہیں۔ بہر حال مجھے خوشی ہے
آپ سے سری ملاقات بھی ہو گئی ہے اور آپ نے مجھے وقت بھی دے
ہے۔..... روشن نے کہا۔

آپ بلیک ہاؤنڈ کے متعلق جو کچھ جانتے ہیں وہ تفصیل سے بتا دیں۔
..... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔
"یہ گروپ تھوڑا عرصے پہلے سامنے آیا ہے۔ یہ ہے تو کافرستانی فوج
ہی گروپ۔ لیکن ابتدائی تیز۔ پھر حیلہ اور انتہائی خوفناک حد تک دردناک
صفت گروپ ہے۔ اس نے بے شمار مجاہدین گروپوں کا خاتمہ کیا ہے اور
خاص طور پر گروپ لیڈران کا شکار بننے ہیں ان کی فضا ہی یہ ہے کہ ان کے
کاموں پر فوج کے عام ستارہ کی بجائے صرف سیاہ رنگ کا کراس لگا ہوا
ہے۔ مجاہدین نے انہیں مارنے یا پکڑنے کی بے حد کوشش کی ہے۔ لیکن

آج تک ان کا ایک آدمی بھی نہ مارا جاسکا ہے اور نہ پکڑا جاسکا ہے۔ اس
گروپ کے سامنے آنے کے بعد مشہار میں مجاہدین کی تحریک کمزور پڑتی
جا رہی ہے کیونکہ لیڈر مسلسل ان کا شکار بننے جا رہے ہیں۔..... روشن
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا پہلے کوڈرٹیا کوئی خاص اڈہ..... عمران نے پوچھا.....
نہیں..... بس یہ اچانک نمودار ہوتے ہیں اور اچانک ہی غائب ہو
جاتے ہیں۔..... روشن نے جواب دیا۔
"لیکن آپ نے ابھی کہا ہے کہ آپ کے گروپ کو جب یہ پکڑ کر لے
گئے تو آپ چار ساتھی ان سے اپنے آدمی چروانے گئے تھے اور پھر وہاں آپ کا
مقابلہ بھی ہوا۔ آپ کو کیسے اس اڈے کا علم ہو گیا تھا..... عمران نے
باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے جب نعمان اور اس کے ساتھیوں کے پکڑے جانے کی اطلاع ملی
تو میں اور باقی تین ساتھی وہاں سے تھوڑے فاصلے پر موجود تھے۔ اطلاع
دینے والے نے ان کی جیب کے بارے میں بتایا تھا۔ چنانچہ ہم نے
مطلوبات حاصل کیں تو ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ وہ جیب بستی کے شمال
مغربی حصے کی طرف جاتی دیکھی گئی ہے اور پھر ہمیں وہ جیب ایک پرانے
اور ٹوٹے ہوئے گھر کے احاطے میں کھڑی نظر آگئی اور ہم نے وہاں ریڈ
کر دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کے اصل اڈے کا تو کسی کو علم نہیں۔
لیکن یہ جہاں چلتے ہیں اپنا عارضی اڈہ بنالیتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے
اس ٹوٹے ہوئے گھر کو عارضی اڈہ بنایا تھا..... روشن نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

اچھا وہ اسلئے کاڑو کہاں ہے۔ کیا آپ اس کی تفصیلات جانتے ہیں؟
..... عمران نے پوچھا۔

”صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ ڈپو راجپوری میں قائم ہے۔ تمام ڈپو پہاڑیوں کے نیچے بنایا گیا ہے اس کی حفاظت کے بہترین انتظامات کیے گئے ہیں۔ اور باہر ہر طرف کانفرنسی فرج ہر وقت پہرہ دیتی رہتی ہے..... روشن نے جواب دیا۔

”کیا آپ وادی مشکبار میں کسی ایسے آدمی کا پتہ بتا سکتے ہیں جہاں ہمیں اس بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں کچھ اطلاعات مل سکیں؟“
..... عمران نے پوچھا اور روشن خاموش ہو گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سو رہا ہو۔

”نہیں جناب۔ ویسے سنا ہے کہ ان کا بڑا مرکز امنت ناگ میں ہے اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے۔“..... روشن نے جواب دیا۔
”اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں اور میرے ساتھ مل کر اس گروپ کے خلاف کام کریں۔ میں آپ کو کوئی معاوضہ تو نہیں دے سکتا لیکن مجھے بتا دیجیے گا کہ آپ کو اگر مشن پسند آگیا تو آپ بغیر معاوضے کے بھی کام کر سکتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ اگر اس گروپ کے خلاف کام کریں گے تو یقیناً اس گروپ کو ختم کر دیں گے۔ اس طرح خرابی مشکبار میں نئی جان پڑ جائے گی اور ان کے بے پناہ حکم و ستم سے

مشکباریوں کو نہت مل جائے گی۔“..... روشن نے کہا۔

”آپ اب واپس کیسے جائیں گے۔ وہ گروپ یقیناً آپ کو وہاں تلاش کر رہا ہوگا۔“..... عمران نے پوچھا۔

”ظاہر ہے..... لیکن میں ان کے خوف کی وجہ سے یہاں چھپ کر تو نہیں بیٹھ سکتا۔ میں مجاہد ہوں..... میں نے تو واپس جانا ہے یہاں بھی میں صرف آپ سے ملاقات کے لئے آیا ہوں ورنہ تو سحر دست ہوتے ہی میں واپس چلا جاتا۔“..... روشن نے کہا۔

”فحشک ہے..... ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔ آپ ہوش میں رہیں ہم رواں لگی کے وقت آپ کو وہاں سے لے لیں گے۔ اور اب جب تک آپ یہاں رہیں گے آپ ہمارے ہمراہ ہوں گے ہوش کا تمام خرچہ ہم ادا کریں گے لیکن آپ نے کسی سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔ اس بات کا خیال رکھیں۔“..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو آپ واقعی اس گروپ کے خلاف کام کریں گے۔“..... روشن نے اچھائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
”مجھے چاہیے ہی اس گروپ کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے یہاں ایک ٹیپ میں دو مشکباری مجاہدوں نے مجھے ان کے متعلق بتایا تھا۔ انہیں تو سلطان کے لئے یہاں کے ایک خیر شخص نے بیرون ملک بھجوا دیا ہے۔ میں اس بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا کہ آپ کا فون آگیا اور جب آپ نے بھی بلیک ہاؤنڈز کا نام لیا تو میں نے آپ سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ اب آپ کو ساتھ لے جانے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ آپ ہمیں ان خفیہ

اس کے سابقہ حوالہ بات کی تفصیل معلوم کرنی ضروری تھی تاکہ اس کے متعلق پوری طرح تسلی ہو سکے کہ یہ صحیح آدمی ہے۔ ان حوالہ بات کی تصدیق میں کافی وقت لگ گیا اس لئے کہ جس بھی اور اسے بھی انتظار کرنا پڑا..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے تم جیلے بتا دیتے تو میں شکایت ہی نہ کرتا۔ اس مشن کیلئے تو میں صدیوں انتظار کر سکتا ہوں“..... حور نے اچھائی غلوں میں بھرے لچے میں کہا۔

”صدیوں میں تو بلیک پاؤنڈز کی نہانے کون سی نسل تک بات پہنچ جائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور حور ہنس پڑا۔

”تم حیار رہنا۔ کسی بھی وقت ہماری روانگی ہو سکتی ہے“..... عمران نے پارکنگ میں پہنچنے ہوئے حور سے کہا اور حور نے اثبات میں سر ہلادیا اور عمران اپنی کار میں بیٹھا اور دوسرے لچے کار پارکنگ سے باہر نکل گئی۔

راستوں سے متوجہ منظر لے جائیں جہاں سے مجاہدین آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس طرح ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں پہنچ جائیں..... عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں وہاں آپ مجاہدین کے مہمان ہوں گے“۔ حور نے سر ت بھرے لچے میں کہا۔

”نہیں وہاں آپ نے ہمارے متعلق کسی کو کچھ نہیں بتانا کہ ہم کو نہیں وہاں رہنا ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا اور روشن نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر عمران اور حور اس سے مضامہ کر کے کمرے سے باہر آئے۔

”تم نے جیل سے جیل ہی ان لوگوں کے خلاف کام کرنے کی اجازت لے رکھی تھی“..... حور نے باہر آتے ہی پوچھا۔

”میں نے اجازت نہیں لے رکھی تھی۔ جیل نے خود اس مشن پر مجھے بھیجے کا فیصلہ کر رکھا تھا لیکن وہاں کا کوئی ایسا آدمی نہ مل رہا تھا جو ہمیں

وہاں اس طرح پہنچا سکے کہ ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں پہنچ سکیں۔ جیل نے نہیں چاہتا کہ آزاد منظر کی حکومت یا وہاں کی فوج کو ہمارے

مشن کا علم ہو سکے اس لئے مجھے یہی اس روشن سے بات ہونی میں سمجھ گئی کہ یہ صحیح آدمی ثابت ہوگا۔ میں نے جیل سے بات کی تو جیل نے کہا

وہ حور کو وہاں بھیج رہا ہے تاکہ روشن سے علاقوں کے بارے میں تفصیلات بات ہو تو حور ان کی تصدیق کر سکے۔ لیکن اس آدمی سے ملنے سے پہلے

اسے اچھی طرح چیک کر کے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے ایک کانڈ نکال کر اس نے منوہر کو دیا۔

”اس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ اب آپ فوراً انہاں سے چلے جائیں کیونکہ میرا ساتھی کسی بھی لمحے آسکتا ہے۔“ اس آدمی نے کہا اور منوہر نے کانڈ جیب میں ڈالا اور پھر سر ملاتا ہوا تیزی سے سڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ یہ بستی سے ہٹ کر ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ چند لمحوں بعد منوہر مکان سے باہر آگیا۔ اس کے جسم پر عام سالیس تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا چلا گیا۔ تھوڑی دور اندھیرے میں ایک فوقی جیب کھڑی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک فوقی بیٹھا ہوا تھا، لیکن اس کے کانڈھے پر سفار ڈکی بچائے سیاہ کر اس لگا ہوا تھا۔

”آجاء“..... اندر سے آواز سنائی دی۔ اور منوہر دروازے کو دھکیلا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک مقامی آدمی بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے جسم کے گرد چادر پھینٹی ہوئی تھی جس سے اس کا بے آواز سے بھی زیادہ ڈھکا ہوا تھا۔ کمرے میں ہلکی پادر کا ایک بلب روشن تھا۔ کمرے میں دو چار پائیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر پرانے سے بستر بنے ہوئے تھے۔

”رقم آگئی ہے جناب“..... مقامی نے منوہر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ منوہر نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گچھ منوہر نے اٹھائی۔

”ہاں“..... منوہر نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گچھ منوہر نے اٹھائی۔ منوہر نے اس کی طرف پیسٹک دی۔ اس آدمی نے گھڑی بھینپی اور نکال کر اس نے اس کی طرف پیسٹک دی۔ اس آدمی نے گھڑی بھینپی اور نکال کر اس نے اس کی طرف پیسٹک دی۔ اس آدمی نے گھڑی بھینپی اور نکال کر اس نے اس کی طرف پیسٹک دی۔

نہیں ایک آدمی بچ گیا تھا۔ ہم اسے مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے لیکن وہ زندہ تھا۔ وہ گرنا پڑا بسنی بچ گیا تھا۔ مجھے جب اطلاع ملی تو میں چونک پڑا کیونکہ اس کا زندہ بچ جانا ہمارے اصول کے خلاف تھا۔ اس طرح ہمارا گروپ سامنے آسنا تھا جس چنانچہ میں نے اسے تلاش کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ وہ آزاد مستحار ہو چکا ہے۔ وہاں جب ہمارے مخبروں نے اسے نہیں کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ پاکیشیا چلا گیا ہے۔ اس کے بعد اطلاع ملی کہ وہ جب پاکیشیا سے واپس آیا ہے تو اس کے ساتھ چھ پاکیشیائی بھی ہیں اور وہ خفیہ راستوں سے یہاں آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس پر میں چونک پڑا۔ ایسے بے شمار راستے ہیں جن سے یہ لوگ آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے میں نے خاص آدمیوں کو اس راستے کی مخبری کے لئے تعینات کر دیا۔ چنانچہ ایک آدمی کو نہیں کر دیا گیا جس نے انہیں منگول کرنے کا سو دیا کیا تھا۔ یہ دو افراد کا گروپ ہے۔ ان میں سے ایک سے سو دالے ہو گیا کہ وہ ہمیں اس راستے کی مخبری کرے گا چنانچہ اب میں خفیہ طور پر اس کے پاس گیا تھا اور اسے ادا ہو کر کے یہ نقشہ لے آیا ہوں۔ اور اس نقشے سے پتہ چلا ہے کہ یہ لوگ درسام پہاڑی والے راستے سے آرہے ہیں۔ جو آدمی بچ گیا تھا اس کا نام روشن ہے۔ اور روشن تینہ فاکسی خاص مقصد کے لئے ان پاکیشیائیوں کو ساتھ لے کر آ رہا ہو گا اس لئے اب ہم نے ہر قیمت پر اس روشن اور ان پاکیشیائیوں کا خاتمہ فوری طور پر کرنا ہے اور یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اس بات سے بے خبر ہوں گے کہ ان کے خلاف باقاعدہ مخبری ہو چکی ہے۔

روشنی نظر آنے لگی۔ یہ ایک خاصا بڑا کرہ تھا جس میں چار افراد موجود تھے لیکن کمرے میں کوئی فرنیچر نہ تھا البتہ فرش پر روٹی کا تھوڑا بچھا ہوا تھا اور ایک میز میکس لیمپ ایک کونے میں جل رہا تھا۔ ان چاروں نے بڑے ادب سے منوہر کو سلام کیا۔

”یہ منوہر“..... منوہر نے کہا اور پھر خود بھی وہ مندرے پر بیٹھ گیا۔ انہوں نے جیب سے وہی کاغذ نکالا اور اس کو اپنے سامنے فرش پر پھیلا دیا۔ ایک ہاتھ سے بنا ہوا نقشہ تھا منوہر اس پر جھک گیا۔ نقشے پر ہلکے نشانات لگے ہوئے تھے۔

”تو یہ گروپ درسام پہاڑی کے راستے آ رہا ہے“..... منوہر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کون سا گروپ باس“..... پاس بیٹھے ہوئے ان چاروں میں ایک نے چونک کر پوچھا۔

”ایک پاکیشیائی گروپ آ رہا ہے درسام پہاڑی۔ اور ہم نے اسے ختم کرنا ہے“..... منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ ہے کون اور کیوں آ رہا ہے“..... درسام پہاڑی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”جہیں یاد ہے کہ ہم نے باجوڑا گروپ کا خاتمہ کیا تھا“..... منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بس باس اور سارا گروپ ختم ہو گیا تھا“..... اس آدمی نے جواب دیا۔

..... منوہر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ لوگ کب آرہے ہیں باس.....“ اس آدمی نے کہا۔

”کل رات یہ سرحد پار کریں گے، درسام پہاڑی والے راستے سے اور ہم کسی ایسی جگہ چھپ کر ان کا استقبال کریں گے جہاں سے انہیں ہی راستہ میں ان کا مکمل طور پر معضایا کر دیا جائے گا.....“ منوہر نے جواب دیا۔

”کیا نقل وینہ ہوگا.....“ اس آدمی نے پوچھا۔

”نہیں جب راستے کا علم ہو گیا ہے تو چند افراد ہی کافی ہیں.....“

منوہر نے جواب دیا۔

”تو باس ہم حاضر ہیں اس مشن کے لئے.....“ رام عیارے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے..... اسی لئے تو میں جہاں آیا ہوں تاکہ جہیں تفصیلی ہدایات دے سکوں لیکن یہ سن لو کہ میں ناکامی کی رپورٹ ہرگز نہیں سنوں گا.....“ منوہر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”سوال ہی پیدا نہیں ہوگا باس.....“ رام عیارے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ کے.....“ منوہر نے کہا اور پھر نقشے پر جھک کر اس نے انہیں راستے اور مشن کے بارے میں تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

ایک پہاڑی غار کے اندر روشن کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران کے ساتھ حمزہ۔ صفدر۔ کیپٹن شکیل۔ نعمان اور صدیقی تھے۔ ان سب کے جسموں پر سیاہ لباس تھے اور انہوں نے اپنی پشت پر سیاہ رنگ کے تھیلے لادے ہوئے تھے۔ غار کا دہانہ خاصا فرارح تھا اس لئے بھرپور روشنی اندر آرہی تھی۔

”یہ راستہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے روشن.....“ عمران نے اپنے سامنے رکھے ہوئے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”حق ہاں جہاں میں نے اس لئے محفوظ ترین راستے کا انتخاب کیا ہے وہ تو اور بھی بے شمار راستے ہیں ان راستوں پر کارفرمائی فوج کے چھاپے کا خطرہ رہتا ہے۔ جب کہ یہ راستہ قطعی محفوظ ہے.....“ روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم پہلے کبھی اس راستے سے گزرے ہو.....“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں جناب میرے لئے یہ نیا ہی ہوگا لیکن آپ فکر نہ کریں جو لوگ ہمارے گائیڈ ہیں وہ اس کے ایک ایک پہرے سے واقف ہیں۔ ان کا کام بھی یہی ہے کہ وہ ادھر سے لوگوں کو ادھر اور ادھر سے ادھر پہنچاتے رہتے ہیں۔“
..... روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ لوگ باقاعدہ رقم لیتے ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔
”جی ہاں فی کس دس ہزار روپے اور وہ بھی صرف مجاہدین سے اگر کوئی دوسرا ہو تو بیس ہزار روپے۔“ روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اقبات میں سر ہلایا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد دور سے کسی گلو بگم کے پچھنے کی آواز سنائی دی۔ اور روشن یہ آواز سننے ہی چونک کر کھڑا ہو گیا۔
”یہ ان کا مخصوص کاشن ہے۔ میں انہیں یہیں لے آتا ہوں۔“ روشن نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا کہانے کی طرف بڑھ گیا۔
”پوری طرح محتاط رہنا۔ جو لوگ رقم لے کر یہ کام کرتے ہیں وہ رات لے کر خبری بھی کر سکتے ہیں۔“ روشن کے باہر جاتے ہی عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نقشہ تو دیکھ لیا ہے کیوں اب ہم خود آگے بڑھ جائیں؟“ عمران نے کہا۔

”نہیں صرف نقشہ دیکھنے سے بات نہیں بنتی۔ سرحد پر کافرستانی فوراً موجود ہے۔ یہ لوگ ایسے راستے بھی جانتے ہیں جن تک فوج نہیں جا سکتی اور ہو سکتا ہے کہ فوج سے ان کا باقاعدہ لین دین بھی ہو۔ جب تک کوئی واضح خطرہ سامنے نہ آجائے ہم نے ان لوگوں کی ہی پیروی کرنی۔“

..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور باقی ساتھیوں نے اقبات میں سر ہلادیتے۔

”چند لمحوں بعد غار سے باہر قدموں کی آواز اجبڑی اور پھر روشن کے ساتھ دو مقامی اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے جسموں کے گرد چادریں لپیٹی ہوئی تھیں۔ سر پر مقامی ٹوپیوں تھیں اور چادروں سے آگے ہجرے بھی ڈھکے ہوئے تھے۔“

”آپ لوگوں نے پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ آپ کی ذرا سی غلط حرکت سے کافرستانی فوج کو آپ کا علم ہو جائے گا اس لئے پوری طرح محتاط رہیں اور راستے میں قطعی کوئی بات چیت نہ کی جائے۔“ ایک آدمی نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔
وہ ہجرے سے ہی عیار اور مکار آدمی لگتا تھا۔

”یہ مجاہدین کے مہمان ہیں خورشید اس لئے لہجہ نرم رکھو۔“ دوسرے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تو انہیں مطلع کر رہا تھا کہ کہیں غلطی نہ کریں یہیں اور بدنام ہم ہو جائیں۔“ خورشید نے مت جانتے ہوئے جواب دیا۔

”آپ ناراض نہ ہوں جناب میرے ساتھی کا قدرتی طور پر لہجہ ہی ایسا ہے۔ ہر حال آپ بے فکر رہیں آپ بالکل یک سلامت سرحد پار کر لیں گے یہ راستہ ہر لحاظ سے انتہائی محفوظ ہے۔“ دوسرے آدمی نے مسکراتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں سے کہا۔

”جہاد آگیا نام ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”اب اگر لفظ حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا۔“ عمران نے فراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر باد گھما دیا اور خورشید ایک بار پھر اچھل کر کسی گھنڈ کی طرح غار کی دوسری دیوار سے جا ٹکرایا اور اس کے حلق سے ٹھٹھنے والی چیخ سے غار گونج اٹھی۔

”یہ..... یہ کیا ہو رہا ہے روشن یہ لوگ.....“ اعظم نے ہلکتے چمکتے ہوئے کہا۔

”خاموش کرو رہو درد.....“ تنویر نے اچھائی سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا اور اعظم ہونٹ بھیج کر خاموش ہو گیا۔ اب اس کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات اٹھ اٹھے تھے۔ جب کہ روشن کے چہرے پر حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے جیسے وہ اس اچانک ہونے والی کارروائی کی وجہ سمجھ نہ سکے ہو۔ خورشید جیسے ہی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر سیر رکھا اور ساتھ ہی ٹانگ کو مروڑ دیا۔ دوسرے لہجے خورشید کاہری طرح چوکنا ہوا جسم ہلکتا ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ وہری طرح سکا ہو گیا تھا اور آنکھیں اوپر کو بڑھ گئی تھیں۔ حلق سے خرخرات کی آوازیں ٹھٹھنے لگیں۔ ظاہر ہے کہ اس کی شدہ دگ بلی جا رہی تھی۔ عمران نے یہ کہہ کر وہاں سے تیزی سے اس کا چہرہ سکا ہوا تھا خون کی بحالی کی وجہ سے اتنی تیزی سے داخل ہونے لگ گیا لیکن بہر حال شدید ترین تکلیف کے آثار اب بھی اس کے چہرے پر نمایاں تھے اور جسم اس طرح ساکت پڑا ہوا تھا۔

”ہٹاؤ کن کو مغربی کی ہے تم نے ہمارے متعلق بتاؤ درد.....“

”حق میرا نام اعظم ہے.....“ دوسرے آدمی نے جواب دیتے ہوئے پہلے تم ہمیں اس راستے کی پوری تفصیل بتاؤ۔ یہ نقشہ میرے پاس ہے۔ اس نقشے کی مدد سے بتاؤ کہ ہم کہاں کہاں سے گزریں گے، کس کس طرح سے گزریں گے اور کافرستانی فوج کی طرف سے خطرہ کس کس جگہ اور کس کس طرف سے ہوگا.....“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم ان نقشے وغیرہ کو چھو دو۔ تم نے آم کھانے ہی یاد رکھتے ہیں تمہارے سرحد پار پہنچنا ہے۔“ بھٹا بھاڑ گئے..... خورشید نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

”او۔“ کے سمسز خورشید..... ہم نے واقعی آم کھانے ہیں لیکن ہم کچے آم کھانے کے عادی نہیں ہیں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لہجے خورشید بری طرح مقلد ہوا اچھل کر غار کی ایک دیوار سے دھماکے سے جا ٹکرایا۔ عمران نے اچانک اس پر ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

”کیا..... کیا.....“ یہ.....“ اعظم اور روشن دونوں نے بری طرح ہونٹے ہوئے کہا لیکن دوسرے لہجے وہ دونوں حیرت سے حلق کی طرح ساکت ہو گئے۔ جب عمران کے سارے ساتھیوں نے جیسوں سے متعین پیش نکال کر ان کی طرف کر دیئے۔ خورشید کچھ گرتے ہی بیٹھنا ہوا اچھلا اور دوسرے لہجے اس کے ہاتھ میں دیوار کی تھلک نظر آئی مگر اس کے ساتھ ہی عمران ہلکتا اپنی جگہ سے اچھلا اور خورشید کے منہ سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ عمران کے ہریک ضرب اس کے اس ہاتھ پڑی تھی جس میں دیوار اور تھا۔ اور دیوار اور اس کے ہاتھ سے ٹک کر دو بار گرا۔

ہے اور جناب ہمارے ہاں غدار کو انتہائی عبرت ناک سزا دی جاتی ہے آپ مجھے اجازت دیں میں اپنے ہاتھوں اس غدار کو اس کی غداری کی سزا دوں۔
..... اعظم نے نکتہ حسیلے میں کہا۔ عمران نے ایک نظر اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر یہ بتایا۔

- ٹھیک ہے..... تمہیں ہی اسے سزا دینی چاہیے..... عمران نے کہا اور اعظم نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے رولہ اور نکالا اور دوسرے لمحے غدار رولہ کے خوفناک دھماکوں کے ساتھ خورشید کے حلق سے نکلنے والی کرہناک بجلی سے گونج اٹھا۔ گولیاں اس کے سینے میں لگی تھیں۔

- لعنت ہے تم پر خورشید..... تم نے چند لمحوں کی خاطر غداری کی ہے..... اعظم نے چلتے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے خورشید کے جسم پر تھوک دیا۔

- یہ میں جناب رولہ اور اس میں ابھی گولیاں موجود ہیں۔ یہ بھی سزا ہی سزا تھی۔ اس نے مجھے بھی اس کے گناہ کی سزا ملنی چاہیے۔ آپ بیشک مجھے گولی مار دیں میں ہر سزا بھگتنے کے لئے حیار ہوں..... اعظم نے رولہ اور عمران کے قدموں میں ڈالتے ہوئے کہا۔

- رولہ اور اس کی ہمارے پاس کی نہیں ہے اعظم..... اگر تم اس کے ساتھ شامل ہوتے تو اس طرح اطمینان سے نہ کھڑے ہوتے مجھے معلوم ہے کہ تم سنگر ضرور ہو لیکن تم ایمان کے سوداگر نہیں ہو..... عمران نے آگے بڑھ کر اعظم کے کان پر ہلکی سیچ ہوئے کہا اور اعظم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

عمران نے انتہائی سردی میں کہا اور ساتھ ہی ہر کوڑا سا موڑ دیا۔

- ہب ہب بتاتا ہوں بتاتا ہوں..... خدا کے لئے مجھے اس عذاب نکالو میں بتاتا ہوں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے..... خورشید کی آواز اور رک کر نکل رہی تھی اور اعظم اور وہ شن و دونوں کے چہرے خورشید زبان سے یہ فقرہ سنتے ہی اس قدر تیزی سے بگڑے کہ جیسے انہیں لٹوا گیا ہو۔

- بتاؤ..... پوری تفصیل بتاؤ..... عمران نے اور زیادہ سردی میں کہا۔

- سردار آصف نے سودا گرا یا تھا..... پچاس ہزار روپے میں سودا کر تھا..... پھر مکان پر ایک آدمی آیا..... میں اسے نہیں جانتا وہ سادہ لیا میں تھا..... اس نے مجھے پچاس ہزار روپے دیئے اور میں نے اسے نقد دے دیا..... جس پر وہ راست بنا ہوا تھا جس سے ہم نے کہیں لے لے تھا..... خورشید نے اسی طرح رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ ا کے چہرے سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی حالت کافی خراب ہے۔

- کون ہے یہ سردار آصف..... پوری تفصیل بتاؤ..... عمران نے غزاتے ہوئے کہا۔

- سردار آصف جوڑے کا سردار ہے..... خورشید نے جواب دے ہوئے کہا۔

- میں جانتا ہوں۔ جناب، سردار آصف کو۔ اور مجھے افسوس ہے خورشید نے غداری کی ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ ایسا بھی کرے۔

”بہر حال میں زندگی بھر اس کی اس حرکت پر شرمندہ رہوں گا۔“
 ”جیسے پہلے اس کی اس غداری کا علم ہو جاتا تو میں اسے پہلے ہی ختم کر دیتا۔“
 ”اعظم نے ہنک کر رولہ لور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”آپ کو کیسے علم ہو گیا عمران صاحب کہ اس نے غداری کی ہے۔“
 روشن نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

”مجھے علم نجوم آتا ہے۔ اس بات کو چھوڑو۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ
 کن لوگوں نے سردار آصف کے ذریعے ہماری خبری کے لئے خورشید

”اتنی بھاری رقم دی ہے اور کیوں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”میرا خیال ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کو ہمارے متعلق اطلاعات مل گئی
 ہیں اور نتیجہً ان کا ہی کارنامہ ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”اگر واقعی یہی بات ہے صفدر۔ تو پھر کچھ لو کہ بلیک ہاؤنڈز
 خاصی باخبر اور خاصی فعال تنظیم ہے اور ہمیں اب ہر طرح محتاط رہنا ہو گا۔“
 عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اب وہاں جانے کا کیا پروگرام ہے۔ کیا اب کوئی دوسرا راستہ
 اختیار کیا جائے گا۔“ حور نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب میں آپ کو ایک اور راستے سے رہنمائی
 اس راستے کا علم خورشید کو بھی نہیں ہے۔ یہ میں نے حال ہی میں دریافت
 کیا ہے۔“ اعظم نے کہا۔

”وہ لوگ جنہیں خورشید نے خبری کی ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق
 ہمارا استقبال کہاں کریں گے۔“ عمران نے اس کی بات کو نظر انداز

کرتے ہوئے پوچھا۔

”سہاگ سے پہلے تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ یقیناً ہمارا راستہ

دور سام درے پر روکنے کی کوشش کریں گے۔ وہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں
 سے ہم پر دیگر گارڈ کھل دیا جائے تو ہم اپنا تحفظ بھی نہ کر سکیں گے۔“

”علم نے جواب دیتے ہوئے کہا اور روشن نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا
 دی۔“

”جہاں میرے پاس یہ خطور اور مجھے بتاؤ کہ یہ درہ کہاں ہے اور اس کی کیا
 تفصیلات ہیں۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے اعظم اور روشن دونوں
 کو اپنے ساتھ بٹھایا اور ان سے مسلسل سوالات پوچھنے شروع کر دیئے۔

”او۔ کے اب ہم اسی راستے پر چلیں گے لیکن درے سے پہلے ہم یہ
 راستہ چھوڑ کر پہاڑی پر چڑھتے ہوئے قطعی طرف سے اس درے کی طرف
 جانیں گے۔ میں وہاں موجود افراد میں سے ایک کو ہر صورت میں زندہ

لے کر لانا چاہتا ہوں تاکہ اس سے بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں صحیح معلومات
 حاصل کی جا سکیں۔“ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور باقی
 ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ہوئے آوی نے کہا۔

”ہاں لیکن اس کے باوجود ہمیں ہوشیار رہنا ہے۔“..... منوہر

نے جواب دیا۔

پھر آہستہ آہستہ رات کا اندھیرا ختم ہونا چلا گیا اور صبح کی روشنی ہر طرف پھیلتی چلی گئی لیکن درے سے کوئی برآمد نہ ہوا تھا۔

”یہ کیا ہوا۔ کیا ہمیں غلط اطلاع دی گئی ہے یا ان لوگوں نے ارادہ

بدل دیا ہے۔ انہیں تو ہر صورت میں رات کو آنا چاہئے تھا۔ ایسے کام

تو رات کے اندھیرے میں ہی مکمل ہوتے ہیں۔“..... منوہر نے

ہوٹا بھینچتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے معین گن پر لگی

ہوئی ٹیلی سکوپ انکرنی شروع کر دی۔

”میرا خیال ہے ہاں کہ ان لوگوں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ دورے

سردار نصف کا آدھی کسی صورت بھی غلط جانی نہیں کر سکتا۔“.....

منوہر کے ساتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ دیکھ اب دن کی روشنی

میں دورے اور اوپر چٹانوں کی اوٹ میں لیٹے ہوئے رام پیارے اور اس

کے ساتھی انہیں سلف دکھائی دے رہے تھے۔

”اے اے یہ کیا..... یہ کون ہیں۔“..... اچانک منوہر نے

چونک کر کہا۔

”کیا..... کیا کون..... اس کے ساتھی نے چونک کر حیرت

سے کہا۔

”وہ اوپر دیکھو..... رام پیارے اور اس کے ساتھیوں سے اوپر

ایک پہاڑ کی بلند چٹان کی اوٹ میں منوہر اور درے میں لیٹا ہوا

اس کے ساتھ میں معین گن تھی۔ جس پر نائٹ ٹیلی سکوپ فٹ تھا

اور وہ اس سے آنکھیں لگائے گہرے اندھیرے میں دور درے سے

اوپر دائیں طرف ایک غار کے دہانے پر موجود رام پیارے اور اس کے

تین ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا رام پیارے اور اس کے تین ساتھی

چٹانوں کی اوٹ لٹے ہاتھوں میں دو مشین گنیں پکڑے بڑے بڑے

انداز میں لیٹے ہوئے تھے۔ ان کی نظریں درے پر ہی لگی ہوئی تھیں

جہاں سے پاکیشٹانی گروپ نے ظاہر ہونا تھا۔ منوہر کے ساتھ ایک

آوی بھی اسی انداز میں لیٹا ہوا تھا لیکن اس کی آنکھوں پر دور بین

تھی۔ البتہ اس کے ہاتھ میں ایک مخصوص قسم کی رائفل تھی۔

”ہاں یہ لوگ کسی صورت میں رام پیارے اور اس کے ساتھیوں

کی فائرنگ سے بچ کر نہ قتل سکیں گے۔“..... منوہر کے ساتھ

میرا خیال ہے۔ میں نے وہاں کسی آدمی کو چٹان کے نیچے چھپتے ہوئے دیکھا ہے۔..... منوہر نے کہا۔

"اوہ کیس باس وہاں واقعی کوئی آدمی ہے..... اسے اڑھ..... یہ دوسرا..... اڑھ اڑھ یہ تو اوپر سے آ رہے ہیں۔..... منوہر کے ساتھی نے آہستہ سے کہا۔ اور منوہر کے ہونٹ بھیج گئے۔

"ہو نہ۔ اس کا مطلب ہے کہ بات ٹیک آؤٹ ہو گئی ہے۔ لیکن یہ اب بھی بچ کر نہیں جاسکتے۔..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔ "سیلو سیلو رام پیارے..... منوہر بول رہا ہوں۔..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیس باس اور۔....." چند لمحوں بعد اسے ایک آواز سنائی دی۔ ویسے بھی منوہر رام پیارے کے ہاتھ میں ویسا ہی آلہ دیکھ رہا تھا۔

"رام پیارے ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ مخالف در سے کی طرف سے آنے کی بجائے اس پہاڑی کی چوٹی سے نیچے آ رہے ہیں جس پر تم موجود ہو۔ جہادے اوپر چھپکے دار چٹان ہے اس لئے جب تک وہ کافی نیچے نہ آجائیں ہمیں ہتیک نہیں کر سکتے۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے آ رہے ہیں۔ تم فوری طور پر ہوشیار ہو کر پوزیشن لے لو۔ ان میں سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جائے اور۔..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔ "اوہ کیس باس..... آپ کہاں ہیں اور۔....." رام پیارے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری بات چھوڑو تم اپنی فکر کرو۔ میں تم سے کافی دور ہوں اس لئے جہادے والی پہاڑی میری مشین گن کی رینج میں نہیں آتی۔ ورنہ میں اب تک ان پر فائر کھول چکا ہوتا اور انڈائل۔..... منوہر نے ہونٹ بھیجنے ہوئے کہا۔ اور آٹے کا بٹن آف کر کے اس نے اسے لپٹے قریب رکھ لیا۔

"باس..... کاش یہ لوگ ہماری مشینوں کی رینج میں ہوتے۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ انداز میں نیچے آ رہے ہیں۔..... منوہر کے ساتھی نے کہا۔

"اب فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ رام پیارے کم تربیت یافتہ نہیں ہے۔ ہاں اگر ہم جہاں نہ ہوتے تو وہ یقیناً مارا جاتا۔..... منوہر نے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ اچانک پہاڑی سے فائرنگ کی جلتی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک دردناک جھج کے ساتھ ایک چٹان سے آدمی برسی طرح ہاتھ پیر مارنا نیچے گہرائیوں میں گرنا چلا گیا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی ایک اور کرچناک جھج سنائی دی اور منوہر نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لگے کیونکہ یہ جھج پہلی جھج کی نسبت نیچے سے سنائی دی تھی جہاں رام پیارے اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اور چند لمحوں بعد پہاڑیاں یوں کے خوفناک دھماکوں اور مشین گن کی فائرنگ سے گونجنے لگیں، لیکن سلسلے کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ منوہر کا جسم بیٹے بیٹے پارے کی طرح حرکت رہا تھا۔ اس کا شاید بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اٹھ کر

”ٹھیک ہے..... تم دائیں طرف ہٹ کر اوٹ لے لو۔ میں
 یہاں رک جا رہا ہوں۔ اور سنبھل چکے ہیں خود فائر کریں۔ تم نے
 فائر نہیں کھولا.....“ منوہر نے جھپٹے ہوئے کہا اور ماترم نے سر ہلاتے
 ہوئے کچھ دور جا کر ایک پٹان کی اوٹ لے لی۔ منوہر کی نظریں اس
 پہاڑی پر جمی ہوئی تھیں جہاں فائرنگ ہوتی تھی۔ درے میں پہنچنے کے
 لئے بھی ان لوگوں کو اسی پہاڑی سے ہی نیچے اترنا تھا اور جس جگہ وہ
 موجود تھا وہاں سے بہر حال اس پہاڑی اس کی گن کی ریٹخ میں آ رہی تھی
 اس لئے وہ رک گیا تھا۔

”کاش..... کسی طرح پیہ چل سکتا کہ کون کون مر رہے اور کون
 کون زندہ ہے.....“ منوہر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے
 جہاں اتنی دور دراز سے اسے اس مقام پر کبھی نہ پہنچے تو معلوم نہ ہو
 سکتا تھا۔ البتہ اس نے اوپر موجود آنے والوں کو جس طرح فائرنگ
 کے بعد پٹانوں کی اوٹ سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا تھا اسی لئے اس نے
 اندازہ لگایا تھا کہ اس کے ساتھی قتل ہو چکے ہیں۔ لیکن اب سمجھنے کیا
 بات تھی کہ دوسرے مسلسل خاموشی بھائی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے
 سب ہی قتل ہو چکے ہیں۔ آخر جب تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا اور کوئی
 آئی نیچے نہ اتر اور نہ اوپر جانا دکھائی دیا تو معاملہ اس کی برداشت سے
 باہر ہو گیا۔

”ماترم.....“ منوہر نے اپنی آواز میں لپٹے ساتھی کو آواز
 دیتے ہوئے کہا۔

اس خوفناک جنگ میں کود پڑے۔ لیکن وہ اس لئے بے بس تھا
 درے کی حد تک تو اس کی گنتوں کی ریٹخ تھی لیکن اس سے آگے پہاڑ
 اس کی گنتوں کی ریٹخ سے بہر حال باہر تھی اور اس وقت درے میں اتنے
 لپٹے آپ کو موت کے منہ میں دپنے کے مترادف تھا کیونکہ اوپر پہاڑ
 سے وہ آسانی سے ہٹ کیے جاسکتے تھے۔ فائرنگ اور دھماکے چھوٹے
 جاری رہے۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ اور پھر منوہر نے ایک پٹان کے پیچھے
 سے ایک آدمی کو نکل کر بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر دوسری پٹان کی
 اوٹ میں چھپتے ہوئے دیکھا اور ایک بار پھر مطمئن گن کی فائرنگ سے
 پہاڑی گونج اٹھی۔ اس بار کئی انسانی جھپٹیں بھی گونجیں اور منوہر
 ایک جھپٹے سے کھڑا ہو گیا۔

”آہ ماترم.....“ ہمارے ساتھی ہٹ ہو چکے ہیں۔ اب ہم چکر کاٹ
 کر ان پر فائرنگ کھولیں گے.....“ منوہر نے کہا اور ساتھ پڑے آٹے
 کو اٹھا کر اس نے جیب میں ڈالا اور پھر گن اٹھا لے وہ تیزی سے پیچھے ہٹا
 اور پٹانوں کو پھلانگتا ہوا نیچے اترنا چلا گیا اس کا ساتھی بھی اس کے پیچھے
 تھا۔ کافی دور تک اسی طرح دوڑ کر نیچے اترنے کے بعد وہ اسی جگہ پہنچ گئے
 جہاں سے درے کو راستہ جاتا تھا۔

”باس باس..... ہمیں یہاں رک جانا چاہیے.....“ وہ لوگ
 اگر زندہ ہیں تو لازماً اب اطمینان سے درے سے گزر رہے ہیں اور یہ
 انہیں آسانی سے ہٹ کر لیں گے.....“ ماترم نے کہا اور دوڑتا ہو
 منوہر لپکتے رک گیا۔

وقت نکل گئے ہوں گے جب ہم پہاڑی سے اتر رہے تھے۔..... منوہر نے اصرار دہرایا دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں..... یہ اب لڑنا چلگام بستی میں نہیں گئے۔ ہمیں وہاں فوری چھاپ مارنا چاہئے ورنہ یہ وہاں سے بھی نکل گئے تو پھر ان کا ہاتھ آنا مشکل ہو جائے گا۔..... مازم نے کہا۔

"ہاں تم ٹھیک کہتے ہو جہاں اب رکنا فضول ہے۔..... منوہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے فرانسیسیز باہر نکالا اور اس پر موجود تین بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا۔ آلے میں سے دونوں زلوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو منوہر کانٹنگ اوور۔..... منوہر نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"ہیں ساگر انتھنگ یو ہاں اوور۔..... چند لمحوں بعد آلے میں سے آواز سنائی دی۔

"ساگر تم اس وقت کہاں ہو اور جہازے ساتھ کتنے ساتھی ہیں اوور۔..... منوہر نے کہا۔

"ہاں ہم پوائنٹ الیون پر ہیں اور ہمارا اگر وہ چھ افراد پر مشتمل ہے اوور۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنوڈ شمن رجمنٹ جن کی تعداد چھ سات ہے۔ درسام درے والے راستے سے چلگام بستی پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے رام پیارے اور اس کے سیکشن کا ہاتھ کر دیا ہے۔ تم فوری طور پر چلگام بستی کے گرد پھیل جاؤ

"ہیں ہاں۔..... مازم نے دائیں طرف چٹان کی اوٹ سے جواب دیا۔

"مازم..... میں جہیں گور کروں گا تم اوپر جاؤ اور معلوم کرو کہ وہاں کیا پوزیشن ہے، لیکن احتیاط سے جانا۔..... منوہر نے کہا اور مازم چٹان کے پیچھے سے نکلا اور پھر چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے اس پہاڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ منوہر کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں تھوڑی دیر بعد مازم ایک بڑی چٹان کے پیچھے جا کر غائب ہو گیا اور منوہر نے بے اختیار ہوسٹ بھیج دی۔

"ہاں..... ہاں..... جہاں تو لاشیں بکھری پڑی ہیں..... کوئی آدمی بھی موجود نہیں ہے۔..... کچھ دیر بعد مازم نے ایک چٹان پر نمودار ہوتے ہوئے زور سے چیخ کر کہا اور منوہر تیزی سے چٹان کی اوٹ سے نکلا اور دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مازم کے پاس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جہرے پر سختی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ وہاں رام پیارے سمیت اس کے تینوں ساتھیوں کی لاشیں اوپر اوپر بکھری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ الپتہ رام پیارے کے جہرے پر تکلیف کے ایسے تاثرات تھے کہ جیسے اس کی جان انتہائی تکلیف کی حالت میں نکلی ہو۔ اس کا جہرہ ہری طرح مس ہو رہا تھا جب کہ اس کے جسم پر دو گولیوں کے سوراخ بھی موجود تھے لیکن یہ دونوں اس کے پہلو میں تھے۔

"یہ کہاں گئے ہوں گے۔ اوپر درے میں تو نہیں آئے یا پھر اس

اور اس نگرہ کی نگرانی کرو کہ یہ ہستی میں کہاں اور کس کے گھر جاتے ہیں۔ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ جب میں وہاں پہنچوں گا تو میں خود ہی ان کے خلاف ایکشن لوں گا اور..... منوہر نے کہا۔

”میں باس لودر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور منوہر نے اور لٹل آل کہہ کر بین آف کر دیا اور پھر ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈال لیا۔“ آڈیو ماسٹر ہمیں وہاں پہنچنے میں دو تین گھنٹے لگ جائیں گے کیونکہ جیب کی وجہ سے ہمیں لمبا ٹیکر کا ٹاپا پڑے گا لیکن ہمیں درست معلومات مل جائیں گی اور پھر ہم ان پر کامیاب ریڈ کر سکیں گے..... منوہر نے کہا اور دوبارہ پیچھے اترنے لگا۔

”ہاں آپ ساگر کو ان کی ہلاکت کا حکم دے دیجئے تو وہ آسانی سے ان کا خاتمہ کر دیتا..... ماسٹر نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

”نہیں..... جس انداز میں انہوں نے رام بھارے اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا ہے۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ ساگر کے بھی ہنس کے نہیں ہیں۔ اب ان پر سوچ سمجھ کر ہاتھ ڈالنا پڑے گا..... منوہر نے کہا اور ماسٹر نے انہماک میں سر ہلا دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک پہاڑی میں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے طے جارہے تھے۔ اس وقت ان کے ساتھ صرف اعظم تھا۔ روشن پہاڑی جھوپ میں شہید ہو چکا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پہاڑی پر موجود چار افراد کا خاتمہ انتہائی قہامت سے کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی انہیں الٹے ذمہ ملا تھا، لیکن اس کی حالت بھی بہلو میں گویاں لگنے سے خاصی خراب ہو رہی تھی۔ عمران نے اس کی گردن پر پیردھک کر اس سے بوجھ گچھ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی حالت اور زیادہ خراب ہو گئی اور وہ قہم ہو گیا۔ الٹے اس کی تلاش لینے سے عمران کو اس کی جیب سے ایک جڑیہ قسم کا ٹرانسمیٹر ضرور دستیاب ہو گیا تھا ٹرانسمیٹر شارٹ ریج کا تھا اور اس کی میموری والا خانہ بتا رہا تھا کہ اسے تھوڑی دیر پہلے استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے عمران سمجھ گیا کہ ان لوگوں کے مزید ساتھی بھی قتلہ نامہ جو دوں گے اور یہ اس کے نقطہ نظر

سے انتہائی خطرناک بات تھی کیونکہ ان پہاڑوں میں سینکڑوں ایسی جگہیں تھیں جہاں کوئی آدمی چھپ سکتا تھا اور کسی بھی طرف سے آنے والی اپانک گوئی سے بچنا ناممکن تھا۔ چنانچہ عمران نے اعظم سے کہا کہ وہ انہیں کسی ایسی طرف سے لے چلے جہاں سے سائنسے ورے کی طرف آنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اور اعظم نے انہیں ایک کریک کے متعلق بتایا اور اب وہ اس کریک میں چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اپانک چلتے چلتے عمران چونک کر دکا اور پھر اس نے پھرتی سے جبب سے وہ ٹرانسمیٹر نکال لیا جو اس نے اس سب سے آخر میں سرسے والے کی جبب سے برآمد کیا تھا۔ اس میں سے دوں دوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس پر موجود تین بٹنوں میں سے ایک کے اوپر ایک نقطہ جل رہا تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے بٹن پر پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

”ہیلو ہیلو منوہر کالنگ اور“..... بولنے والے کے لہجے میں سختی تھی۔ عمران کے باقی ساتھی بھی رک کر کھڑے ہو گئے تھے اور عمران نے ہوشیارانہ نگاہوں سے انہیں بولنے سے روک دیا تھا۔

”میں ساگر ایتھانگ یو باس اور“..... چند لمحوں بعد ایک دلہری آواز سنائی دی اور عمران دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت وہ خاموشی کھڑے سنتے رہے جب ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تو عمران نے بھی ایک طویل سانس لیٹے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”کیا ہم چلا گام جا رہے تھے“..... عمران نے اعظم سے مخاطب ہو

کر پوچھا۔

”جی ہاں..... پہلا پڑاؤ اسی بستی میں ہی ہوتا ہے“..... اعظم نے

جواب دیا۔

”اگر یہ ٹرانسمیٹر نہ ہوتا تو یقیناً اس بار ہمارے مارے جانے میں کوئی کسر نہ رہ گئی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے بھی اس منوہر نے اس رام پیارے سے بات کی تھی اور یقیناً یہ منوہر کسی جگہ سے ہمیں چیک کر رہا تھا اس لئے رام پیارے اور اس کے ساتھی ہماری طرف سے باخبر ہو چکے تھے اور اسی وجہ سے روشن شہید ہو گیا ہے“..... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اس منوہر اور اس کے ساتھیوں کا تعلق یقیناً بلیک پاؤنڈز سے ہے عام فوجی اس انداز میں کام نہیں کرتے“..... صفحہ رونے لگا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب کیا پروگرام ہے“..... اس منوہر کو پکڑنا چاہئے“..... حقور نے ہوا تھمتے ہوئے کہا۔

”نہیں جہاں صورت حال ہمارے خلاف جا رہی ہے۔ یہ لوگ ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم کسی بھی وقت ان کے جال میں پھنس سکتے ہیں، اس لئے سب سے پہلے ہمیں ان کا جال توڑنا ہے۔“ اعظم جہاں سے کوئی ایسا راستہ ہے جس سے ہم تھراں پہنچ سکیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں.....“ حجاب ہمیں ہر صورت میں چلا گام سے بہر حال گزرنا

پڑے گا۔..... اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جنگام کتنی بڑی ہستی ہے..... عمران نے پوچھا۔

”جموئی سی ہستی ہے، جنگام بہت جموئی سی..... لیکن وہ ایسی بگڑے ہے جہاں سے آگے ہر طرف رستے جاتے ہیں۔ باقی ہر طرف اجنبائی و غرار گزرا جہالیاں ہیں.....“ اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ترال یہاں سے کتنی دور ہوگا.....“ عمران نے پوچھا۔

”ترال جنگام سے تقریباً فیڑھ سو کھو میز دور ہے، لیکن جنگام سے ہمیں جیپ کرانے پر مل سکتی ہے۔ وہاں چند لوگوں نے جیپیں رکھی ہوئی ہیں جسے وہ کرائے پر چلاتے ہیں.....“ اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مہاں قریب کوئی کافرستانی فوجی اڈہ ہے.....“ عمران نے پوچھا تو اعظم بے اختیار ہلکے پڑا۔

”فوج کا اڈہ..... جی ہاں یہاں ہر طرف ان کے اڈے موجود ہیں۔ وہ تو ہم جیسے لوگوں کی نگاہ میں رہتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اب تک اس پہاڑی پر فوج پہنچ گئی ہو کیونکہ ہمیں کے دھماکے اور فائرنگ کی آوازیں لازماً دور دور تک سنی گئی ہوں گی.....“ اعظم نے جواب دیا۔

”اڈہ تو پیراہیں چل.....“ عمران نے کہا۔

”اگر تم کہو تو میں اور صفدر جا کر پہلے چیک کر لیں کہ کیا واقعی وہاں فوج آئی ہے یا نہیں..... ہم دوڑتے ہوئے جانیں گے.....“

طور نے کہا۔

”تم نے وہاں صرف فوجیوں کو ہی چیک نہیں کرنا، ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان کی وہاں آمد کس سواری پر ہوئی ہے۔ اگر جیپ ہو یا پہلی کاپڑ تو پھر ہمارا کام بن جائے گا اور اگر وہ بھارے بھی ہماری طرح پیدل مارچ کرتے ہوئے آئے ہیں تو پھر سوائے ہمدردی کے اور ان کے ساتھ کوئی سلوک نہیں کیا جاسکتا.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تھوڑا اور صفدر مسکراتے ہوئے مڑے اور پھر تیزی سے واپس دوڑتے ہوئے ایک موٹر گھوم کر ان کی نگاہوں سے غائب ہو گئے۔

”آپ فوج سے پہلی کاپڑ حاصل کرنا چاہتے ہیں.....“ کیپٹن ہیل نے پوچھا۔

”پہلی کاپڑ تو باہر بھجوری والی بات ہے ورنہ اگر جیپ مل جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ پہلی کاپڑ میں ٹرانسمیٹر ہوگا اور ہمارے لئے جواب دینا مشکل ہو جائے گا.....“ عمران نے کہا اور کیپٹن ہیل نے اثبات میں سر ہلکا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں دوبارہ دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر صفدر اور تنویر موٹر سے گھوم کر سامنے آ گئے۔

”کوئی فوجی وہاں نہیں آیا۔ ویسی ہی صورت حال ہے جیسے ہم بھجور کر آئے تھے.....“ صفدر نے قریب آکر کہا۔

”اس کا مطلب ہے یہاں ایسی فائرنگ اور دھماکے معمول کی بات ہے۔ ہر حال آؤنی اعمال آگے چلتے ہیں.....“ عمران نے کہا اور ایک

پندرہ بیس فوقی لازماً پہنوں کی پرہوتے ہیں اور باقاعدہ ادھر ادھر پہناؤں پر انہوں نے مورسے لگائے ہوتے ہیں۔ اور جس وقت ان کا پیچا ہے جس آدمی کو بھی پائیں مار ڈالیں، یہاں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔..... اعظم نے کرہناک لمحے میں جواب دیا۔

”تو چلو ادھر چلو۔ ان فوجیوں سے منٹھا آسان ہے۔“..... عمران نے کہا اور اعظم نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ غصہ راجھوں پر چلے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے راستے میں ایک جگہ رک کر انہوں نے تھیلوں میں موجود بند خوراک کے ڈبے نکال کر خوراک کھائی۔ پانی کی بوتلوں سے پانی پیا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ تازہ دم ہو کر آگے بڑھ گئے طویل اور جگر دار راستوں سے گزرتے ہوئے وہ سہ پہر کے وقت ایک کھلی جگہ پر پہنچ گئے۔

”وہ بتاب سلسلے پہاڑی نظر آرہی ہے۔ اس کے دامن میں فوقی ہوئی ہے اور یہاں سے ہم جیسے ہی آگے بڑھیں گے وہ ہمیں لازماً گھیرے گی۔“..... اعظم نے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کچھ دیر ایک چٹان کی اوٹ میں رکھا ماحول کا جائزہ لیتا رہا۔

”سوز اور نعمانی..... میرے ساتھ چائیں گے باقی ہمیں رکھیں گے ضرورت پڑنے پر ہمیں ٹرا فیسر پر جس پدایات دوں گا۔“..... عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے سوز اور نعمانی کو ہدایات دینی شروع کر دیں، اور وہ دونوں سر ملاتے ہوئے جگہ جگہ انداز میں چٹانوں کی اوٹ لپیٹے لڑنے آگے بڑھتے چلے گئے۔ عمران ان کے جانے کے کچھ دیر بعد

بار پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

”بلیک ہاؤنڈز کے ہینڈ کو ارنر جب تک ہاتھ نہ ڈالا جائے گا، اور وقت تک ان کی پوری طرح سرکوبی نہیں ہو سکتی۔“..... صفدر۔

”اسی لئے تو میں کوشش کر رہا تھا کہ کم از کم ایک زندہ آدمی ہلاک جائے تو اس سے ان کے ہینڈ کو ارنر کا چہ نگا یا جاسکتا تھا، لیکن زندہ ملا وہ بھی مردوں سے بدتر حالت میں تھا۔“..... عمران نے حوار دیتے ہوئے کہا۔

”بتاب..... سردار آصف کو ضرور ان کے متعلق علم ہوگا اجتائی شاطر اور چالاک آدمی ہے۔“..... اعظم نے کہا تو عمران۔

انتہیادھو تک پڑا۔

”اوہ ہاں..... اس کا تو خیال ہی میرے ذہن سے نکل گیا واقعی وہ اہم مرد ہے اور اب جب کہ یہ بات یقینی ہو چکی ہے ہمارے خلاف بلیک ہاؤنڈز کام کر رہے ہیں تو سردار آصف کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے لیکن سردار آصف تک پہنچنا کیسے جاسکتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”سردار آصف تک پہنچنے کا ایک راستہ تو ہے لیکن اس راستے ایک فوجی ہو کر موجود ہے، اور وہ لوگ ہمیں کسی صورت بھی آگے جانے دیں گے۔“..... اعظم نے کہا۔

”اندازہ کتنے فوجی ہوں گے وہاں۔“..... عمران نے پوچھا۔

ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ ایک پٹان کی اوٹ میں رک کر اس نے سر باہر نکالا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہوں پر مسکراہٹ سی تیر گئی۔ اس نے بڑی سی پٹان کی اوٹ میں دو فوجیوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا وہ قمر موس میں سے چائے نکال کر اسے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ ان کی مشین گنیں ان کے ساتھ پڑی ہوئی تھیں اور ان کی پشت عمران کی طرف تھی۔ عمران نے اپنی پیشہ پر لدے ہوئے تھیلے میں ہاتھ ڈالا کر سائیکسٹرنگاریو اور نکالا اور پھر اس کا رخ ان میں سے ایک کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تھکک کی آواز کے ساتھ ہی گولی تھک یک ایک فوجی کی گردن کو چھیدتی ہوئی نکل گئی اور وہ بغیر کوئی آواز نکالے دھڑام سے پہلو کے بل اس طرح گرا جیسے بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو کر گر اہو۔

”لگ لگ کیا ہوا جمیں“..... دوسرے نے خیران ہو کر کہا۔ اور دوسرے لمحے عمران بھلی کی سی تیزی سے دوڑنا ہوا اس کے سر پر بیٹھ گیا۔ عمران نے ریو اور کادست پوری قوت سے اس کے سر پر مارا اور وہ ابھی ہی جھکنا ہوا تھا کہ عمران اس نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران کی لات چلی اور اس بار دھڑام سے وہ نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے پٹان کی اوٹ سے اپنے ساتھیوں کو چیک کرنا شروع کیا اور کچھ دیر بعد اس نے ستور کی ایک تھک دیکھی۔ عمران نے سڑ کر جلدی سے اس فوجی کی بوتیل مار مار کر شروع کر دی۔ اس نے جان بوجھ کر دوسرے فوجی کو ہلاک کیا تھا کیونکہ اس کا وہ وقت عمران

آگے بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پٹل موجود تھا۔ وہ بڑے عمدہ انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ اپنا تک ٹھک ایک پٹان کی اوٹ میں دب گیا۔ کیونکہ اس نے دائیں طرف ایک پٹان کے نیچے ایک فوجی کو سر باہر نکال کر اس طرف تھک دیا۔ ساف دیکھ لیا تھا جس طرف ستور اور نعمانی گئے تھے۔ عمران نے اس میں موجود پٹل کو اس سپاہی کی طرف سیدھا کر لیا لیکن وہ سپاہی نے کھوں تک دیکھنے کے بعد ایک بار پھر پٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ ستور اور نعمانی نے بھی اسے چیک کر لیا تھا اس لئے وہ اپنی جگہوں پر دب گئے تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اب اس کا رخ چو کی بجائے اس پٹان کی عقبی طرف کو تھا جہاں وہ سپاہی موجود تھا۔ عمران کے قدموں میں تیزی آنکھی تھی اونچی نیچی گھاس اور تھالیوں کی وجہ سے وہ زیادہ تیز نہ دوڑ سکتا تھا اور تھالیوں کی وجہ سے اس کی نظر انداز آسانی سے ہو جاتی لیکن بہر حال اس کی رفتار پٹل سے زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

”مجھے یقین ہے کہ میں نے دو افراد کو دیکھا ہے جو پٹانوں کے نیچے سے نکلے تھے لیکن پھر وہاں کوئی حرکت نظر نہیں آتی“..... ایک آدمی عمران کے کانوں میں پڑی اور عمران نے قدم آہستہ کر لئے۔

”نہیں وہم ہوا ہے ناہ..... اور پھر اس طرف کون آئے گا۔ اگر کسی کے آنے کا کوئی شائق نہیں ہے۔ جو کوئی بھی آئے گا۔ راستے طرف ہی آئے گا“..... ایک اور آواز سنائی دی اور عمران جو

”میرے ساتھ ہے اور“..... حور نے جواب دیا۔

”تم دونوں وہیں رہو توڑی دیر بعد میں فوجی یونیفارم پہنے
جہاز سے بائیں طرف دو سو میٹر کی بلندی سے نیچے اتروں گا۔ نشانی کے
خود پر ہیں گن کو نانی سے پکڑے رکھوں گا۔ سیرانام داس ہے۔ میں تم
دونوں کو گن پوائنٹ پر چوکی کی طرف لے جاؤں گا۔ اور پھر جیسے ہی
میں فائر کا لفظ کہوں تم دونوں نے وہاں موجود دہر شخص پر فائر کھول دینا
ہے۔ سوائے بڑے افسر کے۔ اسے میں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں۔ سمجھ گئے
ہو اور“..... عمران نے کہا۔

”ہاں سمجھ گیا ہوں اور“..... دوسری طرف سے حور نے جواب
دیا اور عمران نے اور ایڈیٹل کہہ کر ونڈ بین دیا کر وایج ٹرانسمیٹر تک
کیا اور پھر محکمہ کر اس نے زمین پر بے ہوش بڑے ہوئے فوجی کا ناک
اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں
حرکت پیدا ہوئی تو عمران نے اس کی مطمئن گن اٹھا کر اس کی نال
اس کے سینے پر رکھ دی۔

”خبردار حرکت مت کرو ورنہ جھپٹی کر دوں گا“..... عمران نے
اس کے ہوش میں آتے ہی سرو لکے میں کہا۔

”لگ لگ کون ہو تم..... تم تو.....“ داس کے لکے میں
حیرت تھی۔

”میں نے جہازی یونیفارم عارضی طور پر لی ہے لیکن اگر تم نے مجھ
سے تعاون نہ کیا تو پھر میں تمہیں جیسے گولی مار کر ختم کر سکتا ہوں

میں سے یکسر مختلف تھا جب کہ اس فوجی کا قد و قامت تقریباً اس سے ملتا جلتا
تھا لیکن جسمات میں وہ اس سے ذرا فربہ تھا اس لئے عمران کو یقین تھا
کہ اس کے جسم پر موجود وحت سیاہ لباس کے اوپر یونیفارم بالکل فٹ
آجائے گی اور پھر ہوا بھی لیسے ہی۔ یونیفارم اس کے جسم پر واقعی لب
فٹ نظر آرہی تھی۔ عمران نے ٹوٹی اٹھائی اور اسے سر پہن کر اس نے
بتلدی سے یونیفارم کی جیبوں کی تلاش مینی شروع کر دی اور جیب میں
موجود ایک کارڈ نکال آیا جس پر اس سپاہی کا نام، نمبر اور دوسرے
ضروری کوائف درج تھے۔ کارڈ کے مطابق اس کا نام داس تھا۔ عمران
نے کٹائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا بین اور سوئیوں کو مخصوص بند سوں پر
ایڈجسٹ کر کے اس نے بین کو تھوڑا سا دبایا تو ڈائل پر چپ کا بندہ
تیزی سے چلنے لگنے لگا۔

”ہیلو ہیلو عمران کا لنگ حور اور“..... عمران نے گھڑی کو منہ
سے لگاتے ہوئے کہا۔

”میں حور ایڈیٹلگ یو اور“..... ہند لمحوں بعد ہی حور کی آواز
سنائی دی۔

”کیا پوزیشن ہے چوکی کی اور“..... عمران نے پوچھا۔
”چوکی پر دو جیس ہیں اور سترہ اٹھارہ کے قریب فوجی نظر آرہے ہیں۔ دو
بڑے بڑے ہفتہ کمرے ہیں اور“..... حور نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

”نعمانی کہاں ہے اور“..... عمران نے پوچھا۔

عمران پر بھلائی لگا دی لیکن عمران تیزی سے ایک طرف بھا اور پھر جیسے ہی داس تھلے کے زور کی وجہ سے دوڑتا ہوا آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران نے جیب سے سائیکسٹرنگار بواور نکالا اور اس سے پھٹے کہ داس رک کر مڑتا ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی اس کی کھنٹی میں سو درخ کرتی چلی گئی اور دو ٹکڑوں میں گر پڑا اور چند لمحوں کے بعد سانس بند ہو گیا۔ کھنٹی میں گولی گرنے کی وجہ سے اس کے منہ سے بس ایک سی جھنجھل سکی تھی۔

”تم نے خود اپنی موت کا سامان کر لیا ہے داس ورنہ میں تو تمہیں اس بے بسی کے عالم میں گولی مارتے ہوئے بچکا رہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ تمہیں باندھ کر جہاں سے چلا جاتا۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دوسرے فوق کی مشین گن اٹھا کر اسے کانڈھے سے لٹکایا اور اپنی والی مشین گن کو نال سے پکڑ کر وہ اونچی پٹان کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا بعد سر تھور اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

”اوسر آجاؤ عمران اوسر“ نیچے ایک سائیل سے تھور کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تھور ایک پٹان کی اوٹ لے کر کودا ہوا گیا عمران اس کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس سے ذرا فاصلے پر موجود نعمانی بھی اٹھ کر کودا ہوا چکا تھا۔

”نعمانی میرے والا تھیں جہارے پاس ہے۔ اس میں سے میک اپ پاکس نکالو۔ اب میں نے سکیم تبدیل کر دی ہے کیونکہ وہ سکتا

ورنہ تھوری ور بعد یہ یو شیوارم تمہیں واپس مل جائے گی اور تم زندہ بھی رہو گے۔“ یو لو کیا کہتے ہو۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”لگ لگ کیسا تعاون۔ میں سمجھا نہیں۔“ داس نے حیران ہو کر کہا۔

”جہارا نام داس ہے ناں۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں میرا نام داس ہے۔“ داس نے جواب دیا۔

”اور جہارے ساتھی کا نام ناٹو تھا۔ میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔“ عمران نے کہا اور داس کا چہرہ ٹھٹکتا رہ گیا۔

”ہاں اس کا نام ناٹو تھا۔“ داس نے ہونٹوں پر زبان بھیرتے ہوئے جواب دیا۔

”اس بھوکے کیا کیا نام اور نمبر ہے۔ اور یہاں کا انچارج کون ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”بھیر جو کی نمبر تین سو ایک۔ انچارج کا نام کمپٹن شرما ہے۔ تحرذ پٹالین سے ہمراہ تعلق ہے۔“ داس نے جواب دیا۔

”بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں جانتے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”سنا ہے لیکن جانتا نہیں ہوں۔“ داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو اٹھ کر کمرے ہو جاؤ۔“ عمران نے مشین گن ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا اور داس تیزی سے اٹھ کر کودا اور پھر وہ اٹھتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس نے بڑے ماہر انداز میں

وہ کافی آگے نکل گیا اور پھر لچکت وہ ایک چٹان کی اوٹ میں ہوا اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا فائر کھول دیا۔ دھٹ دھٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ماحول ان کی جینوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے فائر کھولنے ہی کے بعد سے حور اور نعمانی نے بھی فائر کھول دیا اور جد ہی لہجوں میں وہاں لاشیں ہی لاشیں نظر آنے لگیں۔ عمران نے جان بوجھ کر کیپٹن کو گولی مارنے سے گئے کیا تھا اور کیپٹن نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہی تیزی سے ایک بتر کی اوٹ لے لی تھی۔ دوسرے فوجیوں نے بھی دودھ کر اوٹ لینے کی کوشش کی تھی لیکن مقبلی طرف سے ہونے والے فائر نے انہیں موت کے منہ میں پہنچا دیا تھا۔

کیپٹن شرما اپنی گن بھینک کر ہاتھ اٹھا لو۔ تم اس وقت دو مشین گنوں کی زد میں ہو..... عمران نے جمع کر کہا اور دوسرے لمحے کیپٹن شرما اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے تیزی سے اپنا ریوٹر اور ایک طرف بھینک دیا تھا۔ اور دونوں ہاتھ سر پر رکھنے تھے چونکہ وہ فوجی تھا اس لئے اس کی تربیت ہی اسی انداز میں کی گئی تھی کہ جب مواقع ختم ہو جائیں تو فوجی کو اپنی جان بچا کر قیدی بن جانا چاہیے۔ اس طرح مزید مواقع مل سکتے ہیں ورنہ مرنے کی صورت میں ظاہر ہے مزید کسی موقع کا کوئی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اس لئے کیپٹن شرما نے بھی اصول کے تحت ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔

”واہیں چو کی کی طرف چلو.....“ عمران نے اوٹ میں سے ہی کہا اور کیپٹن شرما اسی طرح سر پر ہاتھ رکھے واہیں مڑا اور نیچے چو کی کی طرف

جانے لگا۔ عمران بھی اب اوٹ سے نکلا اور مشین گن ہاتھ میں پکڑے اس کے پیچھے چلتا ہوا چو کی کی طرف جانے لگا۔ اسی لمحے چو کی کی طرف سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور عمران چونک پڑا۔ مگر یہ آوازیں چند لمحوں میں ہی ختم ہو گئیں۔

”آج آؤ چو کی خالی ہے.....“ نیچے سے نعمانی کی آواز سنائی دی اور عمران مسکراتا ہوا کیپٹن شرما کو نیچے چو کی میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک اوٹ میں دو سپاہیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ عمران کے کہنے پر حور نے کیپٹن شرما کے دونوں ہاتھ عقب میں باندھ دیئے۔

”تم اب جا کر باقی ساتھیوں کو لے آؤ.....“ عمران نے نعمانی کا نام لئے بغیر کہا اور نعمانی سر ہٹاتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

”میں باہر کا خیال رکھتا ہوں.....“ حور نے از خود کہا اور وہ بھی باہر نکل گیا۔ کیپٹن شرما کے ہاتھ اس کے عقب میں باندھنے کے بعد اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا تھا۔ اس کا چہرہ دسا ہوا تھا اور آنکھوں میں غم و افسوس کے آثار تھے۔

”تم کون ہو.....“ حور نے پوچھا تو نہیں گئے..... کیپٹن شرما نے حور کے باہر جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا نام داس ہے کیپٹن.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم نے واقعی خاندان میک اپ کیا ہے کہ میں اتنے قریب سے بھی نہ پہچان سکا اور اب بھی جہازے ساتھیوں اور جہازی اس کارروائی کی وجہ سے میں نے پہچانا ہے کہ تم داس نہیں ہو سکتے۔ لیکن

کے عین مطابق ہوا تھا۔

”کیا..... کیا مطلب تم ان کے دشمن نہیں ہو..... پھر تپو پوجنا یہ قتل و غارت یہ سب کچھ..... کوپٹن شرما نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”تم صرف عام سے فوجی ہو کیپٹن شرما۔ ہمیں ان گہری باتوں کا علم نہیں ہو سکتا۔ بہر حال میں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ میرے سیشن کا تعلق بھی بلیک ہاؤنڈ کی طرح کافرستان کی ایک اور تنظیم نل رائٹ سے ہے۔ کچھ لوگ بلیک ہاؤنڈ کے خلاف خفیہ کام کر رہے ہیں۔ انہیں سامنے لانے کے لئے ہمیں یہ لائحہ عمل اختیار کرنا پڑا ہے۔ اب وہ ہمیں بلیک ہاؤنڈ کا دشمن تصور کر رہے ہیں۔ اچھے اور پھر ہمارے ساتھ مل جائیں گے اس کے بعد کیا ہو گا اس بات تو تم بہر حال سمجھ ہی سکتے ہو“..... عمران نے جواب دیا۔

”سواری کچھ جہاری اس بات سے ہرگز اتفاق نہیں ہے۔ کوئی حکومت صرف چند لوگوں کو سامنے لانے کے لئے اپنے فوجی نہیں مردا سکتی۔ تم غلط چٹائی کر رہے ہو“..... کوپٹن شرما نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”جہاں پورا ملک داؤ پر لگ جائے کوپٹن شرما وہاں چند قربانیاں دینی ہی پڑتی ہیں اور پھر فوجی ملک کے مفاد کے لئے قربانی دینے کے لئے ہی حیار کیے جاتے ہیں۔ بہر حال تم اب میرے سوال کا جواب دو۔ اب تک بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ میں کو شش کر رہا ہوں کہ کافرستان کا

جہاں ایک آپ کا انداز، جہاری فائرنگ کا انداز اور جہارے ساتھیوں کے چہرے یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ تم بہر حال حریت پسند نہیں ہو۔ پھر تم کون ہو اور تم نے اس قدر قتل و غارت کا مظاہرہ کیوں کیا ہے..... کیپٹن شرما نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم خاصے ذہین نوجوان ہو۔ اور میں ذہانت کی قدر کرتا ہوں۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں نے جنہیں جان بوجھ کر زندہ رہنے کا موقع دیا ہے وہ نہ ظاہر ہے پہلی گولی جہارے سینے پر ہی پڑتی۔ کچھ تم سے صرف اتنا پوچھنا ہے کہ بلیک ہاؤنڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اگر تم بتا دو گے تو ہم صرف جہاں سے جہاری پیچیں لے کر چلے جائیں گے۔ تم بعد میں اپنے ہاتھ چھڑوا کر اپنی زندگی بچا سکتے ہو۔ ورنہ دوسری صورت میں ہم خود اسے تلاش کر لیں گے اور جہاں موجود لاٹروں میں جہاری لاش کا بھی انصاف ہو جائے گا“..... عمران نے سر دھجے میں کہا۔

”جنہیں بلیک ہاؤنڈ سے کیا دشمنی ہے“..... کیپٹن شرما نے جواب دینے کی بجائے انسا سوال کر دیا۔ وہ اس ماحول میں جس انداز میں باتیں کر رہا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خاصے مستحضر و معصوب کا مالک ہے۔

”تم نے کیسے سمجھ لیا کہ مجھے ان سے دشمنی ہے“..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے کیپٹن شرما کے اس سوال پر حیرت ہو رہی ہو اور اس کے اس انداز کا رد عمل کیپٹن شرما پر بالکل اس کی توقع

ایک افسر نکال جائے..... عمران نے کہا۔

”سوری مسٹر..... مجھے ہی کیا شاید ہمارے کمانڈر انچیف کو بھی بلیک ہانڈز کے ہیڈ کو اڑا کر کاٹ دیا ہوگا۔ ہم نے بھی صرف ان کا نام سنا ہوا ہے.....“ کیپٹن شرمان نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

”او۔ کے جہادی برہمنی اب میں کیا کر سکتا ہوں.....“ عمران نے اغمیستان سے ششیں گن ایک طرف دنگی اور جیب سے مشین پشیل نکال کر اس نے اس کی نال کیپٹن شرمان کی گردن پر رکھ دی۔

”میں درست کہہ رہا ہوں تم یقین کرو میں درست کہہ رہا ہوں.....“ کیپٹن شرمان نے اس بار گھبرائے ہوئے اور بے چین سے لہجے میں کہا۔

”صرف تین تک گنوں کا.....“ عمران کا پھر بیگت سر ہو گیا۔

”ایک..... دو.....“ عمران نے گنتی شروع کر دی۔

”دک ہانڈز کو جاؤ کچھ مجھے معلوم ہے وہ بتا دیتا ہوں.....“ کیپٹن شرمان نے خوف بھری ہنسی ہوئی آواز میں کہا۔

”بولے جاؤ وہ میں تین کہہ دوں گا اور اس کے ساتھ ہی.....“ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”میں نے صرف اسنا سنا ہے کہ بلیک ہانڈز کا ہیڈ کو اڑا کر راہولی میں ہے اور اس کا سربراہ کوئی سینن نام کا آدمی ہے۔ اور بس.....“ اس سے زیادہ مجھے نہیں معلوم.....“ کیپٹن شرمان نے کہا۔

”راہولی میں کس جگہ۔ راہولی تو بہت بڑا شہر ہے.....“ عمران

نے پوچھا۔

”وہ خفیہ گروپ ہے۔ ظاہر ہے خفیہ ہی اڈہ ہوگا۔ اب وہاں بورڈ چکر تو بیٹھنے سے رہے.....“ کیپٹن شرمان نے مٹھلاتے ہوئے لہجے میں ایسا دور عمران مسکرا دیا۔

”او۔ کے جہادی مٹھلاتا بتا رہی ہے کہ تم کچھ رہے ہو۔ اس نے اب صرف اٹھا بتا دو کہ تمہیں اگر جہاں امیر جیسی ہیلی کاپٹر کی ضرورت پڑے تو تم کون سے اڈے سے منگواؤ گے.....“ عمران نے پوچھا۔

”قمری قمری دن اڈے سے ٹرانسمیٹر کال پر وہ فوراً پہنچ جائے گا.....“ کیپٹن شرمان نے کہا۔

”فریکوئنسی بتاؤ میں جہادی بات کر رہا ہوں.....“ عمران نے ایک طرف ہٹ کر مطمئن پشیل جیب میں ڈالے ہوئے کہا اور کیپٹن شرمان کی آنکھوں میں بیگت چمک سی ابھرائی اور عمران اس چمک کو دیکھ کر دھیرے سے مسکرا دیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ کیپٹن شرمان کی آنکھوں میں یہ جگمگ کیوں ابھری ہے۔ کیپٹن شرمان فوجی انداز میں سوچ رہا تھا کہ انھوں کو ڈکے کے ساتھ وہ اڈے کو کہاں کے بارے میں خطرے کا لفظ بھانسا ہے۔ اس طرح اسے فوری انداز میں سن سکتی ہے۔

”میں بتاتا ہوں تم میری بات کرنا میں ابھی ہیلی کاپٹر منگوا لوں گا.....“ کیپٹن شرمان نے بے چین سے لہجے میں کہا اور عمران نے مزید کب الٹا دی میں رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے ایک مین بر کر دیا۔

کیمپن شرمانے فریکمپنسی بتائی تو عمران نے اس پر فریکمپنسی ایڈجسٹ کیا۔
 سانھیوں کے ساتھ ٹاپ سیکرٹ ایرجنسی مشن ایجلی کاپڑ بھجوا دیا اور
 سانھی ہی دستے کی ایئرپوسٹس کو اطلاع بھی۔ اور سنوہیم نے فوری طور
 کرنی شروع کر دی۔

”کوڑا کیا ہے میں نے مجھے پہلے بتا دو تاکہ میں چٹیک کر سکوں کہہ کر وہاں بھی آتا ہے۔ اس نے پاملت کو بریف کر دیا اور.....
کوڑا غلط بات تو نہ کرو گے.....“ عمران نے کہا اور کپٹن شرمیلہ عمران نے کہا۔

جلدی سے کوڑتا دینے۔ ظاہر ہے دو تول سے چاہتا تھا کہ عمران کی بات اڑے سے کرا دے اور عمران نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف مہموج ایک ایک انگلیاں اور ہراسے کی پیشینہ شراب کے چہرے

مساخمی آپ رہے ہیں..... اس نے حقیر سے مخاطب ہو کر کہا۔
 انہیں فوراً ڈاؤٹ لینے کے لئے کہا اور تم بھی باہر جا کر ڈاؤٹ لے لو
 کیلکاکٹر یہاں پہنچنے والا ہے۔ ہم نے فوری طور پر اس پر قبضہ کرنا ہے
 اور کپڑا اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔ کمیشن شربا کے چہرے اور آنکھوں
 میں شدید حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔ شاید اسے عمران کی
 خلاف توقع حرکت پر حیرت ہو رہی تھی۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور کمپین شرابا کی آواز میں کال کی۔ لیکن پائلٹ کو زائد ہاتھ آنا چاہئے۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور شور مچا کر دی۔

میں کیپٹن میں کمانڈر ایئر یو سٹ بول رہا ہوں کو ڈاکٹر اور...
چند لمحوں بعد ڈرامہ سمیٹے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور عمران...
جواب میں کیپٹن شرمکے ہائے ہوئے کو ڈوہڑا دیتے۔
پائلٹ کو لاشیں نظر نہ آجائیں۔ انہیں ہٹانے کا تو مجھے خیال ہی

”او۔۔۔۔۔ کیوں کال کی ہے اور۔۔۔۔۔ اس بار وہ۔۔۔۔۔ کہاں آیا اور نہ کال سے پہلے میں انہیں بتا دیتا۔۔۔۔۔ عمر ان نے ہونٹوں پر ہنسے ہوئے والے کا پھر بھی نازل تھا۔

ہمیں ایک اہم مشن پر فوری طور پر درہنوں کی چھاننی ہے۔

ہا ہر آہستہ سے وہ اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں شراب موجود تھا۔
 تنور نے اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران نے اس کا ہاتھ دیا کر اسے روک
 دیا۔ پائلٹ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پھر اس نے ایک ٹکڑے کھلے
 دروازے سے اندر جھانکا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہو گیا
 اور عمران مسکراتا ہوا اوٹ سے نکلا اور پنکھوں کے بلن دوڑتا ہوا
 دروازے کی طرف بڑھا۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہو گیا
 پائلٹ کرسی پر بندھے کپشن شراب کے منہ سے رومال باہر نکال رہا تھا۔
 "خیر وار ساتھ اٹھاؤ۔" عمران نے اس کی پشت پر ہتھ مار کر کہا۔
 پائلٹ پھلی کی سی تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران کا بازو گھوما اور پائلٹ
 جھکتا ہوا اچھل کر دو قٹ بیچے جا کر اسے اسی لمحے تنور نے ہاتھ میں موجود
 مشین گن کی نال آگے بڑھ کر اس کے سینے پر رکھ دی۔ اور پائلٹ کے
 چہرے پر ناگفت بہ بے پناہ خوف کے تاثرات ابھرا آئے۔ اس کی آنکھیں
 پھٹ گئی تھیں۔

"لگ لگ کون ہو تم۔" اس نے بھٹے بھٹے لہجے میں کہا۔
 "نیچے ہٹ جاؤ اور اسے اٹھنے دو۔" عمران نے کہا اور تنور دو
 قدم بیچے ہٹ گیا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ سسر۔" عمران نے خراستے ہوئے کہا۔
 عمران پھلے ہی دیکھ چکا تھا کہ پائلٹ کا ربوہ اور سائیڈ میز پر ہوا تھا اس
 لئے وہ مطمئن تھا، اور پائلٹ تیزی سے اٹھ کر کودا ہو گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔" عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا

وہی گی۔ تم فوراً اسے دوبارہ کال کرو۔" تنور نے بے چارے
 میں کہا۔

"اب موقع نہیں ہے۔ وہ وہاں سے چل پڑا ہو گا۔" عمران
 کہا۔ اور تنور سر سٹا کر رہ گیا اور پھر واقعی پانچ منٹ بعد انہیں
 ایک ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا آتا دکھائی دیا۔ عمران اور تنور تیزی سے
 میں ہو گئے ہیلی کاپٹر قریب آیا تو ایک جھٹکا کھا کر وہ تیزی سے
 طرف کو بڑھا جہاں دھڑلوان پر فوجیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں
 ہیلی کاپٹر تیزی سے مڑا اور پھر اس نے ایک چکر چوکی کے اوپر اڑا
 کے اور گرد لگایا اور اس کے بعد وہ تیزی سے چوکی کے عقبی
 قدرے بلندی پر اتر گیا اور عمران مسکرا دیا اسے بس صرف ایک
 تھا کہ پائلٹ کہیں لاشیں دیکھ کر واپس نہ چلا جائے لیکن پائلٹ
 تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر نیچے اتر آیا تھا۔ اس نے اپنے طور پر
 کی تھی کہ پہلے چکر لگا کر ماحول کا جائزہ لیا تھا۔ اور پھر وہاں کسی
 کوئی حرکت نہ دیکھنے کے باوجود اس نے احتیاطاً ہیلی کاپٹر بلندی
 فاصلے پر اتارا تھا۔ عمران کو یہ بھی معلوم تھا کہ جب تک
 صورت حال معلوم نہ کرے گا۔ اسے کوئی راستہ نہ ملے گا۔
 اس لئے یہ مطمئن تھا اور پھر ہیلی کاپٹر سے پائلٹ نیچے اتر ا۔
 ہاتھ میں ربوہ اور تھا اور وہ بڑے چوکے انداز میں ادھر ادھر دیکھ
 آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چوکی کے
 پہنچ گیا۔ عمران اور تنور ڈراہٹ کر چپے ہوئے تھے۔ کچھ دیر پائلٹ

”راہولی تک راستے میں کتنی اتیر چیک پو سٹس ہیں۔“

عمران نے پوچھا

”دس۔“ اجیت نے جواب دیا۔

”کیا کوڑے ہوا ہے۔۔۔۔۔ راستے کے لئے۔“ عمران نے

ظنک لگے میں پوچھا۔

”بھلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو۔“ اجیت نے کہا۔ اور اسی لمحے

تور اور باقی ساتھی کرے میں داخل ہوئے۔

”تور اجیت صاحب سوال کا جواب نہیں دے رہے۔ اس لئے

میرا خیال ہے ان کی دوچار ہڈیاں توڑ دینی چاہیں۔“ عمران نے

ظنک لگے میں تور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ابھی لو۔ یہ تو معمولی بات ہے۔“ تور نے سادہ سے لگے

میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کہہ اجیت کی جمع

سے گونگ اٹھا تور کا بھروسہ تھا اس کے جہرے پر ہوا تھا اور اجیت جس

کر کی رہ پٹھا ہوا تھا اس سمیت اچھل کر نیچے زمین پر جا گرا۔ اور نیچے گر

کر وہ لڑکھ کر ایک طرف گلیا ہی تھا کہ تور کی لات حرکت میں آئی اور

بھروسہ ضرب لہیت کی پسیلیں پر پڑی۔ اور اجیت کی کر ہناک چیخوں

سے کہہ گونگ اٹھا۔ تور کسی مشین کی طرح مسلسل ضربیں لگاتے چلا

جا رہا تھا۔

”بتانا ہوں بتانا ہوں مت مارو مت مارو۔“ ہلکتے اجیت نے

کر ہناک آواز میں جھپٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے اشارے پر تور بچھے

”اجیت۔۔۔۔۔ میرا نام اجیت ہے۔“ پائلٹ نے رک رک کر

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے ہاتھ عقب میں باندھ دو اور اگر یہ ذرا بھی غلط حرکت

کرے تو گولی سے لڑاؤنا۔“ عمران نے تور سے کہا۔ وہ مسلسل بغیر

نام لئے تور کو ہدایات دے رہا تھا۔ اور تور نے پتھروں میں اپنی

عمران کی ہدایت پر عمل کر دیا۔ اجیت نے کوئی مزاحمت ہی نہ کی تھی

”اب جا کر ساتھیوں کو لے آؤ۔“ عمران نے تور سے کہا اور

تور سر ہلاتا ہوا سزا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

مسٹر اجیت۔۔۔۔۔ کیپٹن شرمانے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اگر

تم بھی اس کی طرح ذمہ دہنا چاہتے ہو تو جہیں بھی ہمارے ساتھ

تعاون کرنا ہو گا ورنہ تم بکری ہوئی لاٹھیں بھیلے ہی دیکھ چکے ہو۔ ان

میں جہادی لاش کا بھی السافہ ہو جائے گا۔“ عمران نے سرد لگے میں

کہا۔

”گلگ گلگ کس قسم کا تعاون اور کون ہو تم۔“ اجیت نے

چونک کر کہا۔

”جہادے ایلی کا پڑ میں اس سارے علاقے کا اتیر روٹ موجود ہو گا

..... عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے بات کرتے

ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔۔۔۔۔ موجود ہے ہر اتیر گرفت میں ہوتا ہے۔“

اجیت نے جواب دیا۔

ہٹ گیا۔

”اسے اٹھا کر دوبارہ کرسی پر بٹھا دو“..... عمران نے کہا اور تنور
نے آگے بڑھ کر اسے گود سے پکڑا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک
اور کرسی پر اس طرح پھینک دیا جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی غیر
ضروری بوجھ ہو..... اجیت کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح جگڑا
ہوا تھا۔

”بٹھاؤ“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ایئر ریمو“..... اجیت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم تعاون نہیں کر رہے..... میں نے تم سے
یہ بات صرف اس لئے پوچھی تھی تاکہ جہارے جواب سے اندازہ ہو
سکے کہ تم تعاون کر رہے ہو یا نہیں۔ اب میں بتاتا ہوں کہ کیا کوا
جہارے کمانڈر نے دوسری چٹیک پوسٹس تک پہنچایا ہے“ ٹاپ
ایئر جنسی..... کیوں میں درست کہہ رہا ہوں.....“ عمران نے کہا تو
اجیت کے بگڑے ہوئے چہرے پر اچھائی حیرت کے تاثرات ابھرائے۔
”جہیں۔ جہیں کیسے معلوم ہوا۔ تم تو وہاں موجود ہی نہ تھے
..... اجیت نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”مجھے یہاں وہ کر بھی معلوم ہے کہ وہاں کیا کیا بات ہوئی ہے۔ تو
اسے چھوڑو۔ بہر حال اب ایک موقع اور دے دیتا ہوں۔ ورنہ یہ
عبرت ناک موت مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ..... یہ بتاؤ کہ رات
میں جہار پائلٹ کو ڈک کیا ہوگا۔ سوچ لو اگر اس بار غلط بتایا تو.....“

عمران نے خڑتے ہوئے کہا۔

”بی فور..... پائلٹ کو ڈٹی فور ہے“..... اجیت نے جلدی
سے کہا اور عمران مسکرا دیا۔
”اس بار تم نے سچ بتایا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

”اب کیپٹن شرما اور اجیت دونوں کی یونیفارمز اتار لو۔ اور باہر
جا کر اپنے سائیکل ان لائٹوں سے بھی یونیفارم اتار لو۔ جو زیادہ خون
آلودہ نہ ہو..... جلدی کرو..... اب ہمیں فوری جہاں سے روانہ
ہونا ہے“..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تنور اور نعمانی
شرما اور اجیت کی طرف بڑھے جب کہ باقی ساتھی تیزی سے باہر کو مڑ
گئے

ایک آواز سنائی دی۔

”پوسٹ کمانڈر سے بات کراؤ اور“..... منوہر نے باوقار لہجے میں کہا۔

”میں پوسٹ کمانڈر ہی بول رہا ہوں اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سپیشل کارڈیولوجسٹ اور“..... منوہر نے کہا۔

”اوہ یس سر حکم کیجئے بھتاں اور“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اس بار انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

”ایک ہیملی کا پڑ شوگا پہاڑی پر بھجوا دو فوراً ہم نے چند دشمنوں کو نہیں کرنا ہے جلدی بھجوا دو اور“..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور منوہر نے اور انٹل آف کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اس نے جیب سے جھونکا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو چیف سیکشن فور کالنگ اور“..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”ساگر انٹلنگ ہاں اور“..... آلے میں سے آواز نکلی۔

”ساگر ہوشیار رہنا۔ میں اور حاتم فوجی ہیملی کا پڑ علاقے کے راولڈ کے لئے جا رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ چیک ہو جائیں تو سپیشل ٹرانسمیٹر فوری اطلاع دینا اور“..... منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس ہاں اور“..... دوسری طرف سے ساگر نے جواب میچ

یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ادھر نہ آئیں سا نہیں اور ہر آنا چاہیے تھا۔
..... منوہر نے انتہائی بے چین سے لہجے میں اپنے ساتھی حاتم سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا خیال ہے ہاں وہ کسی اور طرف نکل گئے ہیں۔ ہمیں کسی ہیملی کا پڑ پر پورے علاقے کا راولڈ کرنا چاہیے“..... حاتم نے کہا۔

”اوہ ہاں واقعی یہاں چلیے کر ان کا انتظار کرنے کی بجائے ہمیں ہیملی کا پڑ حاصل کر کے انہیں چیک کرنا چاہیے“..... منوہر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو چیف بلک ہاؤنڈز کا لنگ انیر پوسٹ اور“..... منوہر نے انتہائی بدمعاش لہجے میں کہا۔

”یس انیر پوسٹ دن دن انٹلنگ یو اور“..... چند لمحوں بعد

ہو ایک آیا تو اس نے ایک بار پھر نیچے دیکھنا شروع کر دیا کیونکہ یہ فوجی ہیلی کاپٹر تھا اور دور بین سے اس نے اس کے اندر سو جو فوجیوں کو دیکھ لیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ان کے قریب سے گزرا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

”سر..... اب کس طرف جانا ہے“..... پائلٹ نے منوہر نے پوچھا۔

”لہار اونڈلیے ہوئے چلو“..... منوہر نے کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا رخ سوڑنا شروع کر دیا۔

”کمال ہے..... یہ کیسی چوکی ہے یہاں تو ایک بھی آدمی نظر نہیں آ رہا“..... نیچے دیکھتے ہوئے منوہر نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے اوہ روکو روکو..... میں نے ایک لاش دیکھی ہے..... روکو ہیلی کاپٹر کو اور واپس واپس ہاتھ پر موڑ کر لے چلو“..... منوہر نے نکلت نکلت پچھتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے رخ سوڑا اور آخرت رفتار سے ہیلی کاپٹر کو اڑانا ہوا واپس لے آیا۔

”ہاں واقعی یہ لاش ہے جو گہرائی میں اوندھے منہ پڑی ہے۔ یہاں کوئی خاص واقعہ ہوا ہے۔ ہیلی کاپٹر کو اس چوکی کے قریب اتار دو۔ تاکہ صورت حال کو اچھی طرح چیک کیا جاسکے“..... منوہر نے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو چوکی کے قریب اتار دیا۔ منوہر اور مہتمم دونوں نیچے اترے اور دوڑتے ہوئے پتہ کی کے گردوں کی طرف بڑھتے

ہوئے کہا اور منوہر نے اور لیڈن آل کہہ کر سپرٹل ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا اور پھر کر کے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ماترم خاموشی سے اس کے پیچھے آیا۔ یہ پہاڑی دھلوان پر بنا ہوا ایک چھوٹا سا مکان تھا جس کی چھت پر جھانپاں لگی ہوئی تھیں وہ دونوں اس مکان سے نکل کر ایک اونچی چٹان پر کھڑے ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک فوجی ہیلی کاپٹر انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا اور منوہر نے ہاتھ اٹھا کر فضا میں ہرانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ان سے تھوڑے فاصلے پر ایک چٹان پر اتر گیا۔ اور منوہر اور ماترم دونوں اس کی طرف بڑھتے۔ گگ..... کیا نام ہے جہارا..... منوہر نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہوتے ہی پائلٹ سے پوچھا۔

”پر شاد بھاب“..... پائلٹ نے موڈ بان لہجے میں کہا۔

”ہم نے درسام پہاڑی کے درے اور اس کے ارد گرد علاقے کا راونڈ کرنا ہے۔ ہمیں چند دشمنوں کی تلاش ہے۔ لیکن تم ہیلی کاپٹر فائرنگک ریج سے اوپر ہی رکھو گے“..... منوہر نے پائلٹ کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ییس سر“..... پائلٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر اس جگہ پہنچ گیا جہاں منوہر کے ساتھیوں کی لاشیں سو جو تھیں۔ منوہر آنکھوں پر دور بین، جمانے مسلسل نیچے چیک کر رہا تھا کہ اچانک دور سے ایک ہیلی کاپٹر آتا دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ لیکن جب ہیلی کاپٹر

گئی ہو۔..... منوہر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ واپس ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گیا۔

"میں قریب ایئر چیک پوسٹ کون سی ہو سکتی ہے۔..... منوہر نے پائلٹ سے پوچھا۔

"وائیں ہاتھ پر تقریباً بارہ کھو میٹر دور ایک ایئر چیک پوسٹ ہے۔ پائلٹ نے مونہاٹ لگے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں چلو فوراً۔..... منوہر نے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایئر چیک پوسٹ کے قریب

مچل گئے۔ چیک پوسٹ سے ٹرانسمیٹر پر پائلٹ کے بارے میں پوچھا گیا اور جب پائلٹ نے اپنی شناخت کرائی اور بلیک ہاؤنڈز کے افسران

کے بارے میں بتایا تو اسے چیک پوسٹ پر اترنے کی اجازت دے دی گئی۔ چیک پوسٹ کافی بلندی پر تھی۔ ایک مسلح جٹان پر بھیس بنی ہیلی

کاپٹر اترنا، منوہر اور ہارم تیزی سے نیچے اترے۔ وہاں دو فوجی افسران استقبال کے لئے موجود تھے۔

"کمانڈر ایئر پوسٹ بہن اور یہ سب کمانڈر نیرتھ رام ہیں۔..... ایک فوجی افسر نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی چیک پوسٹ پر کھنے ہیلی کاپٹر ہیں۔..... منوہر نے ہونٹ جھاتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی ہیلی کاپٹر ہوتا ہے۔ جٹان اور ہماری چیک پوسٹ کا ہیلی کاپٹر ٹاپ ایئر چیک مشن پر راہولی گیا ہوا ہے۔..... کمانڈر بہن نے

چلے گئے۔ کرے کے اندر خون موجد تھا لیکن لاش کوئی نہ تھی۔ منوہر نے ہارم کو ارد گرد کا علاقہ چیک کرنے کے لئے کہا اور خود وہ کمروں کا اندرونی جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔

"باس اوجہ بائیں طرف کھائیوں میں دس بارہ فوجیوں کی لاشیں ہیں، اور ان میں سے کئی کے جسم پر یونیفارمز موجود نہیں ہیں۔.....

ہارم نے تھوڑی دیر بعد آکر رپورٹ دی اور منوہر اس کے ساتھ چلتا ہوا اوجہ کو بڑھ گیا۔ ہارم نے یہ لاشیں دیکھی تھیں۔

"اوہ۔..... اس کا مطلب ہے کہ چوکی پر کسی نے حملہ کر کے ۲۰ سپاہیوں کو مار دیا ہے اور ان کی یونیفارمز اٹاری ہیں۔..... منوہر نے

کہا اور اس کے ساتھ ہی اچانک اس کے ذہن میں وہ ہیلی کاپٹر ابھرا جو ان کے قریب سے گزرا تھا۔

"اوہ۔..... اوہ یہ جٹان ان پاکیشیائیوں کا کام ہو سکتا ہے وہ لوگ اوجہ ہنگام کی طرف آنے کی بجائے اوجہ آنے اور جٹان انہوں نے

فوجیوں کو ہلاک کیا اور ان کی یونیفارمز اور ہیلی کاپٹر لے کر روانہ ہو گئے کیونکہ یہیں جٹان وہیں ہی کھڑی ہیں۔..... منوہر نے تیز لگے میں

کہا۔

"مگر باس ان چوکیوں پر ہیلی کاپٹر موجود نہیں ہوتے۔ ہیلی کاپٹر صرف ایئر چیک پوسٹ کے پاس ہوتے ہیں۔..... ہارم نے جواب

دیا۔

"ہو سکتا ہے، ایسی ہی واردات کسی قریب ایئر چیک پوسٹ پر

بہشت ہیں..... منور نے کہا۔

”دشمن بہشت آپ کا مطلب حریت پسندوں سے ہے.....“
 کانڈر بنجن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہیں یہ پاکیشانی بہشت ہیں اور حریت پسندوں کی امداد کے لئے
 یہاں آتے ہیں۔ بلیک ہانڈز کو ان کی آمد کی اطلاع مل گئی تھی چنانچہ
 ہم نے درہ در سام پر ان کے گرد گھیرا ڈالا۔ لیکن وہ ہمارے چند
 ساتھیوں کو ہلاک کر کے فرار ہو گئے۔ ہم یہ سمجھے کہ وہ وہاں سے نکل
 کر لازماً ہستی چٹکام پہنچیں گے۔ چنانچہ ہم نے ہستی چٹکام کے گرد مورچے
 متنبہال لئے، لیکن وہ ادھر آنے کی بجائے ادھر چوکی کی طرف آئے اور
 جہاں سے ایلی کا پٹرلے کر وہ راہولی گئے ہیں.....“ منور نے کہا اور پھر
 راہولی کا نام اس کی زبان پر آتے ہی وہ اس بری طرح جھٹکا جیسے کسی
 نے اس کے جسم پر کوڑا مار دیا ہو۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بلیک ہانڈز کا
 ہیلے کو اڑا رہا راہولی میں ہی ہے اور ان یونٹوں کا راہولی جانا ظاہر کر رہا
 تھا کہ وہ لوگ دراصل بلیک ہانڈز کا اپنے کو اڑا رہا ہے۔
 ”سر..... اگر ایسی بات ہے تو میں فرائس میئر پر پائلٹ سے بات کر
 لیتا ہوں۔ ابھی تصدیق ہو جائے گی کہ کون لوگ ایلی کا پٹر برقرار ہیں“
 کانڈر بنجن نے کہا۔

”اوہ اوہ ہاں واقعی بات کر دجلی کر دو.....“ منور نے کہا اور
 کانڈر بنجن نے جلی سے ایک الماری میں موجود بوتل سے فرائس میئر
 فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب گیا ہے.....“ منور نے چیک پوسٹ کے اندرونی کمرے
 کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔
 ”آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہو گا جناب.....“ کانڈر بنجن نے
 جواب دیا۔

”کون گیا ہے۔ اس پر.....“ منور نے پوچھا۔

”جو کی خبر تین سو ایک کے لوگ گئے ہیں.....“ کیپٹن شرما کی کال
 تھی، چنانچہ میں نے ایلی کا پٹر وہاں سمجھا دیا..... کیوں آپ کیوں پوچھ
 رہے ہیں.....“ کانڈر بنجن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
 ”تین سو ایک دی چوکی ہے جو جہاں سے چار کو میزبانیں طرف
 ہے.....“ منور نے پوچھا۔

”میں سر..... وہی ہے مگر.....“ بنجن نے اٹھے ہوئے لہجے میں کہا
 ”کیا آپ نے تصدیق کی تھی کہ جو لوگ ایلی کا پٹر کے لئے کال کر
 رہے ہیں وہ اصل ہیں.....“ منور کا بچہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔
 ”اصل..... کیا مطلب.....“ باقاعدہ نئے شدہ کوڈ پاس ہونے کے
 بعد ایلی کا پٹر بھیجا گیا ہے جناب.....“ کانڈر بنجن نے جواب دیا۔

”کانڈر صاحب چوکی پر موجود تمام فوجی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور
 ان کی لاشیں وہاں پڑی ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند کی یونیفارمز بھی
 ڈاکر لی گئی ہیں ہمیں دو سام ہزاری روپے کے قریب ایک ایلی کا پٹر
 گزرتا ہوا دکھائی دیا ہے مجھے یقین ہے کہ اس میں موجود فوجی دشمن

”میں کیپٹن شرما انٹلنگ یو اور“..... دوسری طرف سے ایک اور آواز سنائی دی اور منوہر نے ساتھ کمرے کا نذر بنجی کی طرف دیکھا۔
 ”یہ کیپٹن شرما کی آواز ہے جناب میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔“
 کا نذر بنجی نے اس کی نظروں کا مضموم کیجئے ہوئے کہا۔
 ”کیپٹن شرما آپ کس وقت چوکی سے روانہ ہوئے ہیں اور“.....

منوہر نے پوچھا۔
 ”نصف گھنٹہ پہلے ہو گا کیوں اور“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ فوراً واپس چوکی پر نہیں فوراً، ورنہ آپ کے خلاف کورٹ مارشل کیا جائے گا اور“..... منوہر نے پچھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس ہیلی کاپٹر میں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔ اس کو اچھی طرح اندازہ تھا کہ اس نے لاشوں کو جس حالت میں دیکھا ہے۔ انہیں مرے ہوئے کم از کم ایک گھنٹہ ضرور ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوئے ہیں اس وقت چوکی پر موجود سپاہیوں کو پہلے ہی ہلاک کر دیا گیا تھا۔

”سوری جناب یہ ٹاپ ایرینجمنٹ مشن ہے۔ اسے کا نذر انجیف بھی نہیں روک سکتے اور انڈر آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”لو اور یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں انہیں ہر قیمت پر روکنا ہو گا۔ ہر

نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا اور کال دینی شروع کر دی۔
 ”ہیلو ہیلو کا نذر بنجی کاننگ اور“..... کا نذر بنجی نے کہا۔
 ”میں پائلٹ اجیت انٹلنگ یو اور“..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور کا نذر بنجی کا سٹا ہوا چہرہ دیکھت کھل اٹھا کیونکہ وہ اجیت کی آواز اور اچھی طرح پہچانتا تھا۔

”جہاز پائلٹ کو ڈنبر اور“..... کا نذر بنجی نے مزید تسلی کے لئے پوچھا اور دوسری طرف سے پائلٹ کو ڈنبر بتا دیا گیا۔

”یہ اصل آدمی ہے جناب..... میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں؟
 کا نذر بنجی نے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں خود بات کرتا ہوں بنجی دیا“..... منوہر نے ہوسٹ پہنچنے ہوئے کہا اور کا نذر بنجی نے سر ہلاتے ہوئے بنجی دیا۔

”ہیلو ہیلو پائلٹ اجیت..... میں بلیک ہاؤنڈ سیکشن فور کا چیف بول رہا ہوں۔ جہازے ہیلی کاپٹر میں کون سوار ہے اور“..... منوہر نے تیر لچے میں کہا۔

”سرفوجی سوار ہیں۔ کیپٹن شرما اور ان کے ساتھی اور“..... دوسری طرف سے حیرت برے لگے میں جواب دیا۔

”تم نے انہیں کہاں سے پک کیا ہے اور“..... منوہر نے پوچھا۔
 ”چوکی سے جناب اور“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ہیلو کیپٹن شرما مجھ سے براہ راست بات کرو اور“..... منوہر نے کہا۔

ہاں..... کیوں اس تعارف کی ضرورت آ رہی ہے اور.....

دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

”اس لئے کہ جو کچھ میں تمہیں کہنے والا ہوں اس کے لئے اس
 نصوحی تعارف کی اشد ضرورت تھی تاکہ تم سیری بات پر عمل کرنے
 پر رضا مند ہو سکو۔ سٹو بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کے چیف میرے
 پاس آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جتنے پاکیشیائی بمبٹ حیرت پسندوں
 کی امداد کی مرض سے مشغول ہیں داخل ہوئے۔ بلیک ہاؤنڈز کو اس کی
 خبر ہو گئی چنانچہ دو سام بھائی کے در سے پر بلیک ہاؤنڈز نے ان کے
 گرد و پیش کی مگر وہ نکل گئے۔ بلیک ہاؤنڈز نے ان کو پکڑنے کے لئے
 بجتی چٹکام کے گرد گھیر ڈالا مگر وہ ادھر جانے کی بجائے ادھر ہماری
 طرف لگے۔ یہاں چوکی خیر تین سو ایک کے سپاہیوں کو انہوں نے مار
 ڈالا اور شاید وہاں کے انچارج کیپٹن شرما کو انہوں نے گن پوائنٹ پر
 بھروسہ کر کے مجھ سے ایک بمیلی کا پٹر طلب کیا تاکہ کسی ٹاپ ایرجنسی
 مشن پر راہبونی جا سکیں میں نے قانون کے مطابق ڈیمانڈ پر بمیلی کا پٹر
 نکھوا دیا اور راہبونی کے راستے میں موجود تمام ایرجنیک پوسٹ کو کوڈ
 ورڈ بھی پاس کر دیا۔ بمیلی کا پٹر ٹانٹ اجیت ہے۔ بلیک ہاؤنڈز کے
 سیکشن چیف صاحب کا اصرار ہے کہ اس میں پاکیشیائی بمبٹ سوار ہیں
 کیونکہ چوکی پر موجود کئی لاٹھوں کی یو پیٹار مڑا لادی گئی ہیں۔ میں نے
 ابھی ٹرانسمیٹر پر بمیلی کا پٹر ٹانٹ رجیت اور کیپٹن شرما سے بات کی ہے
 ان کا اصرار ہے کہ وہ درست آدمی ہیں لیکن سیکشن چیف صاحب کا

قیمت پر..... منوہر نے پچھلے ہوئے کہا۔

”جواب اگر آپ تحریری حکم دے دیں تو میں راستے میں ایرجنیک
 پوسٹس کے کمانڈر سے رابطہ کر کے انہیں احکامات دے دیتا ہوں
 انہیں روک لیں گے.....“ کمانڈر رجنن نے کہا۔

”اوہ ہاں کمانڈر کاغذ میں حکم لکھ دیتا ہوں تم اس دوران آؤرڈر
 کہیں یہ نکل نہ جائیں اور سٹو انگریز رکھیں تو بے شک بمیلی کا پٹر کو فو
 دیا جائے.....“ منوہر نے تیز لہجے میں کہا۔

”سوری سر..... بمیلی کا پٹر اڑانے کا حکم میں نہیں دے سکتا
 میرے اختیار سے باہر ہے اور نہ ہی کسی ایرجنوسٹ کے کمانڈر نے اس
 حکم کو تسلیم کرنا ہے.....“ کمانڈر رجنن نے جواب دیا۔

”اوہ..... اچھا تم انہیں روکنے کے لئے کہو۔ میں خود جاتا ہوں ان
 کے پیچھے.....“ منوہر نے کہا اور کمانڈر رجنن نے جلدی سے سیر کی ورائی
 سے کاغذ اور قلم نکال کر اسے دیا اور خود ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔
 تھوڑی سی کوشش کے بعد اسے معلوم ہو گیا کہ بمیلی کا پٹر اس وقت
 کرا ل ایرجنوسٹ سے گزر کر کنبانی ایرجنوسٹ کی طرف بڑھ رہا ہے۔
 چنانچہ اس نے کنبانی ایرجنوسٹ کے کمانڈر سے رابطہ قائم کر لیا۔

”نیں کمانڈر ایرجنوسٹ کنبانی، شیر سنگھ اٹھانگ یو اور.....“
 کنبانی ایرجنوسٹ کمانڈر کی آواز سنائی دی۔

”کمانڈر رجنن بول رہا ہوں شیر سنگھ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو اور
 رجنن نے کہا کیونکہ شیر سنگھ اس کا نانا قریبی دوست رہا تھا۔

اصرار ہے کہ وہ غلط آدمی ہیں۔ اس لئے اب سیکشن چیف صاحب نے حکم دیا ہے کہ اس ہیلی کاپٹر کو روک لیا جائے تاکہ چیف دوسرے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر وہاں پہنچیں اور اچھی طرح تصدیق کر لیں۔ اگر یہ لوگ درست ثابت ہوں تو انہیں آجے سفر کرنے کی اجازت دے دی جائے اور اگر یہ لوگ غلط ہوں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ جسیں معلوم ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کو ہسپتال کا رڈ ایڈیو کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم سب ان کے ماتحت ہیں اور ان کے حکم کی تعمیل کرنے کے پابند ہیں۔ میں نے چیف صاحب سے تقریری حکم حاصل کر لیا ہے، اور میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ہیلی کاپٹر کرائل ایئر پوسٹ کو کر اس کر کے اب جہادی ایئر پوسٹ کی طرف بڑھ رہا ہے اس لئے تم اس ہیلی کاپٹر کو ہر صورت میں روک کر اس میں موجود افراد کو بے بس کر لو۔ اور پھر تجھے اطلاع دو تاکہ چیف صاحب ہیلی کاپٹر پر جہاد سے پاس ہٹ کر چیکنگ کر سکیں اور..... کمانڈر بچن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے..... سیکشن چیف صاحب کے حکم کی تعمیل ہم پر فرض ہے۔ میں انہیں روک کر اطلاع دیتا ہوں اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو..... میں سیکشن چیف بلیک ہاؤنڈز بول رہا ہوں۔ تم نے ہر صورت میں انہیں روکا ہے۔ ہر صورت میں اور اگر یہ فرار ہونے لگیں تو بے شک میری طرف سے اجازت ہے کہ تم ہیلی کاپٹر کو تباہ

بھی کر سکتے ہو اور فوری یہاں اطلاع دو اور..... منوہر نے خود بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں سر حکم کی تعمیل ہو گی سر اور..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کمانڈر بچن نے اور ایڈیو کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر منوہر کے تقریری حکم کو اس نے اٹھا کر بڑھا اور جہاد کر کے اسے میز کی دراز میں ڈال دیا۔

پھر تقریباً بیس بیس منٹ بعد ٹرانسمیٹر پر کال آگئی اور وہ چونک پڑے۔ کمانڈر بچن نے بدلی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو کمانڈر ایئر چیف پوسٹ کنبانی کاشنگ اور..... ٹرانسمیٹر سے شیر سنگھ کی آواز سنائی دی۔

”میں کمانڈر بچن کاشنگ یو اور..... کمانڈر بچن نے کہا۔

”حکم کی تعمیل ہو گئی ہے..... جہادی ایئر پوسٹ کا ہیلی کاپٹر ہم نے روک لیا ہے جہلے تو انہوں نے رکتے سے اٹھ کر دیا لیکن جب ہم نے انہیں میدان مار مار کر ہیلی کاپٹر تباہ کرنے کی دہائی دی تو وہ رکتے پر رخصتا ہو گئے ہیں اس میں موجود دوسرے فوجیوں کے ہاتھوں میں ہتھیاریں ڈالوا دی ہیں تاکہ چیکنگ سے جہلے یہ فرار نہ ہو سکیں اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو ہیلو بلیک ہاؤنڈز سیکشن چیف بول رہا ہوں۔ میں کیپٹن شرمہ سے بات کر ڈیویری اور..... منوہر نے جیغ مچا کر کہا۔

”میں سر اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

اس چیک پوسٹ پر پہنچیں جب صبح صورت حال کا علم ہو گا۔.....
 حرم نے کہا۔

”اوہ نہیں..... ایئر چیک پوسٹ پر وہاں رازدار اور دوسرے ایئر
 کرائٹ چیکنگ آلات موجود ہوں گے اس لئے ہم جیسے ہی ان کی حدود
 میں داخل ہوں گے انہیں اس کا علم ہو جائے گا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے
 کہ ہم اس سے پہلے آنے والی کرائل ایئر چیک پوسٹ پر رک جائیں اور
 پھر شیر سنگھ کو کہیں کہ وہ قیدیوں کو لے کر اپنے ہیلی کاپٹر میں وہاں آ
 جائے اس طرح اصل صورت حال سامنے آجائے گی اور اگر کوئی گھپلا
 بھی ہو گا تو ہم آسانی سے اس پر قابو پالیں گے۔..... منوہرنے کہا۔
 ”میں باس یہ اچھی سمجھتا ہے۔.....“ حارم نے اس کی بات کی تائید
 کرتے ہوئے کہا اور منوہرنے پائلٹ کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

”میں کمپین شرا بول رہا ہوں۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ۔
 ہمیں کیوں روکا اور گرفتار کیا گیا ہے۔ میں کمانڈر انچیف سے بات
 کروں گا اور..... دوسری طرف سے کمپین شرا کی تحقیق ہوئی آواز
 سنائی دی۔

”او۔ کے ہم آ رہے ہیں ان کا خیال رکھنا کمانڈر شیر سنگھ یہ فرار نہ
 ہونے پائیں اور لاپتہ نہ..... منوہرنے مسرت بھرے لہجے میں کہا
 اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور باہر کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے ہجرے پر
 مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر تیزی سے
 کھائی ایئر چیک پوسٹ کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

”باس یہ پاکیشیائی ایجنٹ کیا اتنی آسانی سے قابو میں آگئے ہوں
 گے..... اچانک حارم نے کہا تو منوہر چونک پڑا۔

”کیا..... کیا مطلب.....“ منوہرنے حیران ہو کر کہا۔

”باس یہ لوگ جس انداز میں کام کر رہے ہیں اس سے یہی ظاہر
 ہوتا ہے کہ یہ اتنی خطرناک لوگ ہیں۔ پھر ایک ایئر بوسمن کے حملے
 کے باوجود یہ اتنی آسانی سے کبھی لگ سکتے ہیں.....“ حارم نے کہا۔

”اوہ اور جہاز کی بات درست ہے۔ واقعی اس جہلو کا تو مجھے خیال
 ہی نہ آیا تھا۔ لیکن شیر سنگھ کی کال تو یہی بتا رہی ہے اور تصدیق
 نے میں نے کمپین شرا سے بھی بات کی ہے۔ اس کے باوجود واقعہ
 ہمیں حقا رہنا چاہئے.....“ منوہرنے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے باس آپ ہیلی کاپٹر فاصلے پر اتاریں اور ہم اچانک

مسٹر کھڑا ہو جائے گا۔..... عمران نے کہا اور سمیرا ہنستے ہوئے بھینچ کر
ٹھانوس ہو گیا۔

پندرہ گھنٹوں بعد وہ دوسرے ہیلی کاپٹر کے قریب سے گزر گئے اور
عمران غور سے دوسرے ہیلی کاپٹر میں موجود افراد کو دیکھتا رہا۔ اس
میں پائلٹ کے علاوہ دو افراد تھے۔ پائلٹ فوجی تھا جب کہ باقی دونوں
عام لباس میں تھے۔ ان میں سے ایک پائلٹ سیٹ کے ساتھ والی
سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں دور بین تھی جب کہ دوسرا آدمی
فوجی سیٹ پر تھا۔

یہ واقعی چیک باؤنڈز کے لوگ ہیں اور یقیناً ہمیں ہی تلاش کر
رہے ہیں۔ بہر حال تلاش کرنے دو انہیں۔..... عمران نے کہا۔ راستے
میں ایک چیک پوسٹ سے انہیں کال کیا گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر پر
مشن کوڈ اور پائلٹ کوڈ بتا کر انہیں مطمئن کر دیا اور ہیلی کاپٹر
مستقل آگے بڑھتا چلا گیا۔ عمران کو معلوم تھا کہ راہولی جہاں سے
کافی فاصلے پر ہے اور مسلسل پرواز کے باوجود انہیں وہاں پہنچنے میں
نعمانی تین گھنٹے بہر حال لگ ہی جائیں گے۔

نعمانی چیک تو کر دہلی کاپٹر میں تین گھنٹے کا پٹرول بھی ہے یا
نہیں۔..... عمران نے فاصلے کا خیال آتے ہی نعمانی سے کہا۔

ٹینک فل ہے جناب۔ میرا فیال ہے ہیلی کاپٹر جہاں استعمال
نہیں کیے جاتے یا پھر راہولی کا سن کر اس کمانڈر نے ٹینک فل کرنا
نہوایا ہو گا۔..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی

ایک فوجی ہیلی کاپٹر نظر آ رہا ہے۔..... پائلٹ سیٹ پر موجود
اجیت کے میک اپ میں نعمانی نے کہا اور وہ سب چونک پڑے۔
سانڈی سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا وہ بدستور اس کے میک اپ میں تھا
جب کہ کیپٹن شرما کے میک اپ میں صفدر اور باقی ساتھی عام
فوجیوں کے میک اپ میں تھے۔ ان کے ساتھ اعظم بھی تھا جس کے
جسم پر بھی فوجی رویہ قرار دیا جاسکتا تھا۔

نعمانی کے اشارے پر وہ سب تھوٹک کر اور دیکھنے لگے۔

ادھر اس میں غیر فوجی ہیں اور چیکنگ کی جا رہی ہے۔ یہ یقیناً چیک
باؤنڈز کے لوگ ہوں گے۔..... عمران نے کہا۔

ہیلی کاپٹر تیار نہ کر دیا جائے۔..... سمیرا نے کہا۔

نہیں۔..... ابھی ہم نے طویل راستہ طے کرنا ہے اور ہیلی کاپٹر
کی تباہی کا پتہ ایئر چیک پوسٹس کو فوراً ہو جائے گا اور ہمارے لئے

الجلت میں سر ملادیا۔ ابھی سفر جاری تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر کال آئی شروع ہو گئی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ گفتگو وہ خود ہی کر رہا تھا تاکہ اجیت کے لہجے میں بات ہو سکے۔
 "ہیلو میٹھے کمانڈر یجن کالنگ ادور۔" ٹرانسمیٹر کا ٹن آن ہوتا ہی اس میں سے آواز سنائی دی اور عمران سمیت سب چونک پڑے۔
 کیونکہ کمانڈر یجن نے ہی یہ پہلی کا پڑ بھجوا یا تھا۔ اس کی طرف سے کال آنے کا مطلب تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

"یہیں پائلٹ اجیت انڈنگ یو ادور۔" عمران نے جواب دیا۔
 "جہاز پائلٹ کوڈ نمبر ادور۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
 "ٹی فور ادور۔" عمران نے جواب دیا۔

"ہیلو میٹھے پائلٹ اجیت میں، بلیک ہانڈز سیکشن فور کا چیف بول رہا ہوں۔ جہاز اے پہلی کا پڑ میں کون سا رہے ادور۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک دوسری آواز سنائی دی اور عمران کے اچھے اچھے ہونٹ بھیچ گئے کیونکہ اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو دورہ دار سام پر انہیں دوپہر سے فوجی پہلی کا پڑ پر لے گئے لیکن اسے اتنا اندازہ نہ تھا کہ اس پر سوار آدمی کسی سیکشن کا چیف ہو گا ورنہ وہ اس دس قایم کرنے کی کوئی ترکیب سوچتا۔ ایسا آدمی اگر قایم میں آجاتا تو یقیناً اس سے بلیک ہانڈز اور اس کے ہیڈ کو ارثر کے بارے میں خاص اہم معلومات حاصل کی جا سکتی تھی۔

"سر فوجی سوار ہیں۔" ٹیکسٹن شرما اور ان کے ساتھی ادور۔

عمران نے اجیت کے لہجے میں حیرت ظاہر کرتے ہوئے گول مول سا جواب دیا۔

"تم نے انہیں کہاں سے پک کیا ہے ادور۔" دوسری طرف سے پوچھا گیا اور عمران نے ہڈی کے بارے میں بتا دیا۔ پھر اس آدمی نے ٹیکسٹن شرما سے بات کرنے کے لئے کہا تو عمران نے خود ہی ٹیکسٹن شرما کے لہجے میں بات کرنی شروع کر دی۔ اس کی کوشش تھی کہ اس آدمی کو مطمئن کر دیا جائے تاکہ راستے میں کوئی رکاوٹ نہ کھڑی ہو لیکن جب اس نے ان کو واپس آنے کا حکم دیا تو عمران نے انکار کر دیا۔ ظاہر ہے وہ واپس تو نہ جاسکتا تھا اور مزید بات وچیت ختم کرنے کے لئے اس نے ٹرانسمیٹر بھی آف کر دیا تھا۔

"اب ادور قتا بڑھا دے نعمانی۔ اب یہ ہمیں روکنے کی کوشش کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے پیچھے بھی آئیں۔" عمران نے نعمانی سے کہا اور نعمانی نے سر ملاتے ہوئے رقتا بڑھا دی۔
 "میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اس پہلی کا پڑ کو تباہ کر دیا جائے۔ اس وقت یہ کام آسانی سے ہو جاتا۔" تنویر نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب تک ہم آگے نہ بڑھ رہے ہوتے۔" عمران نے منہ ہلاتے ہوئے جواب دیا اور تنویر خاموش ہو گیا۔ دو چیک پوسٹس اور گزریں لیکن وہ صرف کوڈ بتا کر وہاں سے گزر گئے اور انہیں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی لیکن پھر اچانک ٹرانسمیٹر بول اٹھا۔

"ہیلو میٹھے کمانڈر ایئر ہوسٹ کالنگ ادور۔" ٹرانسمیٹر سے ایک

آواز گونجی۔ حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے انہوں نے کراٹل ٹائی چیک پوسٹ کراس کی تھی اور اتنی جلدی دوسری چیک پوسٹ نہ آ سکتی تھی اس لئے اس کال کے آتے ہی عمران کا ہاتھ ٹھنک گیا تھا۔
 "ہیلی کاپٹر پائلٹ انٹرننگ ہو اور..." عمران نے اجیت کے لئے میں جواب دیا۔

"کوڑ بٹاؤ اور..." دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے حسب سابق کو ڈوہرا دیا۔
 "جہادرا نام اور..." دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"اجیت اور..." عمران نے کہا۔

"میں شیر سنگھ کمانڈر ایئر چیک پوسٹ کھائی بول رہا ہوں۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جہاد، ہیلی کاپٹر اپنی چیک پوسٹ پر اتار کر ہمیں چیک کیا جائے اور..." دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "کس نے حکم دیا ہے اور..." عمران نے پوچھا۔

"بلیک ہاؤنز سیکشن فور کے چیف نے..." لہذا تم چیک پوسٹ پر اتراؤ۔ ہمیں کاشن دے دیا جائے گا ورنہ دوسری صورت میں ہمیں یہ بھی حکم ہے کہ جہاد سے ہیلی کاپٹر کو میزائلوں سے ہٹ کر دیا جائے۔
 "لو کیا کہتے ہو اور..." شیر سنگھ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو شیر سنگھ میں لکپشن خرابا بول رہا ہوں..." یہ فونی مشن ہے اور اچھائی اہم مشن ہے۔ اس لئے تم ہمیں مت روکو اور..." اس بار عمران نے لکپشن خرابا کے لہجے میں کہا۔

"ہمیں معلوم نہیں ہے کہ بلیک ہاؤنز کے سیکشن فور کو پشیل کاروائی ہو چکا ہے۔ اس لئے پوری فوج ان کے ماتحت ہے۔ اس لئے اب ان کا حکم سپریم آرڈر کی حیثیت رکھتا ہے اور..." دوسری طرف سے کال کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے..." اب مجبوری ہے۔ تم ہمیں کاشن دو ہم اترتے ہیں اور..." عمران نے جواب دیا۔

"گنگ..." تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ اور انڈیا آئی..." دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں کہا گیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ تم نے کیا کر دیا۔ اس طرح تو ہم بھٹس جائیں گے..." تنویر نے فحش لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ جو قطعی پہلے ہم سے ہوئی ہے۔ اس کا ازالہ کرنے کے لئے میں نے یہ پلاننگ کی ہے اور دوسری بات یہ کہ اگر ہم نہ رکستے تو واقعی میدان اس سے ہمارا، ہیلی کاپٹر جہاد کر دیا جاتا۔ سب ہم نے کرنا ہے کہ چیک پوسٹ پر جا کر اس پر موجود افراد کا خاتمہ کر کے اس شیر سنگھ کو قابو میں کرنا ہے اور پھر اس بلیک ہاؤنز کے چیف کو ہماری گرفتاری کی اطلاع دے دی جائے گی اور جب وہ جہاں آئے گا تو اسے آسانی سے کوڑ کیا جاسکتا ہے..." عمران نے کہا۔

"اوہ گنگ..." واقعی یہ بہترین تجویز ہے..." سب سے پہلے تنویر نے ہی جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔

”تموڑی در بعد انہیں دور ایک بھاڑی سے مخصوص کاشن دیا جانے لگا اور نعمانی نے پہلی کا پڑ کا رخ اس بھاڑی کی طرف موڑ دیا۔

”سب پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔ جب تک اس شیر سنگھ کی شناخت نہ ہو، فائر نہیں کھولا جائے گا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب نے اجابت میں سر ہلا دیئے۔ اور چند لمحوں بعد ہی پہلی کا پڑ ان بھاڑی پر لٹک گیا جہاں ایئر بینک پوسٹ قائم تھی۔ وہاں ایک پہلی کا پڑ بھی موجود تھا اور باقاعدہ ایک چھوٹا سا رازدار بھی گھوم رہا تھا۔ طیارہ غلط سیراغل بھی نظر آ رہے تھے۔ دو بڑے بڑے کمرے بھی تھے جنہیں چٹانوں کی اوٹ میں تعمیر کیا گیا تھا اور وہاں اس کے قریب فوجی کھڑے تھے جن میں سب سے آگے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا جس کے بازو پر کمانچہ کی مخصوص پٹی موجود تھی۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

”یہ کمانڈر شیر سنگھ ہے۔“ عمران نے اس عظیم عظیم آدمی کی طرف سے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب پہلی کا پڑ سے اترے اور ان کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کے ہاتھ یہ میٹارم کی جیبوں میں تھے جن میں مشین پگنل موجود تھے

”کپٹن شرما۔“ صفدر نے آگے بڑھتے ہوئے شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں پائلٹ اہلیت ہوں۔“ نعمانی نے بھی آگے بڑھ کر لپٹا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”جہارے پاس بیٹے اختیار ہیں وہ سب نکال کر جہاں ڈھیر کر دو۔“ شیر سنگھ نے انتہائی تھکاوٹ لہجے میں کہا۔

”کیا ہماری سلائی کے لئے جہارے پاس صرف یہی دس آدمی ہیں۔“ کمانڈر شیر سنگھ۔۔۔۔۔ اپنا تک صفدر کے ساتھ کھڑے عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔“ جہیں جرات کیسے ہوئے کہ تم میری اس طرح توہین کر دو۔“ شیر سنگھ نے ہلکتے غصے سے کھڑکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اگرے ارے اتنا غصہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بھاڑی شیر قراستے غصہ ور نہیں ہوتے۔ ہاں جنگل کے شیر ہوتے جب تو شاید اتنا غصہ درست تھا۔ بہر حال جہارے حکم کی تعمیل ہوگی۔ ابھی سب کو ڈھیر کر دیا جائے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور دوسرے لمبے فضا مشین پگنل کے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ شیر سنگھ کو شاید خواب میں بھی توقع نہ تھی کہ یہ لوگ اس طرح کی حرکت بھی کر سکتے ہیں اس لئے وہ حیرت کی خدمت سے مت ہٹا کھڑے کمانڈر اور پیراس سے پہلے کہ وہ سنبھلا۔ عمران نے مشین پگنل کی نال اس کے سینے پر رکھ دی۔

”خیر دار ہاتھ اٹھا دو۔“ عمران نے چپختے ہوئے کہا جب کہ باقی ساتھی بمبلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے کمرؤں کی طرف بڑھ گئے۔

”حت حمت۔“ شیر سنگھ کی حالت واقعی قابل دید ہو رہی تھی۔ وہ

ہیں بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوارٹر کا بھی علم نہیں ہے اس لئے اگر یہ سیکشن
چیف ہاتھ آجائے تو ہمیں اس معاملے میں بھی قیمتی معلومات مل سکتی ہیں۔
..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر نے اقبات میں سر ہلادیا۔
"اسے ہوش میں لے آؤ..... عمران نے کہا اور تھوڑے آگے بڑھ
کر کرسی پر بندھے ہوئی شیر سنگھ کا منہ اور ناک دونوں ہاتھ سے بند کر دیا
پتہ لگوں بعد شیر سنگھ کے جسم میں حرکت کا احساس نمودار ہوا تو تھوڑے گھبر
ہٹ گیا۔

"تم..... تم..... تم میری توقع سے کہیں زیادہ خطرناک لوگ
ثابت ہوئے ہو..... شیر سنگھ نے انھیں کھول کر ماحول کو دیکھتے
ہوئے کہا۔

"شیر سنگھ جہازے سارے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں لیکن تم زندہ ہو
حالانکہ تم سب سے آگے کھڑے تھے۔ اس لئے تمہیں ہلاک کرنا ہمارے
لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس سے ہمیں کم از کم یہ اندازہ ضرور ہو گیا ہو گا کہ
ہم جہازے دشمن نہیں ہیں..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔ بہر حال تم کا فرسٹائی فوجی نہیں ہو سکتے کوئی
کا فرسٹائی فوجی دوسرے فوجیوں کو اس طرح ہلاک نہیں کر سکتا مجھے سمجھتا ہوں
بچن نے بتایا تھا کہ تم پاکستانی بھرتہ ہو اور جہاں کے حریت پسندوں کی
مدد کے لئے آئے ہو۔ کاش میں تمہیں کال کرنے کی بجائے جہاز اسیلی کا پٹر
پی میزائل سے اڑا دیتا۔ لیکن واقعی مجھے یہ توقع ہی نہ تھی کہ تم اس طرح
اچانک فائر کھل دو گے..... شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اپنی طور پر ابھی تک سنبھل نہ سکا تھا کہ لکھتے عمران کا دوسرا بازو گھوما اور
اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ایک پوری قوت سے شیر سنگھ کی کھنٹی پر بڑا درد
جھجکا ہوا چھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لات حرکت میں آئی اور اس
بازو پر غمیم شیر سنگھ کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ اندر سے اس
دوران فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دی تھیں۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کے
ساتھی واپس آ گئے۔

"اندروادری تھے انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے..... نعمانی نے کہا اور
عمران نے اقبات میں سر ہلادیا۔

"اسے الحاق اور اندر لے چلو..... عمران نے بے ہوش پڑے
شیر سنگھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور نعمانی نے جھک کر شیر سنگھ
کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے کمرے میں
موجود تھے۔ شیر سنگھ کو عمران کی ہدایت کے مطابق ایک کرسی پر بٹھا کر
باندھ دیا گیا تھا۔

"عمران صاحب اگر ہم جہاں سے خاموشی سے روانہ ہو جائیں تو کیا یہ
بہتر نہیں ہے۔ اس طرح ہم آسانی سے راہولی پہنچ سکتے ہیں.....
صفدر نے کہا۔

"ابھی ہمیں علم نہیں کہ راستے میں اور کتنی چیک پوسٹس ہیں اور وہ
بلیک ہاؤنڈز والوں کو اگر ہماری طرف سے کوئی کاشن نہ ملا تو وہ یقیناً
آئندہ چیک پوسٹ کو مطلع کر دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی بات
کرنے کی بجائے میزائل ہی وارنڈ دیں اور دوسری بات یہ کہ راہولی میں

”تم اب صرف ہمیں یہ بتادو کہ ہمیں کیا بدلتی گئی تھی کہ ہمیں
جہاں روکنے کے بعد تم نے کیا کرنا تھا“..... عمران نے کہا
”وہاں کانڈر بنجن کو اطلاع کرنی تھی اور بس“۔ شیر سنگھ نے کہا۔
”اوہ یہ کام تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔ خواہ خواہ ہمیں زندہ رکھا“.....

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں
پکڑے ہوئے مضمین پینل کا رخ شیر سنگھ کی طرف کر دیا۔ اس کے چہرے
پر ہلکتا اچھائی سفاکی کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”وک جاؤ..... وک جاؤ..... مجھ مت مارو..... میں جہارے کام آسکتا
ہوں۔ میں انہیں کال کر کے کہہ دوں گا کہ تم کسی اور طرف مڑ گئے ہو۔
اوجھڑے ہی نہیں میں تمہیں بچاؤں گا۔ مجھے مت مارو“..... شیر سنگھ
نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اگر تم ہم سے تعاون کرنے پر آمادہ ہو تو ہم تمہیں زندہ رہنے کا موقع
دے سکتے ہیں لیکن تعاون مکمل ہونا چاہیے“..... عمران نے کہا۔

”میں مکمل تعاون کروں گا مجھے مت مارو“..... شیر سنگھ نے فوراً ہی
 وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

”تو پھر بتاؤ..... کہ بلیک ہاؤنڈ ڈکائیٹ کو ارڈر راولپی میں کہاں ہے۔
کون اس کا سربراہ ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے اس کا درست جواب پہلے
سے معلوم ہے۔ میں صرف تمہیں آڑمانے کے لئے یہ سوال پوچھ رہا ہوں“
..... عمران نے کہا۔

ہینے کو ارڈر کا کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ وہ اچھائی خفیہ ہے۔ الیبتہ میں

ہیں ایک آدمی کے متعلق بتا سکتا ہوں جو اس ہینے کو ارڈر میں کام کرتا رہا
ہے۔ راولپی کے مغرب میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس کا نام رگاندہ ہے
اس رگاندہ میں ایک بوڑھا آدمی رہتا ہے۔ اس کا نام بھٹاگا ہے۔ اس بھٹاگا کا
بیٹا میٹل ہینے کو ارڈر کی تعمیر میں کام کرتا رہا ہے۔ مجھے یہ بات اس نے معلوم
ہے کہ وہ میٹل میرے ساتھ بڑھتا رہا ہے۔ وہ شراب پینے کا بے حد شوقین ہے
ایک سیلے کے دوران اس نے شراب کے نشے میں مجھے یہ بات بتائی تھی۔
اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں“..... شیر سنگھ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”جہاں سے آگے راولپی کے طرف مزید کتنی اتیر چیک پوسٹس ہیں“
..... عمران نے پوچھا۔ مزید دو چیک پوسٹس ہیں“..... شیر سنگھ
نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اس سے اس کا فاتی کوڈ نمبر اور
ایسی ہی دوسری معلومات حاصل کیں اور اس کے بعد شیر سنگھ کے منہ
میں کپڑا ٹھونس دیا گیا۔ عمران نے وہاں موجود فرانسیسر پر کانڈر بنجن کی
فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی۔ کیونکہ جو کی پردہ پہلے اسے کال کر چکا تھا اس
نئے اسے اس مخصوص فریکوئنسی کا علم تھا۔

”ہیلو ہیلو کانڈر اتیر چیک پوسٹ کھائی کالنگ اور“..... عمران
نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد شیر سنگھ کے لہجے میں کال دینی
شروع کر دی لیکن اس نے جان بوجھ کر شیر سنگھ کا نام نہ لیا تھا تاکہ انہیں
کوئی شک ہو تو وہ نام پوچھنے پر بنا کر انہیں مطمئن کر سکے۔

”کیں کانڈر بنجن اٹھنگ پو اور“..... چند لمحوں بعد فرانسیسر سے

کانڈر بچن کی آواز سنائی دی۔
حکم کی تعمیل ہو گئی ہے۔ جہاں سے انہیں پوسٹ کا ہیلی کاپٹر ہم ملے

روک لیا ہے۔ پہلے تو انہوں نے دکنے سے انکار کر دیا لیکن جب ہم سنے
انہیں میڈائل مار کر ہیلی کاپٹر تیار کرنے کی دھمکی دی تو وہ دکنے پر رضامند
ہو گئے۔ میں نے اس میں موجود دوسرے فوجیوں کے ہاتھوں میں ہتھیاریاں
ڈال دی ہیں تاکہ چیکنگ سے پہلے یہ فرار نہ ہو سکیں اور۔۔۔۔۔ عمران
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اے اے۔۔۔۔۔ بلیک ہاؤنڈز سیکشن چیف بول رہا ہوں۔ اس کپٹن
شرما سے بات کر ڈیویری اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک ہاؤنڈز کے
سیکشن چیف کی آواز سنائی دی۔

”میں کپٹن شرما بول رہا ہوں۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ ہمیں
کیوں روکا اور گرفتار کیا گیا ہے۔ میں کانڈر انجینئر سے بات کروں گا
اور۔۔۔۔۔ اس بار عمران نے کپٹن شرما کی سی آواز میں کہا لیکن اس نے
مجھے میں قصہ اور تھلاہٹ سنایاں تھی۔

”او۔۔۔۔۔ تم آپس میں۔۔۔۔۔ ان کا خیال رکھنا شیر سنگھ۔۔۔۔۔ یہ
فرار نہ ہونے پائیں اور اینڈل۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مسرت بھرے
لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر
تف کر دیا۔

”باہر موجود لاٹھیں اٹھا کر اندر کر رہے ہیں ڈال دو اور خون کے دھبوں
پر پہاڑی مٹی ڈال دو۔ یہ بلیک ہاؤنڈز والے تہ بیت یافتہ لوگ ہیں اور وہ

جتا ہے کہ وہ نیچے اترنے سے پہلے چیکنگ کریں۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے
ساتھیوں سے کہا اور وہ سب مرکز تیزی سے باہر کی طرف ٹپک پڑے اور
عمران نے آگے بڑھ کر شیر سنگھ کے منہ سے کپڑا باہر نکال لیا۔ شیر سنگھ
بے بس سانس لینے لگا۔

”سنو شیر سنگھ۔۔۔۔۔ میں کہیں زندہ بچ جانے کا آخری موقع دے رہا
ہوں۔ جب بلیک ہاؤنڈز کا ہیلی کاپٹر نیچے اترے تو تم نے باہر جا کر ان کا
استقبال کرنا ہے اور پھر انہیں اس طرح لے کر آنا ہے کہ انہیں شک نہ پڑ
سکے۔ یوں لو تیار ہو تم اس تعاون کے لئے۔۔۔۔۔ عمران نے شیر سنگھ سے
تعلب ہو کر کہا۔

”میں تم سے تعاون کروں گا بالکل تعاون کروں گا۔ تم حیرت انگیز
آدی ہو۔ تم نے جس طرح سری آواز اور گچے کی نقل کی ہے۔ اس سے
میں سمجھ گیا ہوں کہ تم سے مقابلہ میرے بس کا روگ نہیں ہے۔ بلیک
ہاؤنڈز جانے اور تم جانو۔۔۔۔۔ شیر سنگھ نے کہا اور عمران نے مسکراتے
ہوئے سر ہٹا دیا اور باہر کی طرف مڑ گیا اس نے جان بوجھ کر شیر سنگھ سے یہ
بات کی تھی کیونکہ اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ وہ سناتا ہے بلیک
ہاؤنڈز کا سیکشن چیف کانڈر بچن کو ساتھ لے آئے اور شیر سنگھ کا
قد قامت ایسا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی اس کی جگہ نہ لے سکتا تھا۔ اگر
شیر سنگھ تعاون نہ بھی کرے تب بھی اس کی باہر موجودگی سے ہی وہ لوگ
مطمئن ہو کر ہیلی کاپٹر سے اترائیں گے اور پھر ان پر قابو پانا مشکل نہ رہے
گا۔

یہ دراصل شک پڑا تھا کہ کہیں جہارے لے گئے اور کوڑا کی نفل کر کے کوئی بات کر رہا ہو۔ بہر حال تم نے جو باتیں بتائی ہیں اس سے میری تسلی دگنی ہے۔ میں جہاں انیر چیک پوسٹ کراں پر پہنچ گیا ہوں۔ تم ان بیروں کو لے کر یہاں آجاؤ فوراً اور..... اس بار بلیک ہانڈز کے پیش چیف کی آواز سنائی دی اور عمران کے ہونٹ ہلچل گئے کیونکہ اس پیش چیف نے اس کی توقع کے خلاف کام کیا تھا۔

”جیسے آپ حکم کریں جناب اور.....“ عمران نے جواب دیا۔

”بدلی ہاتھ ہم جہار انتظار کر رہے ہیں اور رینڈال.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک ذلیل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اس آدمی کی ہوشیاری اور ذہانت بتا رہی ہے کہ یہ واقعی بلیک ہانڈز کا خاص آدمی ہے۔ اس لئے اب اس کو تھکا کرنا چاہئے سے کہیں زیادہ تھوری ہو گیا ہے۔ سو شیر سنگھ ہیلی کاپٹر چلا لیتے ہو.....“ عمران نے انہیں شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں.....“ شیر سنگھ نے جواب دیا۔

”تم تو ہیلی کاپٹر چلاتے ہوئے ہمارے ساتھ وہاں جاؤ گے اور پھر جیسے بھی حالات ہوں تم نے ہمارے ساتھ تعاون کرنا ہے۔ اس کے انعام میں تم کہیں وہیں زندہ چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے۔ جو لو حیار ہو.....“ عمران نے شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں حیار ہوں.....“ شیر سنگھ نے کہا تو عمران نے اسے آواز کرنے

میں تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کال آگئی اور عمران نے آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ باقی ساتھی بھی کام سے فارغ ہو کر اس کمرے میں موجود تھے۔ انسپکٹر صدیقی اور کیپٹن شکیل دوسرے کمرے میں رولڈار پڑا ہوا دیکھتے تاکہ ہیلی کاپٹر کو آتا ہوا دیکھ کر سکیں۔

”ہیلو ہیلو.....“ انیر چیک پوسٹ کراں سے کمانڈر بول رہا ہوں اور.....“ ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

”میں کمانڈر انیر چیک پوسٹ کھانی بول رہا ہوں اور.....“ عمران نے شیر سنگھ کے لئے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”کمانڈر میرا نام بھی بتاؤ اور میری پوسٹ کا کوڈ شیر بھی اور.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے جڑ کر کرسی پر بندھے سینے شیر سنگھ کی طرف دیکھا جو خاصوش بیٹھا ہوا تھا۔

”اس کا نام بھٹانگر ہے اور یہ چیک پوسٹ کا نمبر اسے۔ ایون ہے.....“ شیر سنگھ نے عمران کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

”ہیلو کمانڈر یہ جہاں کیا ہو گیا ہے جو تم نے ایسے سوالات شروع کر دیئے ہیں اور.....“ عمران نے حیرت سے بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے میرے سوالات کا جواب دو کمانڈر اور.....“ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

”جہار اناں بھٹانگر ہے۔ اور جہادی چیک پوسٹ کا کوڈ اسے۔ ایون ہے اور یو لو اور.....“ عمران نے مٹھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہیلو کمانڈر شیر سنگھ میں بلیک ہانڈز کا سیکشن چیف بول رہا ہوں۔

کے لئے کہہ دیا صفحہ نے آگے بڑھ کر اس کی رسیاں کھوئی شروع کر دیں اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ہیلی کاپٹر پر پہنچے واپس کراچی ایئر پورٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر شیر سنگھ تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کے ہاتھ عقب میں کر کے انہیں رسیوں سے اس طرح بانہ باندھا تھا کہ وہ جب چاہتے ایک ہی جھٹکے سے رسی کھول کر اپنے ہاتھ آزاد کر سکتے تھے تاکہ راستے میں شیر سنگھ کوئی شرارت کرنے کا نہ سوچ سکے۔

”ایلی ایلی کانڈر ایئر پورٹ کراچی کا لنگر یو اوور“..... اپنا لنگر ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

”یہیں کانڈر شیر سنگھ انڈنگ یو اوور“..... کانڈر شیر سنگھ نے خود ہی ٹرانسمیٹر آن کر کے جواب دیا۔

”کون پائلٹ کر رہا ہے ہیلی کاپٹر کو اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”میں خود چلا رہا ہوں اوور“..... کانڈر شیر سنگھ نے جواب دیا۔

”کیوں جہاز ایئر پورٹ کا پائلٹ کہاں ہے اوور“..... دوسری طرف سے پوچھے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”میں اسے وہیں چیک پوسٹ پر مجبور کیا ہوں تاکہ کسی بھی ایئر بیسی کی صورت میں وہ چیک پوسٹ کا ہیلی کاپٹر اڑا سکے اوور“..... کانڈر شیر سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن شرما اور اس کے ساتھی کس پوزیشن میں ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے اوور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”ہن کے ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے ہیں..... اور ان کی تعداد کہیں شرما سمیت سات ہے اوور“..... کانڈر شیر سنگھ نے جواب دیا۔

”اور کے آگے بڑھے چلے آؤ۔ جہیں کاشن دیا جائے گا اور تم نے چیک پوسٹ سے فاصلے پر ہیلی کاپٹر اڑانا ہے اوور لنڈن آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”لنگر..... اگر اسی طرح تعاون کرتے رہے تو تم واقعی زندگی کے دے لو گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کانڈر شیر سنگھ نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

”تھوڑی دیر بعد انہیں ایک پہاڑی سے مخصوص کاشن ملنے لگا اور عمران نے خود ہی اپنے ہاتھ عقب میں کر کے اسے رسی سے باندھنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر چیک پوسٹ سے کچھ فاصلے پر ایک سنگ بنان پر اتر گیا۔ چیک پوسٹ اسی انداز کی تھی جیسی کہانی چیک پوسٹ تھی سادہ چیک پوسٹ کے سلسلے پاد سنگ فوجی کمرے ہوئے تھے۔

”باقی لوگ یقیناً اوپر اوپر چھپے ہوئے ہوں گے اس لئے کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جس سے ہم پر انہیں فائر کرنے کا موقع مل سکے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اڑ کر پہنچے اترنے لگا۔ کانڈر شیر سنگھ پہلے ہی نیچے اتر گیا تھا اور اب وہ دوسری طرف سے گھوم کر ایک ایک کو بازو سے پکڑ کر نیچے اترنے میں مدد دینے لگا۔ کیونکہ واقعی بندھے ہوئے کی وجہ سے وہ از خود نیچے نہ اتر سکتے تھے۔ سوائے اس کے وہ اچھل کر نیچے

چھلانگ لگاتے ہیں جتان کی اس سائیز پر ہنگہ اتنی نہ تھی کہ وہ چھلانگ کر سنبھل سکے۔

”جلے.....“ کانڈر شیر سنگھ نے اپنے منہ پر گرفت لگے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہم کانڈر انجیف صاحب کو یہ سب کچھ بتائیں گے۔ تم لوگ پاگل ہو جو اپنے ہی آدمیوں کے خلاف یہ غیر قانونی حرکت کر رہے ہو۔“ صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔ اس کا لہجہ لکھن شرماء سے کافی حد تک ملتا تھا۔

”ان کے آگے بڑھتے ہی ادھر ادھر سے فوجی جتانوں کی اوٹ سے نکلے اور تیزی سے ان کے عقب میں آگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ چیک پوسٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ اب دوسرے فوجی بھی برآمد ہو گئے۔ اور ان سب کے چروں پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے خود دیکھا تھا کہ ان سب کے ہاتھ ان کے عقب میں رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ اسی لمحے چیک پوسٹ کے دروازے سے دو افراد ساواہ لباس میں طہوی باہر آگئے اور عمران انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی دونوں ہیں جنہیں اس نے پہلی کارپز میں دیکھا تھا۔

”گنگہ کانڈر شیر سنگھ ہمیں جہادی کارکردگی پسند آئی ہے۔ ہم جہاد کی ترقی کی سفارش کریں گے۔“ منہ سے آگے آنے والے نے مسکراتے ہوئے کانڈر شیر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے بولے ہی عمران سمیت سب کچھ گئے کہ یہی وہ سیکشن چیف ہے، اس کی آواز

ان گئے تھے۔
”شکر۔“ جناب آپ کے حکم کی تعمیل تو ہم پر فرض ہے۔“ شیر سنگھ

نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”انہیں اندر لے چلو.....“ اس سیکشن چیف نے غور سے عمران اور ان کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”جلے اندر.....“ شیر سنگھ نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران کے آگے بڑھنے پر وہ سب بھی مکرے کی طرف

بڑھنے لگے۔ جب کہ وہ سیکشن چیف ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ شاید ان کے عقب میں بندھے ہوئے ہاتھوں کو خود چیک کرنا چاہتا تھا

..... بڑے سے کمرے میں لے جا کر انہیں ایک دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے مخصوص انداز میں اپنے سر کو

دائیں بائیں کر کے کاندھے اچکاتے تو سب کچھ گئے کہ عمران انہیں رسیاں کھینچنے کا کاش دے رہا ہے چنانچہ جلد ہی انہوں میں ان کے ہاتھ

رسیوں سے آزاد ہو چکے تھے، لیکن انہوں نے اپنے بازو اس طرح عقب کی طرف کئے ہوئے تھے۔

”تو تم دراصل پاکیشیائی لیونٹ ہو۔ اور تم نے چوکی پر موجود کارستانی فوجیوں کا قتل عام کیا ہے۔“ اس سیکشن چیف نے غور

سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آٹھ مہینے گزروں سے مسلح سپاہی ان کے سامنے موجود تھے اور انہوں نے گھنٹیوں کی طرح پکڑ پکڑی تھیں جیسے ابھی حکم ملتے ہی وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر

فار کھول دیں گے۔

”جہارے پاس کیا ثبوت ہے..... کہ تم بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن چیف ہو.....“ اپنا تک عمران نے سنجیدہ لہجے میں اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے ثبوت دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے اتنے اختیارات بھی حاصل ہیں کہ میں تم سب کو ابھی گولیوں سے چھلنی کرا سکتا ہوں.....“ اس آدمی نے فصیلے لہجے میں کہا۔

”لیکن جناب سینن نے کبھی کسی سیکشن چیف کو ایسے اندھے اختیارات نہیں دیئے.....“ عمران نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا اس کے جبرے پر لکھت اہتائی حیرت کے تاثرات ابھرا آئے تھے۔

”تم..... تم نے کیا نام لیا ہے..... کس کا نام لیا ہے.....“ اس نے اہتائی حیرت جبرے لہجے میں کہا۔

”بلیک ہاؤنڈز کے چیف ہاس جناب سینن کا..... کیا تمہیں اپنے چیف کے نام کا بھی علم نہیں ہے.....“ عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔

”تم..... تم ان کے بارے میں کیسے جانتے ہو.....“ اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں تفصیل بتا سکتا ہوں۔ لیکن پہلے تم اپنی شامت ہٹاؤ۔ چلو صرف اپنا نام بتاؤ۔“ مجھے معلوم ہے کہ سیکشن فور کے انچارج کا کیا نام ہے..... عمران نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ۔ تو تم کوئی خاص چیز ہو۔ میرا نام بھلام ہے..... اس آدمی نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار نفی میں سر ہلادیا۔

”نہیں مسٹر..... اگر واقعی جہار نام بھلام ہے تو تم جھٹی آدمی ہو۔“ اب میں کمانڈر شیر سنگھ اور جہاں کے کمانڈر سے کہوں گا کہ وہ تمہیں اور جہارے ساتھی کو فوراً گرفتار کر لیں.....“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور

اسی لمحے ایک طرف کھڑا کمانڈر شیر سنگھ تیزی سے منوہر کی طرف بڑھا۔ ”سو دی جناب.....“ پہلے آپ اپنی شناخت کرائیں۔“ مجھے معاملہ گڑبڑ

لگتا ہے.....“ کمانڈر شیر سنگھ نے سخت لہجے میں کہا۔

”ہو نہ۔ ٹھیک ہے..... میں نے واقعی جان بوجھ کر اپنا نام غلط بتایا تھا تاکہ اس آدمی کی اصلیت جان سکوں۔ بہر حال یہ بہت کچھ جانتا ہے اور واقعی اب حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ مجھے اپنی شناخت کر دینی چاہئے۔“

سنو میرا نام منوہر ہے اور میں واقعی سیکشن فور کا انچارج ہوں۔ یہ دیکھو میرا مخصوص کارڈ.....“ اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور جب

سے ایک کارڈ نکال کر اس نے کمانڈر شیر سنگھ اور دوسرے فوجیوں کی طرف بھرایا۔

”میں نے چیک کر لیا ہے۔ واقعی ان کا نام منوہر ہے اور یہ سیکشن فور کے انچارج ہیں.....“ کمانڈر شیر سنگھ نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”جب تک میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھوں گا کیسے یقین کروں گا.....“ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اسی طرح بازو عقب میں کیے اطمینان سے ہٹتا منوہر کے قریب پہنچ گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلا عمران کے بازو حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے منوہر اس کے بازوؤں میں اٹھا جھٹکا ہوا ایک دھماکے سے کمرے کے اس کونے کی دیوار سے ہانکرا یا جو خالی تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی جھلانگ لگائی اور اس کونے میں جاگرا۔ یہ سب کچھ صرف پلک جھپکنے میں وقوع پذیر ہو گیا اور مشین گن بردار حیرت سے پلکیں جھپکاتے رہ گئے جب کہ عمران کے ساتھیوں نے اس دوران جیہوں سے مشین پٹل نکال لئے۔ وہ صرف عمران کے درمیان میں موجود ہونے کی وجہ سے رکے ہوئے تھے اس لئے جیسے ہی عمران نے منوہر کے پیچھے جھلانگ لگائی کمرہ مطمئن پٹل کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور ان چیخوں میں کانزد شیر سنگھ کی چیخ بھی شامل تھی کیونکہ وہ فائرنگ دوتے ہی اپنا تگ دوڑ کر فائرنگ ریج میں آگیا تھا وہ شاید فائرنگ سے بچنے کے لئے بھاگتا چاہتا تھا، لیکن اس کی موت آتی تھی کہ کبالت باہر کی طرف بھاگنے کے وہ ان مسلح افراد کی طرف بھاگ اٹھا تھا۔

”باہر دیکھو۔۔۔۔۔ عمران نے پیچھے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھی پہلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے اور پھر باہر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سناٹا چھا گیا۔ منوہر کا سر دیوار سے اس قوت سے ٹکرا پڑا تھا کہ وہ نیچے گرنے کے بعد اٹھ ہی نہ سکا تھا کمرے میں ہر طرف خون اور لاشیں پھیلی ہوئی تھیں۔ کچھ زخمی ابھی تک پڑے عجب رہے تھے لیکن وہ بھی زیادہ در تک تڑپ نہ سکے اور ایک ایک کر کے ساکت ہوتے چلے گئے۔

”سب ختم ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد حویر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچھے صفدر اور نعمانی بھی اندر آ گئے۔

”اسے اٹھاؤ اور باہر لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے منوہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود وہ باہر کی طرف جانے کے لئے مڑ گیا۔

”یہاں موجود ڈرائسمیٹر اور میزائٹوں کا تمام نظام وغیرہ توڑ پھوڑ دو لیکن جلدی۔۔۔۔۔ ہمیں فوراً آگے جانا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے ساتھیوں سے کہا اور خود وہ پہلی کا پڑ کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی ایک بار پھر کمرؤں کی طرف بڑھ گئے۔ نئے پوش منوہر کو کبھی پہلی کا پڑ میں ڈال دیا گیا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد ان کا پہلی کا پڑ ایک بار پھر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے آگے بڑھا چلا گیا۔

”اسے ہوش میں لے آنا ہے۔۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

”ابھی نہیں۔ پہلے راہو لی بیچ جائیں۔ رستے کی چوکیاں فوری طور پر کراس کرنا ضروری ہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کانزد، بھن بھر کوئی کال نہ کر دے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تو تم منوہر کی آواز میں اسے کال کر کے مطمئن کرو دو جہارے لئے کیا مشکل ہے۔۔۔۔۔ حویر نے کہا۔

”مشکل یہ ہے کہ کانزد، بھن کو ہم صرف آواز سے پہچانتے ہیں، شکل سے نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی ان فوجیوں میں شامل ہو جنہیں ہم ختم کر کے آ رہے ہیں۔ اب سب نے تو بات نہیں کی تھی۔ حتیٰ کہ اس کمرال بیک پوسٹ کے کانزد کی آواز بھی دوبارہ نہیں سنی۔ اس لئے اگر ہم نے

ہے۔ وہ ہمیں سہو میں مبتلا کر دے گا۔۔۔۔۔ اعظم نے کہا اور نعمانی نے رفتار آہستہ کی اور پھر پہلی کا پڑ کو نیچے لے جا کر ایک مسلح پٹان پر اتار دیا۔ منوہر کو اٹھا کر بیچے لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے پہلی کا پڑ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ سب پہلی کا پڑ سے نیچے اتر آئے۔ صدیقی نے بے ہوش بڑے منوہر کو کھینچ کر پہلی کا پڑ سے نیچے اتارا اور اسے ایک طرف پٹان پر لٹا دیا۔

”سب سب مل کر اس پہلی کا پڑ کو کسی گہری کھد میں ودھال دو تاکہ اس کی مدد سے ہمارا سراغ نہ لگایا جاسکے۔“ عمران نے کہا۔

”مگر اس کے پڑول ٹینک پھٹنے سے دھماکہ ہو گا۔ جس کی آواز یہاں دور دور تک سنی جائے گی۔ کیوں نہ اس کا پڑول ٹینک کھول دیں۔ جب سارا پڑول ہسر جائے تو پھر اسے نیچے گرائیں۔“ صفدر نے کہا۔

”اوہ ہاں واقعی۔ یہ تجویز بہتر ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں اندر سے اس کی ٹیکنیکل کٹ نکالتا ہوں۔ اس سے ہی ٹینک کا ڈھکنا نیچے سے کھلے گا۔“ حور نے کہا اور پہلی کا پڑ رچھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کٹ کا مخصوص تھیلہ اٹھائے نیچے اتر اور پھر پہلی کا پڑ کے نیچے چلا گیا۔

”تم اس دوران یہاں کوئی بڑا سا فائر نہ کرنا کہ منوہر سے پوچھ گچھ ہمیں مکمل کرنی پڑے۔“ عمران نے دوسرے ساتھیوں سے کہا اور کمپین ٹھیکر اعظم کو لے کر دوسری طرف بڑھ گیا۔

یہاں کمانڈر بنجین کو کال کیا تو وہاں کے لوگ چوٹک کہتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیے۔

پہلی کا پڑ پوری رفتار سے اڑا چلا جا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے کٹھانی چوکی بھی کر اس کر لی۔ منوہر کو راستے میں ہوش آنے لگا لیکن عمران کے کہنے پر اس کے سر پر چوٹ لگا کر صدیقی نے اسے دوبارہ بے ہوشی کی دھول میں بھینک دیا تھا۔ کٹھانی ایئر چیک پوسٹ کے بعد دو چیک پوسٹس گزریں لیکن وہاں حالات نارمل رہے۔ صرف مخصوص کو ڈاؤر اہلیت کا پائلٹ کو ڈپو جیتے تک ہی اکتفا کیا گیا تھا۔

”راہولی کی پہاڑیاں اب قریب آ رہی ہیں جناب۔“ اچانک پیچھے بیٹھے ہوئے اعظم نے کہا اور عمران اور باقی ساتھی بھی چوٹک بڑے۔

”تم آگے آ جاؤ اعظم۔ ہم نے پہلی کا پڑ شہر سے کافی پھلے اندر دھکا ہے تاکہ وہاں موجود کسی مین چینگنگ اڈے کی نظروں سے بچ سکیں اور آسانی سے شہر میں داخل بھی ہو جائیں۔“ عمران نے کہا اور اعظم اٹھ کر آگے والی سیٹوں کے پیچھے کھڑا ہو گیا، اور اس نے نعمانی کو باقاعدہ ہدایات دینی شروع کر دیں۔

”بس یہاں اس پہاڑی کے نیچے کسی پٹان پر اتار دیجئے۔ اس بڑی پہاڑی کو کراس کرتے ہی جم چیک کر لئے جائیں گے۔ راہولی یہاں سے جس کھو میسر دور ہے لیکن یہاں سے مغرب کی طرف ایک چھوٹی سی بستی پاشکا ہے جس کا سردار رحمت علی مجاہدین کے ایک گروپ سے تعلق رکھتا

چیف کمانڈر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

”تشریف لائیے سر“..... چیف کمانڈر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور سائیڈ پر ہو کر وہ مڑا اور صدر کے ساتھ چلتا ہوا عمارت کے اندر داخل ہو گیا ٹھوڑی دیر بعد وہ ایک وسیع میٹنگ ہال میں پہنچ چکے تھے جس میں ایک بڑی سی بیٹھوی سیز کے گرد چار افراد موجود تھے۔ جن میں سے تین نسبی یونیفارم میں اور ایک سول ڈریس میں تھا۔ صدر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ چاروں احتراماً کھڑے ہوئے۔ اور تینوں فوجیوں نے صدر کو سیٹ کیا جب کہ سول ڈریس والے نے صرف ہاتھ اٹھا کر سلام کیا صدر نے آگے بڑھ کر باری باری سب سے مصافحہ کیا اور پھر وہ اس سول ڈریس والے کے ساتھ خالی کرسی پر بیٹھ گئے جب کہ چیف کمانڈر ان کی دوسری طرف بیٹھ گئے اور باقی تین افراد بھی بیٹھ گئے۔

”جناب گورنر“..... پہلے آپ مشکبار میں عریض پستوں کی تحریک کے بارے میں بتائیں..... صدر نے سول ڈریس میں ٹبوس ادھیڑ عمر آدمی سے کہا جو مقبوضہ مشکبار کے گورنر تھے۔ صدر صاحب کی بات سنتے ہی وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے۔

”تشریف رکھیں“۔ یہ غیر رسمی میٹنگ ہے..... صدر نے کہا اور گورنر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔

”جناب صدر رسمی طور پر تو حالات ہمارے کنٹرول میں ہیں۔ اور تشویش کی کوئی بات نہیں ہے لیکن جناب اصل حالات انتہائی تشویشناک لگتا۔ تحریک روز بروز قوت پکڑتی جا رہی ہے۔ حالانکہ ہم اسے دبانے کے

مشکبار میں بھارتی فوج کے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ میں سیاہ رنگ کی ایک کار داخل ہوئی تو ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام فوجی شکست الٹ ہو گئے اور پھر کار جیسے ہی ایک موٹر سائیکل عمارت کے سامنے والے حصے میں پہنچی وہاں موجود فوجی سپاہیوں کے ایک پورے دستے کی لڑیاں رخ اٹھیں۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور باوردی فوجی ڈرائیور نے پیچھے ہٹ کر جلدی سے عقبی دروازہ کھولا اور کار میں سے کافرستان کے صدر نیچے اترے فوجی دستے نے انہیں سیٹ کیا اور صدر سر ملاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ برآمدے کی سیڑھیوں پر مشکبار میں کافرستانی فوج کے کمانڈر انچیف جنہیں جہاں سرکاری طور پر چیف کمانڈر کہا جاتا تھا آگے بڑھ کر صدر کو فوجی سیٹ کیا اور صدر نے جواب دیتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

کہا۔

”جناب مینن صاحب آپ بلیک ہاؤسز کے سربراہ ہیں۔ آپ بتائیں کہ کیا صورت حال ہے؟“..... صدر نے اس بار ایک اور آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس نے فوجی یونیفارم پہنی ہوئی تھی لیکن اس کے کاندھے پر حارڈ کی بجائے دوسرا کراس لگے ہوئے تھے۔

”سر..... چیف کمانڈر صاحب کی بات درست ہے۔ حالات قابو میں ہیں اور مزید قابو میں آتے جا رہے ہیں۔ بلیک ہاؤسز جس تیزی سے کام کر رہی ہے اس سے حالات کو کنٹرول کرنے میں بے حد مدد ملی ہے۔ ہم نے کئی نامور حریت پسند لیڈروں کو ککاش کر کے ہلاک کر دیا ہے اور مزید لیڈروں کی ککاش سرگرمی سے جاری ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک دو ماہ کے اندر میرا دعویٰ ہے کہ ہم یہاں موجود تمام حریت پسندوں کا خاتمہ کر دیں گے اور اس کے بعد تحریک کا نام و نشان ہی مٹ جائے گا۔“..... مینن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہمیں آپ کی رپورٹس مل رہی ہیں۔ واقعی آپ بے حد مفید کام کر رہے ہیں۔“..... صدر نے اہلیت میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”جناب صدر.....“ گورنر نے دوبارہ کچھ کہنا چاہا۔

”آپ پیلز خاموش رہیں میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سیاسی حل چاہتے ہیں۔ لیکن اس مسئلے کا کوئی سیاسی حل نہیں ہے۔ سیاسی حل کا مطلب ہو گا کہ ہم اپنا موقف تبدیل کر دیں اور مظاہرہ کیا واقعی رائے شماری کر دیں، لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے

لئے؟ اجتماعی سخت کارروائی میں مصروف ہیں، لیکن حالات ہمارے لئے روز بروز بدستہ بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔“..... گورنر نے کہا تو میٹنگ میں موجود صدر سمیت سب افراد کے چہرے بگڑے گئے۔

”جناب صدر.....“ گورنر صاحب کو حالات کا صحیح علم نہیں ہے۔ مجھے علم ہے کیونکہ میں یہاں کا چیف کمانڈر ہوں۔ حالات بالکل درست ہیں۔ ہم نے حریت پسندوں کے کئی گروپ ختم کر دیئے ہیں۔ ان کے لیڈروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ مقامی لوگوں پر اب ہماری دہشت گردی ہوتی جا رہی ہے اور وہ خود بھی اب حریت پسندوں کو پکڑنے میں ہماری امداد کر رہے ہیں۔ گورنر صاحب چونکہ سیاسی آدمی ہیں اور انہیں یہاں آنے ہوئے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ اس لئے یہ معمولی سے مظاہرے یا عام سی بڑبڑالوں سے متاثر ہو کر نہیں سمجھتے ہیں کہ حالات بگڑ گئے ہیں۔“..... چیف کمانڈر نے ان فزڈ بات کرتے ہوئے کہا۔

”چیف کمانڈر صاحب۔ آپ فوجی ہیں اور آپ بھی سمجھتے ہیں کہ فوجی اور حکم سے آپ تحریک کو دبا لیں گے، لیکن میں نے سیاست میں ہمیشہ سے دیکھا ہے کہ ایسی تحریکیں فوجی اور حکم سے کبھی نہیں دبائی جاسکتیں۔ بلکہ آپ جس قدر حکم کریں گے تحریک اتنی ہی قوت پکڑتی چلی جائے گی۔ جناب صدر میں نے کئی بار مرکزی حکومت سے تحریروں کی درخواست کی ہے کہ یہاں فوج جو کچھ کر رہی ہے۔ اس کا نتیجہ ہمارے حق میں بہتر ثابت ہو گا اس لئے فوج کو اس حکم سے باز رکھا جائے لیکن آج تک مجھے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔“..... گورنر نے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے

گا۔ یہی کہ یہ علاقہ سفید پاکیشیا میں شامل ہو جائے گا۔ کیا آپ یہی چاہتے ہیں؟..... صدر نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

• نہیں جناب..... سیاسی حل سے قطعی میرا یہ مقصد نہیں ہے۔ برا مطلب یہ ہے کہ ہم جہاں کے حرمت پسند گروہوں سے مذاکرات کریں۔ ان کے کچھ مطالبات مان لیں، کچھ پر غور کرنے کا وعدہ کر لیں۔ اس طرح صورت حال تیزی سے سنبھل جائے گی..... گورنر نے کہا۔

• سوری..... یہ ان حالات میں ممکن نہیں ہے۔ سرکاری اور کافرستان کی تمام سیاسی پارٹیوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ اس تحریک کو انتہائی سخت اور بے رحمی سے کچل دیا جائے۔ تاکہ نہ صرف یہ تحریک بلکہ کافرستان میں اٹھنے والی اسی قسم کی دوسری تحریکیں بھی ختم ہو جائیں۔ اگر ہم نے جہاں ڈھیل دے دی تو کافرستان میں اٹھنے والی دوسری تحریکیں بھی قوت پزیر لیں گی اور نتیجہ یہ ہوگا کہ کافرستان کی نگڑوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ آپ کو اس ہیٹ پر بھانسنے سے ہمارا مقصد صرف عالمی سطح پر یہ بتانا ہے کہ ہم نے آپ جیسے محفل مزاج اور سیاسی ذہن رکھنے والا آدمی گورنر لگایا ہوا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ویسے آپ اب تشریف لے جانا چاہتے ہیں تو ہ سکتے ہیں..... صدر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

• میں سر..... گورنر نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اپنی توہین کی وجہ سے ٹائفر کی طرح سرخ پڑ چکا تھا۔ وہ قدم بڑھاتے تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جب تک وہ مینٹنگ ہال سے ملے نہ گئے اس وقت تک مینٹنگ ہال پر سکوت طاری رہا۔

• مسٹر مینن اور چیف کمانڈر مجھے معلوم ہے کہ آپ دونوں یہاں بے پناہ قلم و سبک کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تحریک مکمل طور پر کچلی نہیں جا رہی۔ اس کی وجہ..... صدر نے اس بار دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

• سر..... ہم پوری کوشش کر رہے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں، جلد ہی یہ فریک مکمل طور پر ختم ہو جائے گی..... ان دونوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

• مسٹر سیوارام..... آپ جہاں کے دفاعی مشیر ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟..... صدر نے اس بار ایک اور فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔

• سر..... میری حتمی رائے ہے کہ جب تک جہاں موجود ایک ایک مسلمان کو ہلاک نہیں کر دیا جائے وہاں حالات پوری طرح سنبھل نہیں سکتے۔ اس لئے میری تو رائے ہے کہ جہاں مسلمانوں کا قتل عام کر دیا جائے۔ ایک ہی بار اسٹارڈاٹریشن کیا جائے کہ سب شورش ختم ہو جائے..... سیوارام نے کہا۔

• نہیں مسٹر سیوارام..... یہ انتہا پسندی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم نے ایسا کر دیا تو پوری دنیا میں ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا اور آج جو ملک ہمارے دوست ہیں وہ بھی ہمارے دشمن ہو جائیں گے۔ ہمارا مقصد بہر حال وہی ہے جو آپ نے بتایا ہے لیکن یک دم نہیں بلکہ بھروسہ دیا جائے گا..... صدر نے کہا۔

• سر..... میرا خیال ہے کہ ہمیں مقامی افراد پر توجہ دینے کے ساتھ

مرکت میں آگئے۔ میں نے دو سیکشن ایم۔ سنور میں جھگوڑے۔ ایک اندر
دو ایک باہر اور اپنے سب سے فعال سیکشن فور کو حکم دیا کہ وہ فوری طور
پر اس گروپ کا کھوج لگا کر اس کا خاتمہ کر دے۔ سیکشن فور نے واقعی
کارکردگی دکھائی اور اس گروپ کو گرفتار کر کے ہلاک کر دیا۔ اس طرح
ان کی یہ خطرناک پلاننگ ختم ہو گئی۔..... میں نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”لیکن اس میں ایسی کیا بات ہے کہ اسے پاکیشیا یا دوسرے اسلامی
مکوں کے خلاف بطور ثبوت پیش کیا جاسکے“..... صدر نے ناخوشگوار
نچے میں کہا۔

”جناب میں ابھی عرض کر رہا ہوں“..... میں نے جواب دیا۔
”اوہ اچھا فرمائیے“..... صدر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔
”سر اس گروپ کے خاتمے کے بعد سیکشن فور کے چیف منوہر کو
اطلاع ملی کہ اس گروپ کا ایک آدمی ہلاک ہونے سے بچ گیا ہے۔ یہ چونکہ
بلیک ہاؤنڈ کے بنیادی اصول کے خلاف ہے کہ اس کا کوئی شکار زندہ بچ
جائے اس لئے منوہر نے اس کی تلاش شروع کر دی۔ پھر اطلاع ملی کہ وہ
زخمی ہو کر خفیہ طور پر آزاد مستہار چلا گیا ہے۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ وہ
پاکیشیا چلا گیا ہے۔ پھر اطلاع ملی کہ وہ پاکیشیا سے واپس آزاد مستہار پہنچ
گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ پاکیشیائی مبینہ ہیں جن کو وہ خفیہ طور پر
سرحد پار کر کر جہاں مستہار لے آنا چاہتا ہے۔ اس اطلاع پر اس گروپ کا
کھوج لگانا گیا جو انہیں خفیہ طور پر سرحد پار کر رہا تھا۔ اس کا کھوج نکال کر

ساتھ پاکیشیا اور دوسرے اسلامی ملکوں سے حریت پسندوں کے راہنوں کو
ختم کرنا ہوگا۔ یہ تحریک اس لئے زور پکڑتی جا رہی ہے کہ انہیں پاکیشیا
اور اسلامی ممالک سے باقاعدہ اسلحہ، رقم اور تربیت یافتہ افراد مل رہے
ہیں۔..... جو تھے آدمی نے از خود کہا۔

”اوہ اوہ..... آپ جہاں کی اسٹیلی جنس کے چیف ہیں۔ آپ کی بات
وزن رکھتی ہے لیکن اس کا آج تک کوئی ایسا ثبوت آپ پیش نہیں کر سکے
جسے ہم پوری دنیا کے سامنے حتی طور پر رکھ سکیں۔ کیا کوئی ایسا ثبوت ہے۔“
..... صدر نے کہا۔

”سر..... ثبوت نہ بھی ہوں تو بنائے جاسکتے ہیں“..... اسٹیلی جنس
کے چیف نے کہا۔

”اوہ اوہ آپ کی بات واقعی قابل غور ہے لیکن.....“ صدر نے
اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”سر ثبوت بنانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ جلد ہی آپ کے سامنے میری
خفیہ ایک حقی ثبوت پیش کر دے گی۔“..... میں نے کہا۔

”اوہ کیا مطلب..... کیا آپ اپنی بات کی وضاحت کریں گے یہ آپ
نے انتہائی اہم بات کی ہے۔“..... صدر نے چونک کر پوچھا۔

”جناب گذشتہ دنوں ہمیں اطلاع ملی کہ حریت پسندوں کا ایک
گروپ جسے باجوڑا گروپ کہا جاتا ہے۔ وادی میں موجود کافرستانی فورج کے
اگلے کے سب سے بڑے سنور جسے کوڈ میں ایم۔ سنور کہا جاتا ہے، کو جہا
کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے چنانچہ اس اخلاص پر ہم فوری طور پر

حیرت مجرے لے میں کہا۔
 "جواب کیا بتاؤں مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا لیکن ایر فورس کے

کمانڈر نے فون پر مجھ سے خود بات کی ہے۔ وہ دراصل میری معرفت بلک
 ہائونڈز کے چیف صاحب سے بات کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے انہیں بتایا
 ہے کہ اس وقت صدر صاحب میٹنگ لے رہے ہیں اس لئے فی الحال بات
 نہیں کرانی جا سکتی۔" چیف کمانڈر نے کہا۔

"کیا آپ جب باہر گئے تھے تو آپ کو فون کے متعلق بتایا گیا ہے
 صدر نے کہا۔"

"میں سر..... فون تو بجھلے آیا تھا لیکن میٹنگ کی وجہ سے اسے ہولا
 رکھا گیا تھا ایر جنسی کی بات سن کر میں دفتر چلا گیا۔ اور میری بات ہوئی
 ہے۔ بہر حال میں یہ ٹراسمیر لے لیا ہوں۔" چیف کمانڈر نے کہا۔

"کیا ایر جنسی ہے اور کیا رپورٹ ہے۔" تفصیل سے بتائیں۔ آپ کچھ
 چھپا رہے ہیں۔" صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب..... میں آپ کے سامنے کوئی بات کہیے چھپا سکتا ہوں
 میں دراصل اس میٹنگ کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بہر حال
 کمانڈر نے مجھے مختصر طور پر اٹھا بتایا ہے کہ بلک ہائونڈز کے سیکشن فور کے
 چیف ورہ درسام کے قریب ایک ایر جنسیک پوسٹ پر پہنچے۔ انہوں نے بتایا
 کہ پاکیشیائی مجنوں نے قریبی فوجی چوکی کے فوجیوں کو ہلاک کر کے ان
 کے روپ میں راہولی مار رہے ہیں اور انہوں نے اسی جنسیک پوسٹ سے ہیلی
 کاپٹر بھی حاصل کر لیا ہے۔ اور اس کے بعد جناب دو ایر جنسیک پوسٹس جلد

کر دی گئیں۔ اور پھر ان کا پتہ نہیں چلا اور سیکشن فور کے انچارج صاحب
 بھی غائب ہیں۔" چیف کمانڈر نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں یہ رپورٹ ہی غلط ہے۔ منوہر کیسے غائب
 ہو سکتا ہے۔" سین نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایئر فورس کے کمانڈر سے میری بات کر لیے فوراً۔" صدر
 صاحب نے تیز لہجے میں کہا اور چیف کمانڈر ایک بار پھر تیز قوم اٹھاتے
 دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں
 ایک کارڈ لمیں فون پیس تھا۔ انہوں نے صدر کے قریب آکر اس پر پٹن
 پڑھیں کیے۔

"میں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک باوقار آواز
 سنائی دی۔"

"جناب صدر صاحب سے بات کیجئے۔" چیف کمانڈر نے کہا اور
 فون پیس ادب سے صدر کے سامنے میں پر رکھا اور خود مڑ کر واپس اپنی
 کرسی پر آکر بیٹھ گئے۔ فون میں شاید لاؤڈر موجود تھا اس لئے دوسری طرف
 سے آنے والی آواز بخوبی سب تک پہنچ رہی تھی۔

"ہیلو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔" صدر صاحب نے باوقار لہجے
 میں کہا۔

"میں سر..... حکم سر..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ ہے
 عدوؤدانہ تھا۔"

"آپ نے چیف کمانڈر صاحب کو کیا ایر جنسی رپورٹ دی ہے۔"

پوری تفصیل بتائیے۔..... صدر نے حکم دے دیے ہیں کہ۔

”سراہتمانی حیرت انگیز پورٹ ہے۔ مجھے ایک ایئر چیک پوسٹ کے کمانڈر بنجن صاحب نے سپیشل کال کی ہے اور انہوں نے جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کے انچارج اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اپنی چوگام کے ایئر ڈاسے سے حاصل کیے جانے والے ایک فوقی ہیلی کاپٹر اس ایئر چیک پوسٹ پر پہنچے۔ اور انہوں نے کمانڈر بنجن کو بتایا کہ بلیک ہاؤنڈز نے پاکیشیا سے آنے والے چند پاکیشیائی ہتھیاروں کو بکڑانے کے لئے پکٹنگ کی قسم لیکن وہ بھجوت وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ اب یہ بھجوت اپنی چوگام پہنچیں گے چنانچہ بلیک ہاؤنڈز نے وہاں پکٹنگ کی لیکن جب کافی وقت گزر گیا اور وہ پاکیشیائی بھجوت وہاں نہ پہنچے تو انہوں نے چوگام سے فوقی ہیلی کاپٹر حاصل کیا اور پکٹنگ راؤنڈ لپٹے ہوئے یہاں پہنچے رستے میں انہیں اسی چیک پوسٹ کا ہیلی کاپٹر جانا ہوا ملا تھا۔ بہر حال نیچے موجود فوقی جو کی پر انہیں کھائی میں بڑی ایک ڈاش دکھائی دی تو انہوں نے وہاں اتر کر جینگ کی تو جو کی پر موجود قدام فوقی ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ چند کیو بی میٹار مز بھی امار لی گئی تھیں۔ اس لئے سیکشن فور کے چیف صاحب کا خیال تھا کہ جو فوقی ہیلی کاپٹر انہیں جانا ہوا ملا ہے۔ اس میں کافرستانی فوقی کی یو میٹارم میں پاکیشیائی بھجوت ہوں گے۔ یہ ہیلی کاپٹر کمانڈر بنجن نے جو کی کے انچارج لیکن شرما کی سرکاری کال پر سمجھایا تھا کیونکہ کیپٹن شرمانے انہیں بتایا تھا کہ وہ کسی ٹاپ ایئر جنسی کے سلسلے میں غوری طور پر راہداری پہنچا چکے

ہیں۔ اور کمانڈر بنجن نے پورے کو ڈ معلوم کر کے ہیلی کاپٹر بھیجا تھا۔ بہر حال سیکشن فور کے چیف کے کہنے پر کمانڈر بنجن نے ہیلی کاپٹر کے پلٹ سے رابطہ قائم کیا وہ اصل تھا کیپٹن شرما سے بات ہوئی تو وہ بھی اصل تھا، لیکن سیکشن فور کے چیف معر تھے کہ یہ پاکیشیائی بھجوت ہیں۔ چنانچہ انہوں نے فرانسسز کیپٹن شرما سے خود بات کرتے ہوئے اسے حکم دیا کہ وہ واپس آ جائے لیکن کیپٹن شرمانے کسی ٹاپ ایئر جنسی کا کہہ کر واپس آنے سے انکار کر دیا۔ ایئر سیکشن فور کے چیف نے کمانڈر بنجن کو کہا کہ وہ راہداری کے رستے میں آنے والی ایئر چیک پوسٹس کے کمانڈرز سے رابطہ قائم کریں اور انہیں حکم دیں کہ اس ہیلی کاپٹر کو جبراً روکا جائے اور اگر نہ رکے تو اسے میز اس سے بھاہ کر دیا جائے۔ کمانڈر بنجن نے بھاہ کرنے والی بات تو تسلیم نہ کی البتہ سیکشن چیف سے تحریری حکم لے کر اس نے ایئر چیک پوسٹس سے رابطہ قائم کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ ہیلی کاپٹر کراہ چیک پوسٹ کی حدود سے گزر کر کھائی چیک پوسٹ کی حدود میں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس چیک پوسٹ کے کمانڈر شیر سنگھ سے بات کی۔ اس نے ہیلی کاپٹر روکنے کی حادی بھری۔ اور پھر اس کی کال آئی کہ ہیلی کاپٹر اٹک لیا گیا ہے اور کیپٹن شرما اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس پر سیکشن چیف اپنے ساتھی کے ساتھ ہیلی کاپٹر پر کھائی چیک پوسٹ چلے گئے اور کمانڈر بنجن سے کہہ گئے کہ وہ انہیں کال کر کے اصل حقیقت بتائیں گے، لیکن جب کافی وقت گزر گیا اور ان کی کال نہ آئی تو کمانڈر بنجن نے کھائی ایئر چیک پوسٹ کال کی لیکن وہاں سے کال انڈ نہ

ہنگامہ اسے کھائی میں گرانے سے پہلے باقاعدہ اس کے پٹرول ٹینک خالی
 رویتے گئے تھے۔ وہاں پٹرول بیسنے کے نشانات ابھی تک موجود تھے اور
 بجلی کا پٹر کے ساتھ کوئی لاش بھی موجود نہیں ہے۔ سنا فم میں نے چیف
 کانڈر کو کال کیا تاکہ وہ کیپٹن شرما اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرائیں۔
 دوسری طرف سے ایئر کانڈر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 - ٹھیک ہے آپ بھی انہیں تلاش کریں۔ پوری فورس کو حکم دے
 دیں کہ ہنگامی طور پر انہیں تلاش کیا جائے۔ صدر نے اہتائی سخت
 لے میں کہا۔ اور فون آف کر دیا۔ ان کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے
 اثرات ابھرتے تھے۔

یہ رپورٹ کسی غلط فہمی پر مبنی ہے جناب۔ سیکشن فور کا انچارج
 خیر اہتائی تربیت یافتہ آدمی ہے۔ وہ اتنی آسانی سے ان پاکیشیائی
 مجنوں کے ہاتھ نہیں آسکتا۔ مشین نے خند صاحب کے فون آف
 لے ہی ان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اس رپورٹ کے بعد میرے ذہن میں یہی خیال آ رہا ہے کہ یہ
 پاکیشیائی مجنوں دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی افراد ہوں گے اور
 اگر واقعی یہ وہی ہیں تو پھر جو کہ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے وہ غلط نہیں
 ہے۔ یہ لوگ ایسے ہی اقدامات کرنے کے عادی ہیں۔ وہ ہر ناممکن کو
 ممکن بنانے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں اور ان کی وادی مشہور میں آمد
 گلستان کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ آپ سب حضرات انہیں عام
 مجنوت سمجھ کر ذیل کر رہے ہیں جب کہ وہ عام مجنوت نہیں ہیں۔ ان کے

کی گئی تو انہوں نے اس کے بعد راہولی تک آنے والی ایئر چیک پوسٹس
 کے کمانڈر سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ ایلی کا پٹر دونوں ایئر چیک
 پوسٹس کو اس کر کے راہولی پہنچ گیا ہے۔ راہولی کے ایئر ہیڈ کو اورٹر سے
 رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ راہولی کی فضا میں اس طرف سے کوئی
 ایلی کا پٹر آیا ہی نہیں۔ کمانڈر بجن کو شک گذرا تو انہوں نے چینگ کا
 سوچا لیکن چونکہ ان کے پاس ایلی کا پٹر نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے کراٹ ایئر
 چیک پوسٹ پر کال کی لیکن وہاں سے بھی کال انڈاء کی گئی تو انہوں نے
 اس سے پہلے کہ ایئر چیک پوسٹ پر کال کر کے اس کے کمانڈر کو ساری
 بات بتائی، اور دونوں ایئر چیک پوسٹس کو خود جا کر چیک کرنے کے لئے
 کہا۔ پھر اس کمانڈر کی طرف سے اطلاع ملی کہ کراٹ ایئر چیک پوسٹ کی
 ساری مشینری جہاں کر دی گئی ہے۔ اور وہاں موجود تمام افراد کو گولیوں
 سے اڑا دیا گیا ہے۔ وہاں کمانڈر کے ساتھ ساتھ کھائی ایئر چیک پوسٹ کے
 کمانڈر شیر سنگھ کی بھی گولیوں سے بھٹی لاش ملی ہے اور سیکشن فور کے
 چیف کے دوسرے ساتھی کی لاش اور ان کے ایلی کا پٹر کے پائلٹ کی لاش
 بھی وہاں بڑی ہوئی ہے جب کہ کھائی ایئر چیک پوسٹ پر بھی جی صورت
 حال ہے۔ وہاں بھی اسی طرح قتل عام کیا گیا ہے۔ سیکشن فور کے چیف
 کیپٹن شرما اور اس کے ساتھی سب غائب ہیں۔ وہ راہولی بھی نہیں پہنچے۔
 میں نے یہ اطلاع ملے ہی راہولی ایئر ہیڈ کو اورٹر سے رابطہ قائم کر کے انہیں
 ایلی کا پٹر کو تلاش کرنے کا حکم دیا تو مجھے رپورٹ دی گئی کہ ایلی کا پٹر
 راہولی سے کافی پہلے ایک کھائی میں جہاں ہولڈا ہے لیکن اسے آگ نہیں لگی

ہماری امداد کے لئے بھیجتا۔ ہمیں فوج کی مدد حاصل کرنی چاہیے تھی اور ”
..... مین نے تیر لکھ میں کہا۔

”تپ بے فکر رہیں۔ سیکشن فور اب اسٹا بھی گیا گزرا نہیں ہے۔ ان کا
ناخن میرے ہاتھوں ہی ہوگا۔ ویسے وہ فوجی یوٹھیا مزمیں ہیں۔ اس لئے
فوج کے آتے ہی وہ ان میں مل سکتے ہیں اور پھر ان کی تلاش ناممکن ہو
جانے لگی اور ”..... منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے..... ہر قیمت پر ان کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ ہر قیمت پر سمجھے
اور ”..... چیف نے کہا۔

”او۔ کے اور اینڈ آل..... مین نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔
”منوہر کی رپورٹ سے مجھے کچھ اطمینان ہوا ہے کہ یہ لوگ وہ نہیں ہو
جتنے جن کا مجھے خدشہ تھا۔ یہ کوئی اور جھنڈ ہیں۔ اگر یہ پاکیشیائی سیکرٹ
ہو اس سے متعلق ہوتے تو پھر منوہر کسی صورت بھی ان کی قیدی سے بچ کر
نکل سکتا لیکن اس کے باوجود سب ادارے انتہائی ہوشیار رہیں گے اور
جب یہ لوگ ہلاک ہوں تو مجھے رپورٹ دی جائے گی۔ ”مینگ برخواست“
..... صدر نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ
کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی باقی افراد بھی احتراماً کھڑے ہو گئے۔ صدر
کارٹر جیرونی دروازے کی طرف ہو گیا اور چیف کا مندر سمیت باقی افراد بھی
مذہبات انداز میں ان کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

سلسلہ شروع کر بیٹھے ہیں اور ”..... اس بار دوسری طرف سے انتہائی
ناخوشگوار لہجے میں جواب دیا گیا۔

”کہاں ہیں پاکیشیائی جھنڈ کیسے حالات۔ تفصیل بتاؤ اور ”.....
مین نے تیر لکھ میں کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک جھنڈ ہیں۔ میرے سارے گھیرے توڑ کر نکل
گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھی اغوا کر لیا تھا لیکن میں ان کی قیدی سے نکل آیا
ہوں جلد ہی میں ان کا خاتمہ کر دوں گا اور ”..... منوہر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی ہیں اور ”..... مین نے پوچھا۔

”سات آدمی تھے۔ کافرستانی فوج کی ایک بڑی جہاز کے انہوں نے
وہاں سے یوٹھیا حاصل کی تھیں پھر پہلی کارٹر سے راہ دہی آئے گئے۔
رہتے ہیں ان کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ بہر حال یہ لمبی کہانی ہے۔ مختصر یہ کہ
انہوں نے میرے ساتھی ماترم کو ہلاک کر دیا اور مجھے اغوا کر لیا۔ مجھے ہوش
آیا تو میں ان کے درمیان ایک غار میں قیدی تھا۔ وہ مجھ سے بلیک ہاؤنڈز کے
ہینڈ کو اڑا کر حمل وقوع اور دوسری تفصیلات معلوم کرنا چاہتے تھے۔
انہوں نے مجھ پر تشدد بھی کیا لیکن پھر مجھے موقع مل گیا اور میں ان کی
گرفت سے نکل آیا۔ اور وہ فرار ہو گئے ویسے ان کا ایک آدمی میرے ہاتھوں
مرا گیا ہے اس لئے اب ان کی تعداد چھ ہے اور ”..... دوسری طرف
سے کہا گیا۔

”ہمیں ہینڈ کو اڑا کر کال کرنا چاہئے تھی تاکہ میں دوسرے سیکشن کو

دیں۔ پہلے تو وہ حیرت سے اور دوسرے دیکھتا رہا پھر اچھل کر بیٹھ گیا۔
 چہارا نام منوہر ہے اور تم بلیک پاؤنڈز کے سیکشن فور کے چیف ہو۔
 عمران نے سر دلچے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "ہاں" منوہر نے جواب دیا اور اس بار وہ اچھل کر کودا ہو گیا
 لیکن عمران نے اس کے اس طرح اچھل کر کودے ہونے پر کوئی اعتراض نہ
 کیا تھا اس لئے باقی ساقھی بھی خاموشی سے کھڑے رہے لیکن تولنے عمران
 کے ان سب کے ہاتھوں میں مشین پستل موجود تھے۔
 • بلیک پاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ.....
 عمران نے سر دلچے میں پوچھا۔

• مجھے نہیں معلوم" منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران
 اس کی بات سن کر بے اختیار ہونک پڑا۔ کیونکہ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ
 جاکر رہا ہے۔
 • تم اس کے ایک سیکشن کے انچارج ہو اور جہیں نہیں معلوم"
 عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے سر دلچے میں کہا۔
 "چیف نے اسے خفیہ رکھا ہوا ہے۔ ہمارے پیادوں سیکشنز کے علیحدہ
 علیحدہ اپنے اپنے ہیڈ کوارٹرز ہیں" منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا
 اور عمران نے عجبت میں سر ہلا دیا۔

• اپنے اور باقی ٹین سیکشنز کے ہیڈ کوارٹرز کا محل وقوع بتا دو"
 عمران نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کی بات ختم ہوتی منوہر نے
 ہلکت کسی جھوٹے عتاب کی طرح چمٹا لگا لی۔ وہ عمران اور حضور کے

ایلی کاہن کے پڑل ٹینک خالی کر کے عمران کے ساتھیوں نے مل کر
 اسے نیچے عمیق گہرائی میں دھکیل دیا اور ایلی کاہن کے نیچے گہرائی تک پہنچنے
 پہنچنے پر اڑے اڑ گئے۔ منوہر کو اس دوران صد تجویزوں میں لے گیا تھا اور وہ
 خود میں تھا۔ ایلی کاہن کو دھکیلنے کے بعد عمران بھی باقی ساتھیوں کے
 ساتھ اس غار کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے اعظم نے تلاش کیا تھا۔ جھجھکوں بعد
 وہ اس کشادہ غار میں پہنچ چکے تھے یہ اس جگہ سے کافی دور تھی جہاں انہوں
 نے ایلی کاہن کو جبا کیا تھا۔ منوہر غار میں بے ہوش پڑا ہوا تھا۔
 "اسے ہوش میں لے آؤ صدیقی" عمران نے کہا اور صدیقی نے
 جھٹک کر اس کے ہجرے پر قبضہ کر کے شروع کر دیے۔ ساتویں دور وار قبضہ
 کے بعد منوہر کو ہوش آیا اور عمران سمجھ گیا کہ منوہر طاقت ور اخصاب
 اور قوت مدافعت کا مالک ہے۔ منوہر نے کرہنتے ہوئے آنکھیں کھولیں

موت کا باعث بن گیا ہے۔..... عمران نے ہونٹ چھینٹتے ہوئے کہا اور منوہر کی طرف بڑھا جو پہلو کے بل ساکت رہا ہوا تھا۔

”یہ بھی مر چکا ہے۔ دیوار سے ضرب کی وجہ سے اس کا شاید دل بند ہو گیا ہے۔ یہ شاید دل کے کسی خاص مرض میں مبتلا تھا جس سے اس قدر جوش لگنے سے دل بند ہو جاتا ہے۔..... عمران نے اسے ہنسی کرتے ہوئے کہا اور ان سب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ان دونوں کی موت ہمارے لئے بہتر ثابت نہیں ہوئی۔ لیکن..... صدف نے کہا لیکن فقرہ اور دھواں چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔

”جہاڑی بات درست ہے..... اعظم اب مکمل طور پر ہمارا ساتھ دے رہا تھا۔ اس سے ہمیں چھیننے کے لئے مناسب اڈے مل سکتے تھے۔ منوہر سے کم از کم اس کے ہیڈ کوارٹر کا ہی علم ہو جاتا۔ بہر حال اتفاقات تو ہوتے رہتے ہیں۔ اب حقیر کو یہ تو معلوم نہ تھا کہ یہ کسی خاص مرض میں مبتلا ہے۔..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”گناہ تو یہ کافی سخت جان تھا..... حقیر نے ہونٹ جھباتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اب اس کی گلاشی لو..... ہو سکتا ہے جو کچھ ہم اس سے معلوم کرنا چاہتے تھے وہ اب بھی ہمیں مل جائے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور حقیر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا جسے لکھن جو جب وہ منوہر کی گلاشی لے کر واپس مڑا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ اور ایک جھوٹا سا باکس تھا۔ جس کی ساخت سگریٹ کیسی جیسی تھی۔ عمران نے کارڈ دیکھا۔ اس پر

دو میان موجود تھا کو کراس کر کے غار کے دہانے سے باہر جانا چاہتا تھا لیکن دوسرے لگے وہ بری طرح جھٹکا ہوا واپس پلٹ کر دیوار سے جا ٹکرایا لیکن دوسرے لگے جیسے بجلی چمکتی ہے۔ وہ ایک بار پھر گلا بازی کھاتا ہوا گونے میں کھڑے اعظم سے ٹکرایا اور پھر اعظم سے ٹکرا کر وہ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اعظم اس کے پسینے سے لگا کھڑا تھا۔

”میں اسے مار ڈالوں گا سب اپنا اسلحہ بھیجک دیں۔..... منوہر نے تیز لگے میں کہا۔ اعظم کی گردن کے گرد اس کے بازو کا حلقہ موجود تھا جب کہ دوسرا بازو اس نے اعظم کے پیٹ کے گرد رکھا ہوا تھا اور اعظم کا چہرہ گردن پر ہڈی کی وجہ سے بری طرح جکڑ سا گیا تھا۔

”مار ڈالو یہ ہمارا ساتھی نہیں ہے۔..... عمران نے سروٹکے میں کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا اپنا ہینک صدیقی جو اس سے سب سے قریب تھا برقی کی طرح اچھلا اور اس کے ساتھ ہی منوہر اور اعظم دونوں اچھل کر پہلو کے بل گرے اور اس کے ساتھ ہی حقیر نے آگے بڑھ کر اسے گردن سے پکڑا اور دوسرے لگے منوہر جھٹکا ہوا کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ غار کی ایک دیوار سے ٹکرایا اور پھر وہ سب سے نیچے گر اور چند لمحوں کے بعد ساکت ہو گیا۔

”اوہ اعظم تو مر چکا ہے ساس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔..... صدیقی نے سیدھا ہونے ہونے کہا۔ وہ منوہر کے ہٹ جانے پر اعظم کو اٹھنے میں مدد دینے کے لئے جھٹکا تھا۔

”جہاڑی اپنا ہینک جھٹکانے کی وجہ سے منوہر کے بازو کا جھٹکا اس کی

..... عمران نے ہستی کے اندر دیکھتے ہی کہا۔

"لیکن عمران صاحب ہمارے جسموں پر موجود فوجی یونیفارمز بعد میں ہماری شناخت بھی بن سکتی ہیں۔ بہر حال چیکنگ تو ضرور ہوگی".....
صغور نے کہا۔

"ہاں..... اب یونیفارمز انار وینی پہنائیں..... یہ تو اچھا ہے کہ ہم سب نے اپنے لباسوں کے اوپر جی یونیفارمز پہنی ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارے لباس سیاہ رنگ کے ہیں یہ بھی شناخت بن سکتے ہیں۔ بہر حال اس یونیفارم سے یہ لباس زیادہ بہتر ہے گا۔ اب اگر یہ لباس بھی انار لیا گیا تو پھر شناخت اور زیادہ بخت ہو جائے گی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اور عمران سمیت سب نے تیزی سے یونیفارمز انار کی شروع کر دیں۔

"انہیں..... کسی ایسی جگہ چھپا دیا جہاں سے یہ کسی کے ہاتھ نہ لگ سکیں"..... عمران نے یونیفارم انار کر اس کی جیبوں میں موجود سامان اپنے لباس میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔

"میں جہاز سے ساتھ چلوں"..... حور نے کہا۔

"نہیں تم سب ہمیں رکو۔ میں اکیلا ہونے کی وجہ سے شاید کسی کی نظروں میں آئے بغیر اس رحمت علی تک پہنچ جاؤں"..... عمران نے کہا اور پھر یونیفارم اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک کر وہ الوداعی انداز میں ہاتھ ہلاتا ہوا تیزی سے ہستی کی طرف بڑھنے لگا۔ ہستی کافی چھوٹی سی تھی۔ صرف تین بیس بجس گزر گئے جو اوپر اوپر پہاڑی ڈھلوانوں پر بکھرے ہوئے

منوہر اور انپارچ سیکشن فور کے الفاظ درج تھے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ پھر اس نے اس باکس کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن وہ چاروں طرف سے بند تھا۔ عمران نے اس کے مختلف پہلو کو دہانا شروع کر دیا لیکن وہ کھلا نہیں۔

"ہو سکتا ہے یہ کسی خاص قسم کا بم یا فلی دیو ٹرانسمیٹر ہو"..... صغور نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"جلو اب جہاں سے نکلیں۔ دود کسی بھی وقت ایئر چیک ہو سکتی ہے"..... عمران نے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے غار سے باہر آ گئے۔ عمران نے سب کے باہر آ جانے پر غار کے دہانے پر کھڑے ہو کر پوری قوت سے باکس غار کی اندرونی دیوار سے مار دیا، لیکن کوئی دھماکہ نہ ہوا البتہ اس باکس کے دیوار سے ٹکرانے اور پھر گرنے کی آواز ضرور سنائی دی۔

"یہ تو بہر حال نہیں پھٹتا، لیکن جو کچھ بھی اس کے اندر ہو گا وہ اب یقیناً ٹوٹ بھوٹ چکا ہوگا"..... عمران نے مڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

"ہمیں اب مغرب کی طرف چلنا ہے۔ اس ہستی پاؤں کی طرف۔ اس رحمت علی کی ٹپ ہمارے پاس ہے"..... عمران نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلادئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے تک چلنے کے بعد انہیں دود سے ہستی کے آثار نظر آنے لگ گئے۔

"میں اکیلا جاؤں گا۔ تم سب ہمیں رک جاؤ اور کوئی اوٹ لے لو"

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”واقعی میں پہلی بار یہاں آیا ہوں اور اچھا ہوا کہ تم سے ملاقات ہو گئی۔ تم ایسا کرو کہ اپنے بابا کو یہاں بلاؤ۔ اسے کہنا کہ میرا تعلق مجاہدین کے ایک گروپ سے ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مجاہدین سے..... اودہ مگر.....“ صابرہ نے مجاہدین کا لفظ سنتے ہی اجنبی پریشانی سے اودہ اور دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم پریشان کیوں ہو گئی ہو.....“ عمران نے پوچھا۔

”یہاں حکومت کے کئی غیر ہیں۔ اگر انہوں نے قہیں دیکھ لیا تو نہ

صرف تم بلکہ میں اور بابا سب مارے جائیں گے۔ تم ایسا کرو کہ اس

ساتھ والی غار میں چھپ جاؤ میں بابا کو یہاں لے آتی ہوں، لیکن اگر جہارا

تعلق واقعی مجاہدین سے ہے تو کوئی خاص نفعانی بناؤ.....“ صابرہ نے کہا۔

”تم اپنے بابا سے کہہ دینا کہ مجھے اعظم نے بھیجا ہے جو درہ و سام کے

راستے مجاہدین کو اودہ اور پہنچانے کا کام کرتا ہے.....“ عمران نے کہا اور

صابرہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پیرودوٹی ہوئی ہستی کی طرف بڑھ گئی۔

عمران مسکراتا ہوا ایک طرف موجود اونچی چھاڑی کی اوٹ میں بیٹھ گیا۔

اس نے غار میں جا کر چھپنے کو پسند نہ کیا تھا، کیونکہ اس طرح وہ ماحول سے

گٹ جاتا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے دور سے ایک اوجیز مرد آدمی کو صابرہ کے ساتھ

ہستی سے نکل کر اودہ آتے ہوئے دیکھا اور عمران سمجھ گیا کہ یہی رحمت علی

ہوگا۔

تھے۔ ابھی عمران ہستی کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک اس نے ایک طرف ایک نوجوان مشکباری لڑکی کو کھڑے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی تھی۔ اس کا لباس مقامی تھا لیکن مشکباری ہونے کی وجہ سے اس کا حسن و جمال مثالی تھا۔ اور پھر عمران نے اودہ اور حیرتی ہوئیں کئی بھلائی بھیریں بھی دیکھ لیں۔ اودہ دیکھ گیا کہ یہ لڑکی ان بھیروں کو یہاں چرا رہی ہے۔ عمران آہستہ آہستہ اس لڑکی کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی کے چہرے پر بے گت خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ وہ کسی سبکی ہوئی ہرئی کی طرح نظر آنے لگی۔

”گھبراؤ نہیں میں دشمن نہیں ہوں دوست ہوں.....“ عمران نے اس کے قریب جا کر نرم لہجے میں کہا۔

”تم..... تم مشکباری تو نہیں ہو..... کون ہو.....“ لڑکی نے کہے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں بہت دور سے آیا ہوں اور مجھے رحمت علی سے ملنا ہے۔ کیا تم مجھے

بلاؤ گی کہ اس کا گھر کون سا ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اودہ تم بابا سے ملنے آئے ہو۔ مگر.....“ لڑکی نے چونک کر کہا اور

عمران بھی اس کے منہ سے بابا کا لفظ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”تم رحمت علی کی بیٹی ہو.....“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں

پوچھا۔

”ہاں میں رحمت علی کی اکتوتی بیٹی ہوں، اور میرا نام صابرہ ہے۔ مگر تم

کون ہو۔ میں نے آج سے پہلے کبھی تمہیں نہیں دیکھا.....“ صابرہ نے

نہ تھا۔ لیکن راستے میں بلیک ہاؤنڈز کے سینکڑوں فور کے انچارج منوہر
نے ہمارا انکر اڑا ہوا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے قصور طور پر سہاں
کی بچی بلیک کے حالات بتا دیئے۔

۱۰۔ اعظم اور منوہر کی لاش خار میں پڑی ہوئی ہے اور منوہر کا کارڈ میری
پس میں ہے۔ اگر تم بڑے لکھے ہو تو اس کا رڈ کو پڑھ سکتے ہو۔ پتا تو
اب اس خار تک بھی لے پایا جاسکتا ہے۔ اعظم نے ہمیں بتایا تھا کہ
ہمارا مجاہدین سے تعلق ہے اور تم ہمارے کام آسکتے ہو۔۔۔۔۔ عمران نے

تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہے، لیکن تم اب چلتے
پاؤ۔ یہ تو چھوٹی سی بستی ہے۔ سہاں تو میں تم لوگوں کو نہیں رکھ سکتا
مگر پھر سہاں حکومت کے خیر بھی ہیں۔ اس طرح تو میں اور میری بیٹی بھی
اے جانیں گے۔۔۔۔۔ رحمت علی نے کہا۔

۱۱۔ ہم سہاں خود بھی نہیں رہنا چاہتے کیونکہ ہم ایک بڑے مقصد کے
لئے یہاں آئے ہیں، لیکن ہمارے ساتھ مسند یہ ہے کہ روشن مرچا ہے اور
ہمارے پاس مجاہدین سے براہ راست رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں رہا۔ بلیک
ہاؤنڈز کا بیٹے کو ارثر راہولی میں ہے اور ہم اس بیٹے کو ارثر کو تباہ کرنا چاہتے
ہیں۔ تم صرف اسکا کردہ راہولی میں کسی ایسے آدمی کا پتہ بتا دو کہ جس
کے ذریعے ہم مجاہدین سے رابطہ کر سکیں اور دوسری بات یہ کہ تقیہ اجمی

۱۲۔ طرف فوجی پھیل کر ہمیں تلاش کرنا شروع کر دیں گے اور ویسے بھی
انچارج کی طرح راہولی میں داخل ہو نکلے آپ کو مشکوک کرنا ہے اس

کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔ قریب آکر رحمت علی نے صابرو سے مخاطب ہو
کر کہا۔

۱۳۔ میں نے اسے اور خار میں چھپنے کے لئے کہا تھا۔۔۔۔۔ صابرو نے
جواب دیا۔ اس لئے عمران مجاڑی کی اوٹ سے نکل کر کھڑا ہو گیا۔

۱۴۔ میں سہاں ہوں رحمت علی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رحمت علی ہوں
لے اسے خود سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کی طرف بڑھا۔

۱۵۔ تم نے اعظم کا حال دیا ہے۔ مگر اعظم کا تو کوئی تعلق مجاہدین سے
نہیں ہے وہ تو سنگر ہے اور دوسرے میرا رشتہ دار بھی ہے۔۔۔۔۔ رحمت

علی نے ہوسٹ جیتے ہوئے کہا۔
۱۶۔ کوئی ایسی جگہ ہے جہاں میں جینے کر تفصیل سے بات کر سکیں

۱۷۔ عمران نے کہا۔
۱۸۔ اور کسی خار میں بیٹھ جاؤ۔ میں قہیں فی الحال بستی میں نہیں لے با

سکتا۔۔۔۔۔ رحمت علی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
۱۹۔ تم اسی طرح ٹھہروں پراقتی رہو بیٹی۔ اگر کوئی اور آئے تو بھروسہ

۲۰۔ آواز میں ہمیں اطلاع کرو۔۔۔۔۔ رحمت علی نے صابرو سے کہا اور صابرو
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ رحمت علی عمران کو ساتھ لئے ایک طرف خار

۲۱۔ میں آگیا۔
۲۲۔ رحمت علی میں پاکیشیائی ہوں اور میرا نام علی عمران ہے سہاں سے

۲۳۔ کچھ دور میرے پانچ ساتھی بھی موجود ہیں۔ ہم پاکیشیا سے سہاں بلیک
ہاؤنڈز کا حاتمہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہاؤنڈز اگر وہاں کا روشن ہمارے

کہا اور عمران اور اس کے ساتھی ایک غار کی طرف بڑھ گئے تب کہ
 لئے تم ہمیں راہولی میں داخل ہونے کا کوئی راستہ بتا دو جس سے ہم
 کی نظروں میں آئے بغیر راہولی میں داخل ہو سکیں۔..... عمران غار سے باہری وک گیا۔
 ہوئے لہجے میں کہا۔

”راہولی میں میرا بھتیجا آصف رہتا ہے۔ اس کا کپڑے کا کاروبار ہے۔
 وہ راہولی میں کپڑے کا سب سے بڑا تاجر ہے۔ اس کا مکان بھی راہولی میں ہے۔ میں تمہاری
 کے ایک کنارے پر ہے اس کے پاس فون بھی ہے۔ میں تمہاری

کر سکتا ہوں کہ جسیں آصف تک پہنچا دوں۔ اس کے بعد اگر تم نے تمہارے
 کو مطمئن کر دیا تو یہ تمہارا کام کر سکتا ہے۔..... رحمت علی نے کہا۔
 - ٹھیک ہے۔..... یہ تمہاری طرف سے ہمارے ساتھ بہت
 ہوگا۔..... عمران نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم اپنے ساتھیوں کو بلا کر ہستی کے عقبی طرف پہنچ جاؤ۔ یہ
 موجود ہوں گا۔..... رحمت علی نے کہا اور عمران سر ملاتا ہوا
 سے نکل کر ادھر کو روانہ ہو گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔
 در بعد وہ ایک لبا چکر کلاٹ کر ہستی کے عقبی سمت پہنچ گئے۔
 واقعی وہاں موجود تھا جہاں اس نے چادر اوڑھ رکھی تھی اور منہ کو
 چادر میں آویسے سے زیادہ چھپایا ہوا تھا۔

”آؤ جلدی۔ کوئی دیکھ نہ لے۔..... رحمت علی نے کہا اور
 ایک گھنٹے تک پہاڑیوں کے اندر گھومتے ہوئے وہ راہولی شہر کے
 پہنچ گئے لیکن شہر کی عمارتیں کافی دور تھیں۔
 ”آپ لوگ یہاں رکھیں میں آصف کو لے کر آتا ہوں۔.....

”او۔۔۔ کے۔۔۔ آئیں میرے ساتھ میں آپ کی بات فون پر کرادیتا

ہوں۔۔۔ آصف نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔

”بیٹا۔۔۔ مجھے یہ لوگ بچے لگتے ہیں اس لئے تم ان کی پوری طرح مدد

کرو۔۔۔ رحمت علی نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں۔ بچا۔ میں ان کی مدد کروں گا۔ آپ واپس جائیں۔

کہیں بستی میں آپ کی اپانک غیر جانری سے کوئی آپ کی طرف سے

مشکوک نہ ہو جائے۔۔۔ آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور رحمت

علی نے اذیت میں سر ہلا دیا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے

صاف کر کے واپس بستی کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمران نے خصوصی طور پر

اس کا شکریہ ادا کیا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے ہی آصف نے ملاقات ممکن ہو

سکی تھی۔ اور پھر وہ آصف کی گاڑی میں شہر کی طرف روانہ ہو گئے غلط

جائزہ راستوں سے گزرتے ہوئے وہ شہر کے نزدیک ہوتے چلے گئے لیکن

راہی تک انہیں کوئی آدمی راستے میں نظر نہ آیا تھا۔

”شہر کافی نزدیک آگیا ہے لیکن اس طرف کوئی آدمی ہی نظر نہیں آ رہا۔“

..... عمران نے آصف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہاں کے حالات ایسے ہیں کہ اب لوگ سوائے اشد ضروری کام کے

گھروں سے نکلنے ہی نہیں، اور دوسری بات یہ کہ میں آپ کو ایسے راستے

سے لے جا رہا ہوں جو عام گزرگاہ نہیں ہے۔ دراصل میں نہیں چاہتا کہ

کوئی آدمی آپ کو میرے ساتھ دیکھ لے۔ آپ کے لباس خصوص قسم کے

تھوڑی دیر بعد ایک بھان کی اوٹ سے رحمت علی ایک نوجوان کے

نمودار ہوا اور ان کی طرف بڑھنے لگا۔ نوجوان بڑی تیز نظروں سے عمران

اس کے ساتھیوں کا جائزہ لیتا ہوا آئے آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دروازے

قرب پہنچ گئے۔ رحمت علی نے آصف کا تعارف کرایا جب کہ عمران نے

اپنا اور اپنے ساتھیوں کا۔

”مجھے بچار رحمت علی نے آپ کے متعلق بتایا ہے اور ان کے مجبور کر

پر میں یہاں تک آ تو گیا ہوں لیکن میں سذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کی

کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ ورنہ کافرستانی فوج میری جان تو کیا میرے

خاندان کو گولیوں سے پھینکی کر کے رکھ دے گی۔۔۔ آصف نے اپنا

مجھے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”ظاہر ہے۔۔۔ اجنبیوں کے ساتھ تم یہی بات کر سکتے ہو، لیکن ہم تم سے

صرف ایک فون کرنے کا تعاون طلب کریں تو کیا تم اس سے بھی انکار

دو گے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فون۔۔۔ کہاں کرنا ہے۔۔۔ آصف نے چونک کر پوچھا۔

”دکام میں ادوں کا ایک نامبر ہے یعقوب۔ اسے فون کرنا ہے۔“

..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یعقوب اڑہ وہ آپ کا کبھی واقف ہے۔۔۔ آصف نے بری طرح

چونک کر پوچھا۔

”براہ راست واقف نہیں ہے۔ ایک حوالے سے بات کرنی ہے۔

سے۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

ہیں۔ اور ایسا لباس دیکھتے ہی کافرستانی فوجیوں نے بغیر کچھ پوچھے ہی فائر کھول دینا ہے۔..... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اجابت میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پہاڑی ڈھلوان پر پہنچے ہوئے ایک بڑے سے حویلی نما مکان میں پہنچ گئے۔ مکان کافی بڑا تھا اور وہاں چار پانچ ملازم بھی انہیں نظر آئے تھے، لیکن ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نہ تھے۔ ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو کر آصف نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر دروازہ بند کر کے اس نے دیوار میں لگی ہوئی ایک الماری کھولی اور اس کے نیچے خانے کے اندر ایک اور خفیہ خانہ کھول کر اس نے ایک کارڈ لیس فون نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

”یہ خصوصی فون ہے۔ اس پر ہونے والی بات رجسٹر نہیں ہو سکتی۔ آپ اطمینان سے اور کھل کر بات کر سکتے ہیں۔..... آصف نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس خصوصی فون کی موجودگی ہی بتا رہی تھی کہ آصف کا تعلق بھی مجاہدین کے کسی خفیہ گروپ سے ہے۔ درجہ عام تاجر ایسے فون اپنے پاس نہیں رکھ سکتے۔ لیکن عمران بھی جانتا تھا کہ جب تک آصف کو ان کے متعلق پوری طرح اطمینان نہ ہو جائے وہ اپنی شناخت ظاہر نہیں کر سکتا۔ عمران نے فون پیسے اٹھا کر اس پر موجود مختلف نمبر برسی کرنے شروع کر دیئے۔

”ناسری کارپوریشن..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”یعقوب صاحب سے بات کر انہیں..... عمران نے جواب دیا۔
”ہو لڑ کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”یعقوب بول رہا ہوں۔ کون صاحب بات کر رہے ہیں۔..... ہونے والے کا لہجہ عام کاروباری سا تھا۔
”میرا نام علی عمران ہے۔ حوالے کے لئے ناظران..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ۔ آپ۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔..... دوسری طرف سے جوگے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔
”راہولی سے۔ ہمیں فوری طور پر یہاں کے لئے کوئی فب دو۔.....

عمران نے کہا۔
”راہولی میں آصف حسین کا پوچھ لیں۔ وہ کہیں کا تاجر ہے۔ راہولی کا مشہور آدمی ہے۔ اسے پی۔ سی۔ پی کا حوالہ دے کر کہیں کہ وہ فوری طور پر مجھ سے بات کرے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں آصف کے خصوصی فون سے ہی بات کر رہا ہوں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون پیسے ساتھ بیٹھے ہوئے آصف کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیلو میں آصف بول رہا ہوں۔..... آصف نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”آصف علی عمران صاحب اکیلے ہیں یا ان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی ہیں۔..... یعقوب نے پوچھا۔

پانچ دیگر ساتھی بھی ہیں۔ مگر..... آصف نے کہا۔

”مسٹر آصف..... عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا تعلق پاکیشیا سکیورٹ سروس سے ہے اور پاکیشیا سکیورٹ سروس دنیا کی سب سے خطرناک تنظیم سمجھی جاتی ہے۔ پاکیشیا سکیورٹ سروس نے ہماری درخواست پر خصوصی طور پر بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے کے لئے کام کرنے کی حالی بھی ہے..... جنہیں معطوم ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کی سرگرمیاں۔ تحریک کے خلاف کس قدر سوشل ہو جاتی ہیں اور ہم انہیں روک نہیں پارہے۔ اگر بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ نہ کیا گیا تو پھر تحریک کا خاتمہ یقینی ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پاکیشیا سکیورٹ سروس بلیک ہاؤنڈز کے خلاف کام کرنے پر رضا مند ہو گئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ یقینی ہے۔ گروپ کی باقی کمان نے فیصلہ کیا ہے کہ گروپ کا ہر فرد ہر لحاظ سے ان کی امداد کرے گا۔ میرا خیال تھا کہ یہ لوگ براہ راست وگام نہیں گئے، لیکن یہ رازبوی پہنچے ہیں تو یہ اب جہادی ازم واری ہے کہ تم ان کی ہر طرح سے مدد کرو تاکہ بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ ہو سکے..... بیخوب نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب آپ فکر نہ کریں یہ اب میرا فرض بن چکا ہے۔“..... آصف نے کہا اور رابطہ ختم کر کے اس نے فون واپس میز پر رکھ دیا۔

”میں معذرت خواہ بتا رہا تھا کہ میں نے پہلے آپ کو انکار کیا۔ دراصل جہاں کے حالات.....“ آصف نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے معطوم ہے آصف اور ان حالات میں جہاد رازبوی ہی ہونا چاہیے تھا، لیکن تم فکر نہ کرو ہم جس ان حالات کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ تم صرف اس کا کہہ رہے ہو کہ ہمیں کوئی ایسا اڈہ دے دو جہاں ہم رہ سکیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں مقامی لباس کی بھی ضرورت ہے اور انہیے کاغذات بھی جن سے ہماری مقامی شناخت ہو سکے۔ ہمیں چہ چلا ہے کہ جہاں رازبوی میں بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر ہے ہم نے اسے ٹریس کر کے ختم کرنا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو سب کچھ مل جائے گا۔ جہاں ہمارے گروپ کے اطلاعات کافی وسیع ہیں اور میں رازبوی کا انچارج ہوں۔ آدمی۔ لباس۔ اسلحہ۔ اڈے۔ سب کچھ مل جائے گا، لیکن ہیڈ کوارٹر والی بات غلط ہے۔ اگر جہاں ہیڈ کوارٹر ہوتا تو لازماً مجھے اطلاع مل جاتی۔ میری معلومات کے مطابق بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر دارالحکومت وگام میں ہے۔“..... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہاں سے پاس بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کوئی کیو ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں..... باوجود کوشش کے آج تک اس کا پتہ نہیں مل سکا۔ ورنہ تو ہم خود ان کا مقابلہ کر کے اس کو ختم کرنے کی کوشش کرتے۔ یہ لوگ بس اپنا کنبہ ہی کسی جگہ نمودار ہوتے ہیں اور پھر غائب ہو جاتے ہیں۔“..... آصف نے جواب دیا۔

”جہاں کا فرسٹائی فورس کی چھاننی یا اڈہ تو ہو گا۔“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں ایک کافی بڑی چھاؤنی ہے۔ میرے بظاہر کافرستانی فوج کے اعلیٰ افسران سے گہرے تعلقات ہیں، لیکن آج تک ان کے ذریعے بھی کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی۔ جس سے یہ چہ چلتا کہ ان کا کوئی تعلق بلجک یا قزاقوں سے ہے۔۔۔۔۔۔ آصف نے جواب دیا۔“

”میں کاسب سے بڑا فوجی افسر کون ہے“..... عمران نے پوچھا۔
 ”کر تل درگاہ رام..... بہت ہی سخت گیر۔ ظالم اور سفاک آدمی ہے
 اسے یہاں خونی بھیڑیے کے نام سے جانا جاتا ہے“..... آصف نے جواب
 دیا۔

وہ مجھ کوئی کے اندر رہتا ہے یا علیحدہ کسی جگہ رہتا ہے..... عمران نے پوچھا۔

مجاہدانی کے اندر رہتا ہے اور سوائے اپنے خاص ماحسوس کے اور کسی سے متاجبی نہیں۔ حالانکہ میری کئی-کئی افسران سے سلام دعا ہے لیکن ترجیح تک کر کل درگزارم سے میری کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔..... آصف حسین نے جواب دیا۔

”کیا تم ہمارے لئے کافرستانی فوجیوں کی قیام رز کا انتظام کر سکتے ہو۔“
عمران نے پوچھا

”ہاں یہ کام تو انتہائی آسانی سے ہو سکتا ہے“..... آصف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”لوہے کے..... تم اڈے۔ فوق جیپ اور اسلحہ کا انتظام کرو۔ پھر اس دورگاہ سے ہم خود ہی طاقت کر لیں گے۔“..... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

”میں سب سے پہلے آپ کے لئے کھانے کا انتظام کرنا ہوں۔ اس کے بعد جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہوگا۔“..... آصف نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر اٹھوا

نے اسے اٹھا کر لپٹے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اس کے ایک کنارے پر ایک
خصوص جگہ رکھا تو سینی کی آواز لفظی بند ہو گئی..... اس کی جگہ ایک
بھاری آواز سنائی دی

- ایلو ایلو..... چیف آف بلیک ہاؤسڈز کا ٹنگ اودور..... بولنے
والے کا بچہ خاصا سخت تھا۔
- میں سیکشن فور چیف انٹرننگ اودور..... منوہر نے ہونٹ بچھینے
ہوئے جواب دیا۔

- جہار نام کیا ہے اودور..... دوسری طرف سے پوچھا گیا اور منوہر یہ
جیب و خرب سوال سن کر بے اختیار چونک پڑا اس کے تصور میں نجی نہ
تھا کہ چیف اس سے ایسا سوال پوچھے گا۔
- منوہر..... جناب آپ جانتے تو ہیں اودور..... منوہر نے حیرت بھرے
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

- جہارے والد کا نام کیا ہے اودور..... دوسری طرف سے پوچھا گیا
اور منوہر کے چہرے پر بے نیگت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔
- جناب آخر بات کیا ہو گئی ہے کہ آپ نے باقاعدہ حسب نسب پوچھنا
شروع کر دیا ہے اودور..... منوہر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

- والد کا نام بہاؤ منوہر اودور..... چیف کا بچہ انتہائی سخت تھا۔
- سو رہی پہلے آپ وضاحت کریں کہ آپ یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے
ہیں اودور..... منوہر نے دانت پیسنے کے سے انداز میں کہا۔
- ایسا شاشت کے لئے پوچھا جا رہا ہے۔ یہ انتہائی ضروری ہے اودور۔

منوہر کی آنکھیں کھلیں تو جھلے تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا
سانس اس کے سینے میں انگ رہا ہو اور اسے سینے میں شدید ترین تکلیف
محسوس ہو رہی تھی لیکن جلد ہی اس کا سانس بحال ہو گیا اور دوسرے کئی
وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیچہ گیا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ یہ
وہی غار تھی جہاں اس کا لکڑا پا کیشیانی وہیمینوں سے ہوا تھا لیکن اس وقت
غار خالی تھی۔ البتہ غار کے دبائے کے قریب ایک کونے میں ان لوگوں
کے ایک ساتھی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیزی
سے اس لاش کی طرف بڑھنے لگا ہی تھا کہ اسے اندرونی کونے سے تیز سینی
آواز سنائی دی اور وہ بری طرح چونک کر اس کونے کی طرف مڑا اور
دوسرے کئی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ اس کا
سینٹل ٹرانسمیز غار کے کونے میں دیوار کے ساتھ زمیں پر پڑا ہوا تھا۔ اور
سینی کی آواز اس سے نکل رہی تھی وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس

دوسری طرف سے تیز لگے میں کہا گیا۔

”میرے والد کا نام کرشن رام تھا اور..... منوہر نے جواب دیا۔
”گٹھ..... اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی منوہر ہو۔ لیکن اب تم اپنا
سابقہ ملزئی کو ڈھتاؤ اور.....“ چیف نے کہا۔

”آپ اب زیادتی کر رہے ہیں جناب۔ میں یہاں انتہائی خطرناک
حالات میں الجھا ہوا ہوں پاکیشیائی بمبھٹوں کے ساتھ اور آپ انٹرویو کا
سلسلہ شروع کر بیٹھے ہیں اور.....“ منوہر نے ایک بار پھر نافوغنوار
لہجے میں کہا اسے حقیقت اس وقت چیف پر غصہ آ رہا تھا۔

”کہاں ہیں پاکیشیائی بمبھٹ۔“ گھیسے حالات تفصیل بتاؤ اور.....
دوسری طرف سے چیف نے کہا۔

”یہ انتہائی خطرناک بمبھٹ ہیں۔ میرے سارے گھیرے توڑ کر نکل
گئے ہیں انہوں نے مجھے بھی اغوا کر لیا تھا لیکن میں ان کی قید سے نکل آیا
ہوں اب میں بظاہر ہی ان کا خاتمہ کر دوں گا اور.....“ منوہر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”کتنے آدمی ہیں یہ اور.....“ چیف نے پوچھا۔

”سات آدمی تھے۔“ کافرستانی فوج کی ایک چوکی تباہ کر کے انہوں نے
یہاں سے یہ میٹارمز حاصل کی تھیں پھر ایل کاپز سے راہبلی آئے گئے۔ راستے
میں ان کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ بہر حال یہ لمبی کہانی ہے مختصر یہ کہ انہوں
نے میرے ساتھی ماترم کو ہلاک کر کے مجھے اغوا کر لیا مجھے ہوش آیا تو میں
ان کے درمیان ایک خار میں موجود تھا۔ وہ مجھ سے بلیک ہاؤنڈز کے

ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع اور دوسری تفصیلات معلوم کرنا چاہتے تھے۔
انہوں نے مجھ پر تشدد بھی کیا لیکن بھر مجھے موقع مل گیا اور میں ان کی
گرفت سے نکل آیا اور وہ فرار ہو گئے۔ ویسے ان کا ایک آدمی میرے ہاتھوں
بارا گیا..... ہے اب ان کی تعداد اچھے ہے اور.....“ منوہر نے مختصر سے
واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

”جہیں ہیڈ کوارٹر کال کرنی چاہیے تھی۔ میں دوسرے سیکشن کو جہادی
اداء کے لئے بھیج دیتا۔“ جہیں فوج کی مدد حاصل کرنی چاہیے تھی اور.....
”چیف نے تیز لگے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں سیکشن فور اب اسٹا بھی گیا گورا نہیں ہے ان کا
خاتمہ میرے ہاتھوں ہی ہو گا ویسے وہ فوجی یو میٹارمز میں ہیں۔ اس لئے فوج
کے آگے ہی وہ ان میں مل سکتے ہیں اور پھر ان کی تلاش ناممکن ہو جائے گی
اور.....“ منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔“ کے ہر قیمت پر ان کا خاتمہ ہونا چاہیے ہر قیمت پر مجھے اور.....
”چیف نے کہا۔

”لیکن سر اور.....“ منوہر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اور ایجنٹ
آل کی آواز کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی اور منوہر نے یہ منگڑٹ کھینکنا
بکسٹل ٹرانسمیٹر جیب میں رکھا اور خار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ خار
سے باہر نکل کر اس نے ادھر ادھر دیکھا مگر ہر طرف خاموشی تھی۔ وہ غور
سے اس علاقے کو دیکھ رہا تھا تاکہ یہ معلوم کر سکے کہ وہ اس وقت کہاں
موجود ہے لیکن کچھ دریاں کھڑے رہنے کے باوجود جب اس کے ذہن میں

کا چہرہ زرد ہو گیا۔

آپ..... آپ بے شک جا کر بستی میں پوچھ لیں۔ بے شک ایک گھر کی تلاش لے لیں۔ میں درست کہہ رہی ہوں اور کوئی فوجی نہیں..... لڑکی نے خوف سے لرزے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سیر میرے ساتھ بستی میں..... منوہر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب میری بھینس..... لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لعنت مجھے بھینسوں پر..... میرے ساتھ چلو.....“ منوہر نے اور

اور سخت لہجے میں کہا اور لڑکی ہونٹ جھینچنے لگی بستی کی طرف چل پڑی۔ بستی

تقریباً پچھتے ہی دو تین بوڑھے مشکبازی باہر آگئے۔ ان کے چہروں پر

رت تھی۔

”کیا بات ہے صاحب یہ صاحب کون ہیں..... ایک بوڑھے نے آگے

بھاگ کر لڑکی سے پوچھا۔

”سیر اعلیٰ فوج سے ہے۔ میں فوج کا اعلیٰ افسر ہوں۔ چو پاکیشانی

جنت جو کافرستانی فوج کی وردیوں میں لباس ہیں۔ اس بستی کی طرف

لے دیکھے گئے ہیں۔ مجھے وہ فوجی چاہیں۔ اگر تم نے نہ بتایا کہ تم نے

کیا کہاں چھپا رکھا ہے تو میں ایک لمحے میں پوری بستی جلوا کر راکھ کر

اٹاؤں گا.....“ منوہر نے خراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جناب..... جہاں تو کوئی فوجی نہیں آئے۔ آپ بے شک پوری بستی

کا کاغذ لے لیں۔ ہم غریب لوگ ہیں۔ رازدہوں میں بھت مزدوری کرنے

لے غریب لوگ۔ ہمارا اچھا کسی رجسٹر یا فوجی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے“

علاقے کی شناخت نہ ابھری تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر ایک اونچی جھان پر پہنچ کر اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھا تو بے اختیار چونک پڑا۔ اب وہ اس علاقے کو پہچان گیا تھا۔ دور ایک چھوٹی سی بستی نظر آ رہی تھی اور اس بستی میں چونکہ وہ ایک بار آچکا تھا اس لئے اسے یاد آگیا کہ یہ علاقہ رازدہوں سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔ یہ لوگ تین جھان سے اس بستی کی طرف ہی گئے ہوں گے..... منوہر نے سوچا اور پھر جھان سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس بستی کی طرف بڑھنے لگا۔ بستی سے کچھ فاصلے پر اس نے ایک لڑکی کو بھینس چراتے ہوئے دیکھا تو وہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے دیکھ کر لڑکی کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھرائے اور وہ تیزی سے مڑ کر بستی کی طرف پھلنے لگی۔

”رک جانا لڑکی ورنہ گولی مار دوں گا.....“ منوہر نے تیز آواز میں پچھتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں بے گناہ ہوں.....“ لڑکی نے رک کر اچھائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”سنو اس طرف چھ فوجی آئے ہیں۔ بتاؤ وہ کہاں ہیں.....“ منوہر نے اس کے قریب جا کر سرد اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”فوجی۔ اور تو کوئی فوجی نہیں آئے.....“ لڑکی نے جواب دیا۔

”یو اس مت کرو۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ وہ ادھر آئے ہیں تو جہیں

فوراُ بتا دینا چاہیے۔ جانتی ہو میں کون ہوں۔ ایک لمحے میں پوری بستی کو

بلا کر راکھ کر دوں گا.....“ منوہر نے لڑکی پر دھب ڈالتے ہوئے کہا اور

بڑی ہوں گی۔ بہر حال کہاں دیکھا تھا تم نے انہیں۔ میرے ساتھ آؤ اور
اوپر جگہ دکھاؤ..... منوہر نے کہا۔

”جیو فوجی نہ ہی۔ عام آدمی ہی بہر حال وہ آئے اسی طرف ہیں.....“
منوہر نے کہا۔

”نہیں جناب ادھر کوئی نہیں آیا۔ اگر آتا تو ہمیں لازماً معلوم ہو جاتا۔“
اس بوڑھے نے کہا۔

”تو تم سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے۔ مجھے چہار اہل دست کرنا ہی پڑے گا۔“
منوہر نے غصے سے چہرے چٹکے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے صابرہ تم کہاں کیوں کھڑی ہو.....“ اسی لمحے ایک
آدمی جس نے مقامی چادر لپیٹی ہوئی تھی، قریب آکر پوچھا۔

”رحمت علی..... یہ صاحب کہاں آئے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ
کہاں چھ فوجی تو نہیں آئے۔ ہم نے انہیں بتایا ہے کہ کہاں کوئی فوجی

نہیں آئے.....“ بوڑھے نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
”فوجی تو نہیں جناب اللہ چھ آدمیوں کو میں نے راہولی جاتے ہوئے

دیکھا ہے۔ ان کے جسموں پر سیاہ رنگ کے لباس تھے.....“ رحمت علی
نے کہا تو منوہر جو تنگ پڑا

”سیاہ لباس۔ کیسی شکلیں تھیں ان کی.....“ منوہر نے پوچھا۔
”جناب میں نے دور سے انہیں دیکھا ہے۔ اس لئے شکلیں تو نہیں

سنی اللہ وہ راہولی جا رہے تھے۔ ان کے جسموں پر سیاہ لباس تھے.....“
رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ یقیناً وہی ہوں گے۔ انہوں نے شناخت سے پہچنے کے لئے کوئی نشانہ

جہاں سے نیچے گرا۔ اور پراس کی چنگ بھرائی ہوئی نیچے گہرائی میں گم ہوتی چلی گئی۔ منوہر نے ہوسٹ بھینچنے اور آگے بڑھ کر اس نے نیچے ٹھک کر دیکھا تو کافی گہرائی میں رحمت علی کی کبھی بھینی لاش پڑی ہوئی اسے صاف دکھائی دی۔

”ہوسٹ مجھے مارنا پاتا تھا..... تانسس.....“ منوہر نے نیچے پٹنے ہوئے کہا اور پھر وہ جتان کی دوسری طرف سے نیچے اتر کر اکیلا ہی راہولی کی طرف بڑھنے لگا۔ رحمت علی کی اس حرکت نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کیونکہ اس کا لب تک تجربہ تھا کہ کوئی مقامی مشہوری کسی فوج کے آدمی پر اس طرح حملہ نہیں کرتا۔ اس کے ذہن میں یہی خیال آیا تھا کہ رحمت علی کا تعلق یقیناً عربیت پسندوں سے ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشانی بھگتوں کو اسی نے راہولی میں اپنے پیچھے آصف کے پاس پہنچایا ہو۔ اسے شک تو اس وقت ہی پڑ گیا تھا جب رحمت علی نے اسے بتایا تھا کہ اس نے فلاں جگہ سے ان چھ سیاہ پوشوں کو جاتے ہوئے دیکھا تھا، لیکن منوہر نے دیکھا تھا کہ ان دونوں بھگتوں کے درمیان اسفا فاصلہ نہ تھا کہ ایک دوسرے کی خشکیں بھی نہ دیکھی جاسکیں جبکہ بستی میں رحمت علی نے یہی بتایا تھا کہ فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ ان چھ افراد کی خشکیں نہ دیکھ سکا تھا۔ اس شک کی بنا پر رحمت علی کو ساتھ راہولی لے جا رہا تھا تاکہ اس کے پیچھے سے مل کر یہ اندازہ لگائے کہ یہ لوگ کس لائپ کے ہیں۔ اب رحمت علی نے اس پر اپنا تک حملہ کر کے اس کے شک پر تصدیق کی ہر ثبت کر دی تھی۔

علی نے جواب دیا۔
”جہاں سے پیچھے کا کیا نام ہے اور اس کا گھر کس طرف ہے۔“
منوہر نے پوچھا۔

”میرے پیچھے کا نام آصف ہے جناب وہ راہولی میں کپڑے کا تاجر ہے اور اس کا گھر راہولی کے مغرب میں ہے۔“..... رحمت علی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جلو میرے ساتھ اور مجھے اپنے پیچھے کا گھر دکھاؤ اور اس سے ملو“..... منوہر نے جلد لے سوچنے کے بعد کہا۔

”مگر جناب.....“ رحمت علی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ ”مگر دوسرے لمحے رحمت علی جھٹکا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ منوہر نے پوری قوت سے اس کے چہرے پر قبضہ مار دیا تھا۔“

”حرام زادے میرے سہلے اگر مگر کرتے ہو۔“ جلو آگے بڑھو ورنہ گولی مار دوں گا.....“ منوہر نے فیسے سے چٹختے ہوئے کہا۔

”بچ جناب ہمیں.....“ رحمت علی نے کہا۔ اس نے اپنا ایک ہاتھ اس گال پر رکھا ہوا تھا جس پر منوہر کی انگلیوں کے ٹھکانات ابھر آئے تھے۔ وہ دونوں آگے نیچے پٹتے ہوئے راہولی کی طرف بڑھنے لگے۔ منوہر اس سے اوپر اوپر دیکھ رہا تھا کہ ایک اونچی چٹان پر چڑھتے ہی رحمت علی اپنا تک گھوما اور اس نے پوری قوت سے منوہر کو دھکا دے کر چٹان سے نیچے گراتا پایا، لیکن منوہر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ دوسرے لمحے اس کی جگہ رحمت علی منوہر کی لات کھا کر چٹان ہوا اچھل کر

راہولی میں سیکشن فور کا خطیہ اڈہ موجود تھا اور منوہر اب اس اڈے کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ مسئلہ یہ تھا کہ اس کے پاس نہ ہی کوئی ہتھیار تھا اور نہ کوئی ٹرانسمیٹر۔ جو پیشین ٹرانسمیٹر اس کی جیب میں تھا، اس سے صرف بلیک ہاؤنڈز کے حریف سے ہی بات چیت کی جاسکتی تھی اور فی الحال وہ جیب کو یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ چند پاکیشیائی ہتھیاروں نے اسے شکست دے دی ہے۔

اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے پیدل سفر کے بعد وہ سیکشن فور کے خطیہ اڈے پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس اڈے کا انچارج کور تھا۔ کور جیج منوہر کو اس طرح اپنے سلسلے پا کر بے حد حیران ہوا۔

”آپ اور جہاں اچانک اور اس انداز میں.....“ کور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور منوہر مسکرا دیا۔

”ہاں..... کچھ حالات ہی ایسے ہو گئے تھے.....“ منوہر نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ان پاکیشیائی ہتھیاروں کے ساتھ ہونے والے مقابلے اور پھر غار میں ہوش میں آنے سے لے کر جہاں پہنچنے تک کے واقعات بتا دیئے۔

”مگر ان لوگوں نے آپ کو وہاں زندہ کیسے جھڑ دیا.....“ کور نے اچانکی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ بھلا کچھ زندہ کیسے جھڑ سکتے تھے۔ انہوں نے تو مجھے مردہ کچھ کر ہی جھڑا ہو گا۔“ وہ یہ اور بات ہے کہ میں مرا نہیں تھا۔“ زندہ تھا۔ مجھے دل کی ایک خاص بیماری ہے جس میں زور دار جھٹکا لگنے سے دل رک جاتا ہے اور

”حیرت انگیز بیماری ہے یہ.....“ کور نے کہا اور منوہر مسکرا دیا۔

”میری اس بیماری کی تفصیلات ابھی کہیں ہیں ہوتی تھی۔ وہاں تربیت کے دوران بھی میرے ساتھ ایسا ہی حادثہ پیش آیا تھا، چنانچہ ڈاکٹروں نے مجھے مردہ قرار دے دیا۔ پھر میری لاش واپس کافرستان بھجوائے جانے کی تیاریاں کی جا رہی تھیں کہ میں زندہ ہو گیا۔ اس پر ڈاکٹر بے حد حیران ہوئے اور پھر میرے خون کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا اور اس طرح انہوں نے اس بیماری کو تشخیص کیا۔ یہ بیماری کروڑوں افراد میں سے کسی ایک کو ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں نے مجھے اس سے بچنے کے لئے پرمیز بھی بتایا لیکن وہ

”مگر ان لوگوں نے آپ کو وہاں زندہ کیسے جھڑ دیا.....“ کور نے اچانکی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ بھلا کچھ زندہ کیسے جھڑ سکتے تھے۔ انہوں نے تو مجھے مردہ کچھ کر ہی جھڑا ہو گا۔“ وہ یہ اور بات ہے کہ میں مرا نہیں تھا۔“ زندہ تھا۔ مجھے دل کی ایک خاص بیماری ہے جس میں زور دار جھٹکا لگنے سے دل رک جاتا ہے اور

اس قدر سخت تھا کہ میں اس پر قائم نہ رہ سکا۔ بہر حال اب اس بات کو چھوڑو اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے فوری طور پر ان چھ پاکیشیائیوں کو نہیں کر کے ہلاک کرنا ہے۔..... منوہر نے کہا۔

”میرا خیال ہے اس کے رخصت علی کے بارے میں آپ کا خیال درست ہے۔ پہلے اس کے بچے آصف کو کیوں نہ ٹولا جائے۔.....“ کو رو نے جواب دیا۔

”فصیح ہے..... اسے بلاؤ اور پھر اس سے اصل صورت حال انگوڑے منوہر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ آرام کریں میں ابھی بندوبست کرتا ہوں۔.....“ کو رو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور منوہر کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

بڑی فوجی جیپ خاصی تیز رفتاری سے راہوئی کی اونچی نیچی پہاڑی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جب کہ اس کے ساتھ عمران بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹوں پر کیپٹن ہشیل صفدر۔ نعمانی اور صدیقی موجود تھے۔ ان سب کے جسموں پر فوجی پرمیٹار مز تھی۔ عمران کے کاندھوں پر میجر کے ستار موجود تھے جب کہ باقی سب کے کاندھوں پر کیپٹن کے ستار موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد جیپ نے ایک موڑ کاٹا اور دور دور چھاؤنی کیمپ گیت نظر آنے لگا جہاں باقاعدہ فوجی گارد موجود تھی۔ وہ سب ہونک کر سیدھے ہو گئے تنویر نے گیت پر موجود راڈ کے قریب جا کر جیپ روکی تو عمران اچھل کر نیچے اترا اور فوجی انداز میں چلتا ہوا سائیڈ پر بنے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے میں موجود کیپٹن نے اسے دیکھتے ہی اٹھ کر باقاعدہ فوجی انداز میں سٹوٹ مارا۔

”کیپٹن.....“ عمران نے سخت فوجی لہجے میں کہا۔

”کیپٹن نارنگ جناب..... کیپٹن نے لیٹا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن نارنگ میرا نام میجر کنٹن ہے اور میرا تعلق کافرستان ملٹری انٹیلی جنس سے ہے۔ تم میری بات کر نل درگاہام سے کراؤ۔“

عمران نے حسمانہ لہجے میں کہا۔
”اوہ ایس سر..... کیپٹن نارنگ نے کہا اور عمران میری دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا جب کہ کیپٹن نارنگ نے جلدی سے میرا سوچا و انٹرکام اٹھایا اور اس کے عین میں دبا دیئے۔

”ہیں..... دوسری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔“
”جیک پوسٹ نمبرون سے سیکورٹی آفسیر کیپٹن نارنگ بول رہا ہوں جناب۔ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کے میجر کنٹن جیب پر تشریف لائے ہیں اور آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ کیپٹن نارنگ نے اہتائی

موتو دبانہ لہجے میں کہا۔
”میجر کنٹن۔ ملٹری انٹیلی جنس۔ ٹھیک ہے بات کراؤ۔“

دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
”یہ لیجئے جناب بات کریجئے کر نل صاحب سے۔“ کیپٹن نارنگ نے

رہسور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
”ہیلو..... میجر کنٹن آف ملٹری انٹیلی جنس سیکشن ہماری سپیشل کوڈ ایکس دن ایکس ڈیٹ بول رہا ہوں۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
”اوہ ایس میجر کنٹن۔ فرمائیے..... دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا

”کپ سے فوری ملاقات چاہیے کر نل۔ ٹاپ سیکرٹ اور۔“

ان نے جواب دیا۔
”آپ اکیلے ہیں یا.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میرے ساتھ پانچ کیپٹن بھی ہیں۔“ عمران نے جواب دیتے

لئے کہا۔
”او۔“ کپ اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر تشریف لے آئیں۔

کر نل درگاہام نے کہا۔
”دوسری کر نل ان کی موجودگی بھی بات حیت کے دوران ضروری ہے

”ونکہ سپیشل ایڈیشن سے ہی متعلق ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔
”اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ رہسور کیپٹن نارنگ کو دیکھئے۔“ دوسری

طرف سے کہا گیا اور عمران نے رہسور کیپٹن نارنگ کی طرف بڑھا دیا۔
کیپٹن نارنگ دوسری طرف سے آنے والی بات سن رہا تھا۔

”ہیں سر۔“ آخر کیپٹن نارنگ نے کہا اور رہسور دک کر اٹھ کھڑا

ہوا۔
”کر نل صاحب اس وقت مارجر سیل بلاک میں ہیں۔ اور انہوں نے

مکرم دیا ہے کہ آپ کو وہیں لے آیا جائے وہ وہیں آپ سے گفتگو فرمائیں گے

”آپے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔“ کیپٹن نارنگ نے کہا اور عمران نے

انہما میں سر ملایا۔ ”تقریبی در بعد کیپٹن نارنگ اپنی جیب میں پینٹا

ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ چھاؤنی کچھ زیادہ بڑی تھی۔ صرف چار بیر کوں پر

نارنگا رام نے خشکس لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اچھا ہوا تم نے پوچھ لیا۔ یہ دیکھو کارڈ“..... عمران نے جیب سے

ایک کارڈ نکال کر کرئل کے سامنے پیش کیجئے ہوئے کہا۔

”جنرل اوہ۔ اوہ تو آپ جنرل ہیں۔ اوہ۔ آئی۔ ایم۔ سوری“.....

کرئل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا

ہوا اور اس نے باقاعدہ عمران کو فوجی سیلٹ کر دیا۔

”چلیے جاؤ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو شاید اس بات کو

اوپن بھی نہ کرتا جن جہازے پوچھنے پر مجھے اوپن کرنا پڑا“..... عمران

نے مدراشد سے لہجے میں کہا۔

”میں سر“..... کرئل نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اب میری بات غور سے سنو۔ انتیلی جنس کو ایک مصدقہ خبر ملی ہے

کہ یہاں راہولی میں بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی ایسا خدا موجود

ہے جو بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں اطلاعات آزاد مشہار بھیجتا رہتا ہے۔

حکومت آزاد مشہار بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس

کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اگر ان کی یہ کوشش

کامیاب ہو گئی تو نتیجہ یہ کہ اس خبر کے ذریعے وہ بلیک ہاؤنڈز کے

ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیں گے اس لئے ہم اس خبر کی گرفتاری کے لئے آنے

ہیں لیکن مسئلہ یہ بن گیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے سربراہ جناب سینا نے

اپنے ہیڈ کوارٹر کو انتیلی جنس پر اوپن کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے

ہمیں یہ خفیہ مشن سونپا گیا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر اس ہیڈ کوارٹر

میں داخل ہوں۔ ایک ہیرک کے سامنے کمپین نارنگ کی جیب دکی تو حور

نے بھی اپنی جیب روک دی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے اور پھر کمپین

نارنگ کی رہنمائی میں وہ ایک راہداری میں پہنچے ہوئے نیچے باقی سیڑھیوں

سے اتر کر ایک بڑے ہال ٹاکرے میں پہنچ گئے جسے دفتر کے انداز میں سجایا

گیا تھا۔ وہاں کرئل درگام رام موجود تھا۔ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیر

غیر آدمی تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں اور آنکھیں میں اس طرح سرفی تھی

جیسے آنکھوں میں باقاعدہ الاڈبل رہا ہو

”یجر کنڈن“..... عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے

ہوئے کہا۔

”کرئل درگام رام“..... کرئل درگام رام نے ہوسٹ پہنچتے ہوئے کہا اور

اس طرح عمران سے مصافحہ کیا جیسے وہ جبراً ایسا کر رہا ہو۔

کمپین نارنگ واپس چلا گیا تھا اس لئے اب وہ اس دفتر میں اکیلے تھے۔

کرئل نے صرف عمران سے مصافحہ کیا تھا باقی کسی سے مصافحہ نہ کیا تھا۔

”یہ ہمنو“..... کرئل درگام رام نے خت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ

ہی وہ خود بھی بڑی سی دفتر کی میز کے نیچے بیٹھ گیا۔ اس نے میز کے کنارے

پر مسجودہ بن دبانے تو دروازے کے اوپر سیاہ رنگ کی کسی دھات کی چادر

آگئی۔

”ہاں اب تم مکمل کر بات کر سکتے ہو۔ لیکن جلدی تم مجھے یہ یاد دکر تم

نے مجھے سیلٹ کیوں نہیں کیا جب کہ فوجی ضابطے کے مطابق سیلٹ

کرنا چاہیے تھا اور جہازے ساتھیوں نے بھی سیلٹ نہیں کیا“.....

دیا ہے اس وقت بھی چھائی کے ٹارمر سیل میں چار ایسے آدمی ہیں جن کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ ان کا تعلق حریت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے۔ ہم ان سے ان کے ساتھیوں کے نام وغیرہ انگوڑا ہے ہیں اس لئے میں نے آپ سے ملاقات بھی نہیں کی ہے۔..... کر تل درگھرام نے کہا۔

”کہاں ہیں وہ چار آدمی؟..... عمران نے کہا۔
 ”ساتھ ہی ٹارمر سیل ہے۔ آپ انہیں دیکھنا چاہتے ہیں آئیے میرے ساتھ۔..... کر تل درگھرام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر موجود بٹن دپایا تو دروازے پر موجود سیاہ رنگ کی چادر سرسراہٹ کی تیز آواز کے ساتھ غائب ہو گئی۔

”آئیے میرے ساتھ۔..... کر تل درگھرام نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ایک طرف کھڑے ہوئے تھے اس لئے وہ ان کے پیچھے چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکلے اور پھر ایک راہداری سے گزرتے ہوئے ایک بڑے سے دروازے پر پہنچے جس پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ کر تل درگھرام نے دروازے کی دھڑکیں ایک جگہ مخصوص انداز میں بجا دیں تو سرخ بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بھی خود بخود کھلتا چلا گیا اور دروازہ کھلتے ہی ان کے کانوں سے اجنبانی گڑبگڑا ہوا آواز سنائی دی اور وہ سب بے اختیار ہلکے ہوئے دوسرے کمرے کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے چار مقامی آدمیوں کو ایک دیوار کے ساتھ دھجیوں سے بندھے لٹائے ہوئے دیکھا اور چار دیوٹا آدمی چلتی ہوئی مشطیں اٹھائے ان کے شگے جسموں کو جگہ جگہ سے دھنسنے

میں اس خبر کو خود تلاش کر کے اس کا خاتمہ کریں۔ اب آپ بتائیں کہ آپ اس مسئلے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں؟..... عمران نے کہا۔

”بلیک ہاؤنڈز کا ہیڈ کوارٹر اور جہاں راہولی میں۔ نہیں جناب ان کا ہیڈ کوارٹر تو جہاں سرے سے ہے ہی نہیں۔ آپ کی سروس کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔ ان کا ایک اڈہ السبتہ جہاں ضرور موجود ہے اور اس کا انچارج کرو ہے۔ کو رو میرا دوست ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا تو کسی کو علم نہیں ہے۔ السبتہ اساتعہ ضرور ہے کہ وہ دھگام میں ہے سہاں نہیں ہے۔..... کر تل درگھرام نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”کو رو کا اڈہ کہاں ہے؟..... عمران نے پوچھا۔

”وہ راجہ ہٹ بازار کے آخری سرے پر ایک خاکی رنگ کی عمارت ہے بظاہر وہ ایک رہائشی مکان ہے اور کو رو اس کا مالک ہے لیکن وہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن فور کا اڈہ ہے۔..... کر تل درگھرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فہمیک ہے۔ اس کا مطلب ہے ہمیں واقعی غلط اطلاع ملی ہے۔ فکریہ چلیں یہ مسئلہ تو ختم ہو گیا۔ آپ بتائیں آج کل جہاں تحریک کی کیا پوزیشن ہے؟..... عمران نے کہا۔

”تحریک کو ہم لوگ سختی سے کھیل رہے ہیں پہلے جہاں راہولی میں تحریک کا خاصا زور تھا لیکن اب ہماری سخت کاروائیوں کی وجہ سے جہاں تحریک کا زور ٹوٹ گیا ہے کو رو نے جہاں کے چار میزروں کو ہلاک کر دیا ہے جب کہ ہم نے جہاں کے مسلمانوں پر بے حد ظلم و ستم کر کے ان کو

میں مصروف تھے۔
 ”رک جاؤ۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے چمکنے ہوئے کہا اور چاروں دیو دا

آدی نلکھت مڑے اور پھر کرل درگادام کا اشارہ دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ گئے۔
 عمران ان لنگے ہوئے افراد کی طرف بڑھا۔ ان چاروں کے جسم بگ بگ سے

ہلے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے جسموں پر کئی جگہ زخم تھے جن میں
 نلک بھرا گیا تھا۔ پیروں پر تیراب ڈالا گیا تھا۔ ان کے ہجرے بھی پھٹے

ہوئے تھے اور وہ اچھائی کر بناک حالت سے دوچار مسلسل کرا رہے تھے
 لیکن ان کی حالت نیم بے ہوشی کی سی تھی۔

”اس قدر تعدد یہ برداشت کیسے کر رہے ہیں۔ انہیں تو مر جانا چاہیے
 تھا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”یہ ہماری خاص ترکیب ہے جناب۔ ہم ہلے انہیں ایک مخصوص
 انکشن لگاتے ہیں جس سے ان کی جسمانی قوت مدافعت کئی گنا بڑھ جاتی
 ہیں اس کے بعد ان پر تعدد کرتے ہیں۔۔۔۔۔ کرل درگادام نے بڑے
 فخریہ لہجے میں کہا۔

”یہ کون لوگ ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”یہ چاروں مقامی لوگ ہیں اور ان کے متعلق خبریں نے اطلاع دی
 ہے کہ ان کا تعلق عربت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے، لیکن ابھی تک
 انہوں نے زبان نہیں کھولی۔ لیکن کب تک مد کھولیں گے۔ میں ان کی
 روح سے بھی اصل ہمت اگھالوں گا اور اگر یہ زیادہ بہادر بنے تو پھر ان کے
 سلنے ان کی بیٹیوں اور بہنوں کو بے ڈر کیا جائے گا۔۔۔۔۔ کرل درگ

ام نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنا بہت شاندار کارنامہ بیان کر رہا ہو۔
 ”کرل یہاں چھاننی میں کھٹے فوجی ہیں۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے

پوچھا۔
 ”سو کے قریب نفزی ہوگی کیوں۔۔۔۔۔ کرل نے چونک کر حیرت

برے لہجے میں جواب دیا۔
 ”او۔۔۔۔۔ کھولو انہیں اور ان کی بینڈج کرلو۔۔۔۔۔ عمران نے

لجھکتہ لہجے میں کہا۔
 ”کیا۔ کیا۔ یہ آپ کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔ کرل درگادام نے حیرت سے

پچھتے ہوئے کہا، لیکن دوسرے لمحے وہ بھیا ناک انداز میں جھٹکا ہوا اچھل کر
 اور جاگرا۔ عمران کا بازو پھلکی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور اس کا پھر پور قبضہ
 کرل درگادام کے ہجرے پر اس طرح پڑا تھا کہ فحس جسم رکنے کے باوجود
 وہ کسی گیند کی طرح اچھلا ہوا دو فٹ دور جاگرا تھا اور اس کے ساتھ ہی
 کہہ مضمین پشتر کے مخصوص دھماکوں اور کمرے میں موجود ان چاروں دیو
 نامت جلاوطن کی بیٹیوں سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ حتمی اور صدیقی کی
 طرف سے ہوئی تھی۔ کرل درگادام نیچے گرے ہی پھلکی کی سی تیزی سے
 اٹھ کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور کرل درگادام
 بازو دھپکنے کی کوشش کے عمران کے قبضہ کی ضرب سے نہ بچا۔ اور ایک
 بار پھر جھٹکا ہوا اچھل کر نیچے جاگرا۔ مگر دوسرے لمحے کمرہ ایک بار پھر مضمین
 پشتر کی آواز سے گونجا اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا کرل درگ
 دام ایک بار پھر دھماکے سے نیچے گرا۔ اس کی کھوپڑی سینکڑوں حصوں

ہاں اس دفتر میں میں رہ چھوڑ آیا تھا۔..... عمران نے کہا اور کمپنیشن فہیل نے اذیت میں سر ہلا دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ کرنل درگ رام کی یونیفارم پہن چکا تھا۔ عمران نے جیب سے ایک پیسٹا سا باکس نکالا اور اسے کھول کر اس نے کمپنیشن فہیل کے چہرے پر میک اپ شروع کر دیا۔ اس دوران باقی ساتھیوں نے ان چاروں کو ان کے لباس پہنا دیئے۔

”جلو اب ان فرنیچوں کو اٹھاؤ اور اس دفتر میں لے چلو۔..... عمران نے میک اپ سے فارغ ہو کر کہا۔ صفدر اس دوران ایک جھوٹا لیکن انتہائی طاقتور وائرلیس چارجر بم اس ٹارجر سیل میں ایک مناسب جگہ پر فٹ کر کے اسے آن کر چکا تھا، اس لئے وہ بھی ان کے ساتھ ہی اس ٹارجر سیل سے باہر آگیا۔ دفتر میں پہنچ کر کمپنیشن فہیل نے میں موجود کرنل کی کیپ اٹھا کر سر پر رکھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے میرے بائیں کنارے پر لگی ہوئی گھنٹی کے مخصوص بٹن کو پریس کر دیا۔ سچو لکھوں بعد دروازہ کھلا اور ایک فوقی اندر داخل ہوا۔ اس نے جیسے تو حیرت سے دروازے کی سائٹ پر ہڑے کر رہے ہوئے ان چاروں مقامی افراد کو دیکھا اور پھر امن شن کھرا ہو گیا۔

”ان چاروں کی سینڈیج کرنی ہے۔ جاؤ بندوبست کرو۔..... کمپنیشن فہیل کے بولنے سے جیسے ہی عمران نے اس آنے والے فوقی سے مخاطب ہو کر کہا اور کمپنیشن فہیل نے صرف اذیت میں سر ہلا دیا۔

”میں سر۔ میا ڈاکٹر بھیم کو بلاتا ہوں سر۔..... فوقی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

میں ہٹ کر فرش پر پھیل گئی تھی۔

اس بھڑیے کو اتنی آسان موت کیوں مارا ہے تم نے۔..... عمران نے مڑ کر انتہائی سخت لہجے میں حور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں اس بھڑیے کو مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا۔..... حور نے بھی خراستے ہوئے جواب دیا۔

”بہر حال اب ان چاروں کو نیچے اندر اور صفدر تم ایسا کرو کہ اس ٹارجر سیل میں چارجر بم لگا دو۔..... عمران نے کہا اور دیوار کے ساتھ لٹکے ہوئے ان چاروں مظلوم افراد کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی آگے بڑھے اور ہاتھ لکھوں بعد انہیں اندر کر نیچے لٹاویا گیا۔

”ان لوگوں کے لباس ادھر کونے میں پڑے ہیں وہ انہیں پہنا دو۔ ویسے اگر تم کرنل درگ رام کو نہ مارتے تو میں پہلے ان کی سینڈیج وغیرہ کر دیتا لیکن اب ایسا ممکن نہیں ہے اس لئے ہمیں انہیں ساتھ لے کر بلانا ہو گا۔..... عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب باہر فوقی موجود ہیں وہ ہمیں ان کے ساتھ کیسے جانے دیں گے۔..... صفدر نے کہا۔

”ارے ہاں کمپنیشن فہیل جہاد اذیت و قاست اس کرنل سے ملتا ہے۔ حور نے عقل مند کی ہے کہ اس کی کھوپڑی اڑا دی ہے اس لئے اس کی یونیفارم محفوظ ہے۔ تم کرنل درگ رام بن سکتے ہو۔ میک اپ باکس میرے پاس موجود ہے۔ میں جہاد اچھرہ تبدیل کرتا ہوں بالوں کا رنگ اور سٹائل بدلنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سر پر کیپ آجائے گی جو یہ

شکیل نے کہا۔

”یہیں سر..... اس فوجی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر باہر چلا گیا اور واقعی پانچ منٹ بعد وہ چاروں پوری طرح ہوش میں آکر آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گئے، لیکن ان کے جہروں پر تکلیف اور خوف کے اثرات جیسے بچھڑے ہوئے نظر آ رہے تھے وہ بھیچر بھیچر آنکھوں سے سب کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے پہلی بار انہیں کچھ نظر آنے لگا ہو۔“

”کھڑے ہو جاؤ..... کیپٹن شکیل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور وہ چاروں لا کھڑے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔“

”اپنے نام بتاؤ..... کیپٹن شکیل نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔“

”میرا نام عاصم ہے۔ اور یہ ناؤ۔ یہ سکندر اور یہ الفت دین ہے۔ ہم بے قصور ہیں جناب ہمارا بچا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے..... ایک آدمی نے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔“

”ہمیں یقین آ گیا ہے۔ لیکن ابھی ہم نے مزید تحقیق کرنی ہے اس لئے تم ہمارے ساتھ جاؤ گے اور سنو۔ اگر تم نے راستے میں کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو نہ صرف تم بلکہ تمہارے پورے خاندانوں کو جلا کر رکھ دیا جائے گا..... کیپٹن شکیل نے اجنبی فوجی انداز میں چٹختے ہوئے کہا۔“

”ہم کوئی حرکت نہیں کریں گے جناب.....“ عاصم نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور وہی فوجی اندر داخل ہوا۔

”تم کرنل کے لہجے میں بولو.....“ عمران نے فوجی کے جاتے ہی کیپٹن شکیل سے کہا۔

”مجھے اس درندے کے روپ میں بھی اپنے آپ سے شرم آ رہی ہے..... کیپٹن شکیل نے کرنل درگام کے لہجے میں بت کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اسے سمجھانا شروع کر دیا اور کیپٹن شکیل نے تھوڑی سی پریکٹس کے بعد کرنل درگام سے ملتا جلتا لہجہ اور آواز بنائی تو عمران مطمئن ہو گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک فوجی ڈاکٹر اور اس کے پیچھے اس کے دو انڈینٹ اندر داخل ہوئے۔“

”ڈاکٹر ان کی بیٹھک کرو۔ میں نے انہیں فوری طور پر ساتھ لے جانا ہے.....“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”یہیں سر.....“ ڈاکٹر نے کہا اور پھر اس نے بیگ کھولا اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے اس نے بیٹے انہیں کئی آنکھیں لگائے پھر اس نے ان کے لباس اتارے۔ ان کے زخموں پر ادویات لگا کر باقاعدہ بیٹھک کی اور ایک بار پھر ان کو لباس پہنا دیئے۔

”سر پانچ منٹ بعد یہ پوری طرح ہوش میں آجائیں گے.....“ ڈاکٹر نے بیگ بند کرتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے.....“ کیپٹن شکیل نے مختصر سے الفاظ میں کہا اور ڈاکٹر اور اس کے انڈینٹ دفتر کے باہر جانے کے بعد اس نے ایک بار پھر گھنٹی کا بزن بدادیا۔ دروازہ کھلا اور وہی فوجی دوبارہ اندر داخل ہوا۔

”جیب تیار کر دو مجھے ان لوگوں کے ساتھ جانا ہے.....“ کیپٹن

”جیب تیار ہے جناب“..... اس نے سوہانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں میجر.....“ کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے سامنے بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں علی“..... عمران نے کہا۔

”انہیں ساتھ لے چلو اور جیب میں بٹھادو۔“ کیپٹن شکیل نے اس فوجی سے کہا اور وہ ان لوگوں کی طرف مڑ گیا۔

”چلو.....“ اس فوجی کا لہجہ ان مقامی افراد سے مخاطب ہوتے ہی بدل گیا تھا۔ اب وہ کسی بھیڑیے کی طرح غرا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دو جیسپس آگے بڑھ چکی تھیں۔ اس چھاؤنی سے باہر آگئیں..... پہلی جیب کو کیپٹن شکیل ہلتور کرنل درگا رام بذات خود چلا رہا تھا اور چاروں فوجی اسی جیب میں تھے۔ البتہ سائیلی سیٹ پر عمران بٹھا ہوا تھا جب کہ قطعی جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر حضور اور سائیلی پر صفدر تھا جب کہ باقی ساٹھی قطعی سیٹوں پر سوہوہو تھے۔ کرنل درگا رام کا رعب دو دہہ ایسا تھا کہ کسی نے بھی راستے میں کوئی اشارہ کرنے یا روکنے کی جرأت تک نہ کی تھی۔

”اب کہاں جانا ہے“..... کیپٹن شکیل نے چھاؤنی سے باہر نکلتے ہی عمران سے پوچھا۔ لہجہ وہی درگا رام جیسا ہی تھا۔

”فی الحال تو شہر سے باہر نکلو۔ کسی بھاڑی علاقے میں در نہ کرنل درگا رام کی جیب کی فوراً ٹھہری ہو جائے گی“..... عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں جیسپس تیزی سے آگے بڑھنے دوڑتی

ہوئیں شہر سے باہر جانے والی سڑک کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ شہر سے کافی دور نکل آنے کے بعد عمران کے اشارے پر کیپٹن شکیل نے سڑک سے جیب نیچے اتاری اور بھاڑی راستے پر اسے ڈال دیا۔ نیچے آنے والی جیب بھی ان کی تروی کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک دران بھاڑی علاقے میں پہنچ کر انہوں نے جیسپس روکیں اور پھر وہ سب جیسپس سے نیچے اتر آئے۔ ان چاروں مقامی افراد کو بھی نیچے اتار دیا گیا۔ وہ ابھی تک کہے ہوئے اور اچھائی ٹوٹے ہوئے تھے اور سارے راستے آہستہ آہستہ کر رہے ہوئے آئے تھے۔

”اب وہ ہم ڈی پانچ کر دو تاکہ ہمارے مشن کا باقاعدہ افتتاح تو ہو سکے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے مقامی زبان میں صفدر سے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک جھونا ساریوٹ کنٹرول آلہ نکالا۔

یہ نیچے دو..... میں منتہاری ہوں اس لئے اس مشن کا افتتاح کرنا میرا حق ہے.....“ حضور نے کہا اور صفدر نے مسکراتے ہوئے آلہ حضور کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضور کا چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے جلدی سے آلے پر سوہوہو ایک بٹن دبایا تو آلے پر سوہوہو سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور حضور نے دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ سبز رنگ کا بلب ایک جھماکے سے سرخ ہوا اور پھر نیچے گیا اور حضور نے بے اختیار آلے کو چوم کر ایک طرف گھرائی میں پھٹک دیا۔ دوسرے لمحے دور سے اچھائی ہولناک دھماکوں اور گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پورا راہوولی شہر اچانک کسی فحشہ آتش فشاں کی طرح اچانک

پھٹ پڑا ہو۔

”اوہ تو اس جھڑائی میں اسلحہ کا ذخیرہ بھی تھا..... عمران نے کہا اور سب نے اذیت میں سر ہلا دیے۔

”اب یہ نیکار مزار اور انہیں جیسوں میں ڈال کر جیسیں گہرائی میں دھکیل دو۔ ان جیسوں کی تلاش ابھی شروع ہو جائے گی..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی یہ نیکار مزار بھی انہیں شروع کر دیا۔

”آپ۔ آپ کون ہیں..... ان مقامی افراد نے جو اچھائی حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہے تھے۔ ایسے لگے میں پوچھا جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور ہمیں ہاں مجاہدین کی امداد کے لئے آنے ہیں۔ ہم نے یہ فوجی جھڑائی بھی الڑادی ہے اور اس سفاک دعوے کر تمل درگاہ رام کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ ہم جنہیں اس جھڑائی سے نکال لائے ہیں اب تم لپٹے لپٹے گھروں کو جا سکتے ہو بلکہ بہتر یہی ہے تم راہولی سے کسی اور شہر کی طرف نکل جاؤ..... عمران نے کہا۔

”مگر کمر کر تمل..... عاصم نے اچھائی حیرت بھرے لہجے میں کیپٹن فٹیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ کمر تمل کے میک اپ میں ہے۔ اور یہ میک اپ ہمیں اس لئے کرنا پڑا ہے تاکہ تم چاروں کو وہاں سے نکالا جاسکے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میک اپ باکس کیپٹن فٹیل کی طرف بڑھا دیا تاکہ وہ اس کی مدد سے کمر تمل درگاہ رام کا میک اپ اتار سکے۔ عمران کے سب

ساتھیوں نے یہ نیکار مزاریں انہیں جیسوں میں ڈالا اور پھر مل کر انہیں نے جیسوں کو گہرائی میں دھکیل دیا۔ دھماکوں کے ساتھ دونوں جیسیں گہرائی میں گر کر پھٹیں اور پھر دھوا دھڑکنے لگ گئیں۔

”سنیں اب ہمیں یقین آ گیا ہے آپ واقعی کافرستانی فوجی نہیں ہیں۔ آپ میرے ساتھ پٹلیں میرا تعلق واقعی مجاہدین کے ایک گوربلا گروپ ار حمت سے ہے۔ ہمارا سردار علی شاہ آپ کو جہاں ہر ممکن مدد دے سکتا ہے..... عاصم نے آگے بڑھ کر عمران کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

”نہیں فی الحال ہمارے پاس کہیں جانے کا وقت نہیں ہے ہم نے ایک اور مشن مکمل کرنا ہے تم مجھے اپنے سردار کا پتہ بتا دو ہم فارغ ہوتے ہی اس سے مل لیں گے..... عمران نے کہا۔

”جہاں سے قریب ہی ہمارا اڈہ ہے جہاں آپ ہمارے ساتھ پٹلیں۔ اب آپ کا شہر جانا انتہائی خطرناک ہو گا۔ وہاں موجود فوج اور پولیس اب پاگل ہو چکی ہو گی اور ہر اس آدمی کو گولی مار دیں گے جو انہیں سڑک پر نظر آنے لگا..... عاصم نے جواب دیا۔

”یہ درست کہہ رہا ہے فوجی جھڑائی کی اس طرح جابجا واقعی ان لوگوں کو پاگل کر دے گی..... صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے چلو..... عمران نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔ باقی تینوں عام لوگ تھے اس لئے عاصم کے کہنے پر وہ واپس چلے گئے جب کہ عاصم انہیں ساتھ لے ہوئے جہازوں کے اندر آگے بڑھنے لگا۔ عاصم سے چونکہ پوری طرح چلانے چارہ تھا اور ان چاروں میں سے وہی سب سے زیادہ

میں آپ لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں..... آپ نے واقعی ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے اس فوجی جھڑائی کی جہابی سے تحریک کو چھینا ہے عدوت لے گی۔ لیکن آپ پاکیشیا سے یہاں پہنچے بھی گئے اور آپ نے یہاں کارنامہ بھی سرانجام دے دیا جبکہ ہمیں اس کی خبر تک نہ ہو سکی۔ ویسے مجھے علی عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا انتظار تھا میں نے اپنی پوری ضخیم کوبہ رکھا ہے کہ جیسے ہی علی عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا چہ چلے مجھے فوراً اطلاع دیں۔ کیا آپ کا تعلق بھی علی عمران صاحب اور اس کے ساتھیوں سے ہے یا آپ کا علیحدہ گروپ ہے؟..... علی شاہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ علی عمران سے واقف ہیں؟.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”کاش میں ان جیسے عظیم انسان سے واقف ہوتا تو مجھے یقیناً اپنے آپ پر فخر ہوتا۔ کافرستان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ٹرانس لیجنٹ فیصل جان میرا دوست ہے میں اسلحہ کے حصول کے لئے شفیق طور پر کافرستان جاتا رہتا ہوں اور فیصل جان کی مدد سے جی ایم ایتھانی خطرناک اسلحہ سسٹم داسوں خرید کر لے آتے ہیں فیصل جان نے مجھے بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے کے لئے مشابہت رکھتے ہوئے ہیں اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس کے پاس نے انہیں نادر گروپ کی فہ دی ہوئی ہے۔ میں نے نادر گروپ کے چیف یعقوب کو بھی کہا ہوا ہے کہ

”جی جی تھا اس لئے سفر کرنے سے سہارا دے رکھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ویران پہاڑی میں پہنچے تو عاصم رک گیا اور پھر اس نے منہ میں دو انگلیاں ڈال کر مخصوص انداز میں سینی بھائی تو دور سے اسی طرح سینی بچنے کی آواز سنائی دی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ آواز پہاڑی کے ہر پتھر سے نکل رہی ہو۔ عاصم نے دوبارہ سینی بھائی لیکن اس بار آواز مختلف تھی اور چند لمحوں بعد ایک پتھان کی اوٹ سے ایک آدمی ہاتھ میں مٹین گن اٹھائے کود کر سلسلے آیا اور پھر تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔

”تم۔ تم عاصم۔ تمہیں تو وہ کرل پکڑ کر لے گیا تھا۔..... اس آدمی نے قریب آکر حیرت سے عاصم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں..... مگر دیکھ لو اس کے باوجود ہم یہاں زندہ سلامت کھڑے ہیں اور فوجی جھڑائی بھی جہاد ہو چکی ہے اور خونخواری بھی ہلاک ہو چکا ہے یہ ہمارے پاکیشیا سہمان ہیں۔ یہ سب کچھ ان کی وجہ سے ہوا ہے میں انہیں سردار سے ملانے لے آیا ہوں“..... عاصم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ پھر تو یہ ہمارے محسن ہوئے..... آؤ..... اس آدمی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک زر زمین اڈے میں پہنچے جگہ تھی۔ یہ اڈہ خاصا وسیع و عریض تھا اور یہاں چار آدمی موجود تھے جن میں سے ایک لمبا تنگ اور بڑی بڑی موٹھوں والا سردار علی شاہ تھا۔ عاصم نے جب سردار علی شاہ کو پورا حال سنایا تو وہ ایتھانی خلوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملا۔

ہوئے کہا۔

”ذیل۔ میں نے جہیں اس لئے کال کیا ہے کہ اے کو کافرستانی فوج اس کی دکان سے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی تو اچانک فوجی چھاؤنی خوفناک دھماکوں سے جہاں ہو گئی۔ ہاں خوفناک تباہی ہوئی ہے۔ چھاؤنی میں موجود تقریباً نصف دو سو فوجی ہلاک ہو گئے ہیں جو چند ذبحی حالت میں ملے ہیں۔ انہوں نے پولیس کو بتایا ہے کہ تباہی سے قبل کرنل درگزارام چار مقامی افراد پر نارجر سیل میں تار جنگ کر رہا تھا کہ ایک فوجی جیب میں پانچ سچ فوجی افسر وہاں پہنچے اور پھر انہیں کرنل کے پاس لے جایا گیا۔ اس کے بعد کرنل درگزارام نے ان چاروں آدمیوں کی پینڈنچ کرائی اور انہیں جیب میں بٹھا کر اپنے ساتھ چھاؤنی سے باہر لے گیا۔ وہ فوجی جو آئے تھے وہ بھی اس کے ساتھ دوسری جیب میں چلے گئے اس کے بعد اچانک چھاؤنی میں خوفناک دھماکا ہوا اور پھر یہ دھماکے بڑھتے چلے گئے کیونکہ وہاں اسلحے کا ایک خفیہ ڈپو بھی تھا۔ بہر حال سب کچھ تباہ ہو گیا ہے اور شہر میں کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ سیری حیثیت کا جہیں علم ہے اس لئے میں نے بہر حال معلومات حاصل کر لی ہیں کہ وہ چار آدمی جو نارجر سیل میں تھے ان میں سے ایک عاصم تھا جس کا تعلق تم سے ہے۔ میں نے جہیں کال اس لئے کیا ہے کہ شاید جہیں معلوم ہو کہ کرنل درگزارام عاصم کو لے کر کہاں گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عاصم کو کرنل وہیں لے گیا ہوگا جہاں انہوں نے اسے کور کھا ہوگا اور“

..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

جیسے ہی یہ لوگ ان سے رابطہ کریں مجھے ان کے متعلق ضرور بتایا جائے۔ ویسے فیصل جان نے پہلے عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کے متعلق جو کچھ بتایا ہے اس سے مجھے ان سے بے پناہ عقیدت ہو گئی ہے لیکن ابھی تک ان کے متعلق کہیں سے بھی کوئی پتہ نہیں مل سکا۔ اب آپ نے کہا ہے کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور عاصم نے جس طرح قہ کے کارنامے کے متعلق بتایا ہے تو مجھے عمران صاحب اور ان کے ساتھی یاد آگئے ہیں۔ علی شاہ نے اجٹائی عقیدت مجھ سے لگے میں کہا۔

تم تو عمران کے متعلق ایسے بات کر رہے ہو جیسے وہ جہاڑی ہو“

..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب تو بہت معتمد انسان ہیں۔ معتقدیوں کی مدد کے لئے اگر کوئی چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی کوئی کام کرے تو میں اس کے ہر دھوکہ پر پنا اپنے لئے فخر محسوس کروں گا“..... علی شاہ نے اجٹائی جذباتی لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک اڈے کے ایک کونے سے ٹرانسمیٹر کی تیز آواز سنائی دی اور علی شاہ چونک کر مڑ اور تیزی سے اس کونے کی طرف بڑھ گیا عمران بھی ادھر متوجہ ہو گیا۔ وہاں کونے میں واقعی ایک جدید قسم کا ٹانگ ریج ٹرانسمیٹر موجود تھا علی شاہ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا۔

”ہیلو ہیلو اے۔ اے۔ ٹو کالنگ ذیل اور“..... بٹن دباتے ہی ایک تیز آواز سنائی دی۔

”ہیس..... ذیل ٹانگ یو اور“..... علی شاہ نے جواب دیتے

منع کرتے ہوئے خود بین دبا کر بات کی۔

”ہیلو میں وہی پاکہیشانی مینکسٹ بول رہا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس وقت ڈینے کے ایک خفیہ اڈے میں موجود ہوں۔ چھانڈنی کو ہم نے جہاد کیا ہے اور عاصم اور اس کے ساتھ تین دوسرے افراد کو بھی ہم چھانڈنی سے نکال لائے ہیں۔ کرنل درگہ رام کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ جو کرنل درگہ رام چھانڈنی سے باہر گیا تھا وہ ہمارا ساتھی تھا جس پر ہم نے کرنل درگہ رام کا میک اپ کیا ہوا تھا۔ میں تمہیں یہ باتیں اس لئے بتا رہا ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ہم کافرستانی فوج کے مینکسٹ نہیں ہیں اگر چہارا مطلب اے سے آصف ہے تو پھر واقعی یہ حیران کن بات ہے کہ آصف کو کیوں اغوا کیا گیا ہے اور کس نے کیا ہے۔ تم ہمیں بتاؤ کیا آئیڈیا ہے کہ آصف کہاں ہو سکتا ہے۔ اسے چھوڑنا ضروری ہے اور“.....

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اوه سر..... پھر تو واقعی جو کچھ میں سوچ رہا تھا وہ غلط تھا۔ آصف صاحب کے اغوا کے بعد ایک اور بات کا مجھی پتہ چلا ہے کہ راہولی شہر کے محفی طرف پہاڑیوں میں آصف کے چھارہ مت علی کی لاش بھی دستیاب ہوئی ہے۔ وہ کھائی میں گر کر ہلاک ہوا ہے۔ اس کے جسم پر کسی گولی کا نشان نہیں ہے، لیکن میری کچھ میں یہ بات نہیں آئی کہ رحمت علی یہاں کا قیدی باشندہ ہے۔ اس آدمی کا کھائی میں گرنا حیرت انگیزی کہا جاسکتا ہے میں نے اپنے ایک آدمی کو رحمت علی کی ہستی میں بھیجا تو وہاں سے ایک نئی اطلاع ملی ہے کہ وہاں ایک آدمی پہنچا جس نے اپنے آپ کو کافرستانی

”اے پرتو توج تک کسی کو شک ہی نہ ہو سکا تھا اور بڑے بڑے فوجی افسر اس کے دوست تھے۔ پھر اپنا تک یہ کہنے ہو گیا اور“..... علی شاہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں چھادی بات درست ہے، لیکن دراصل ایک اور پکر چل گیا ہے جس کی وجہ سے مجھے زیادہ فکر لاحق ہو گئی ہے۔ اے۔ اے۔ سے اپنا تک چند پاکہیشانی مینکسٹ ملے۔ اور حیف نے دگام سے ان کی خبر پورہ کر دینے کی ہدایت کر دی اور۔ اے نے انہیں اپنے ایک خاص اڈے میں رکھا اور۔ اے کے کہنے پر میں نے ایک فوجی چیپ بھی اڑا کر اس اڈے پر پہنچائی اور فوجی یوٹیفائر بھی مہیا کر دیں اور میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق چھانڈنی میں جانے والی چیپ وہی تھی جو میں نے حاصل کی تھی لیکن بعد کی جو رپورٹ ملی اس کے مطابق تو ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ یہ لوگ دراصل کافرستانی فوجی ہی تھے۔ تبھی تو کرنل درگہ رام ان سے ملا بھی اور پھر ان کے ساتھ چھانڈنی سے باہر گیا، اور ان کے چھانڈنی سے باہر جانے کے بعد ہی۔ اے کو بھی فوجی اٹھا کر لے گئے ہیں اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پاکہیشانی مینکسٹ..... چھارے حیف نے بھی ان سے تعاون کیا ہدایت کی تھی کیا تم درست کہہ رہے ہو اور“..... علی شاہ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ اسی لمحے عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر علی شاہ کو بولنے سے

گیا اور اس نے یقیناً رحمت علی کو ہلاک کیا ہوگا اور رحمت علی نے ہی ہمیں آصف سے ملوایا تھا اس لئے اس نے رحمت علی سے اس بارے میں معطوم کر لیا ہوگا۔ بہر حال تم فکر نہ کرو۔ اگر آصف زندہ ہے تو ہم جلد ہی اسے برآمد کر لیں گے اور..... عمران نے کہا۔

”میں خود بھی کوشش کر رہا ہوں، جناب۔ اگر تجھے آصف صاحب کے متعلق معطوم ہوا تو میں یہاں اطلاع کر دوں گا۔ اور اگر آپ کو اس کا پتہ چل جائے تو آپ پلیز ذوالفقار کو بتا دیں وہ تجھے کال کر دیں گے اور پھر میں انہیں چھوڑنے کی کوشش کروں گا اور اخذ آئل..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ شتم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”آپ کا نام ذوالفقار ہے..... عمران نے مڑ کر ساتھ کھڑے علی شاہ سے پوچھا۔

”جی ہاں میرا پورا نام ذوالفقار علی شاہ ہے۔ ویسے عام طور پر میں علی شاہ کے نام سے مشہور ہوں تو کیا آپ..... علی شاہ نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”ہاں..... میرا ہی نام علی عمران ہے..... عمران نے کہا تو علی شاہ بے اختیار اچھل پڑا..... اس کے چہرے پر اچھائی مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

”اوہ اوہ تجھے پہلے ہی شک ہو رہا تھا ورنہ کوئی عام بکثرت کبھی بھی اس طرح اس چھڑائی کو تباہ نہیں کر سکتا۔ حالانکہ ہمارا ساتھی ماسم ان کی قیدی

فرج کا افسر بتایا۔ رحمت علی کی بیٹی مبارہ اور بستی کے لوگوں سے اس نے پوچھا کہ چھ فرجی ادھر آئے ہیں اور بستی والوں نے انہیں چھپا رکھا ہے لیکن جب بستی والوں نے انکار کیا تو اس نے پوری بستی کو جلاسنے کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ اس وقت رحمت علی وہاں پہنچ گیا اور رحمت علی نے اسے بتایا کہ اس نے چھ سیارہ پوشوں کو دور سے پہاڑوں کے اندر راہولی کی طرف جاتے دیکھا ہے جس پر وہ افسر رحمت علی کو ساتھ لے کر راہولی کی طرف چل پڑا اور اس کے بعد آصف صاحب بھی اسوا ہو گئے اور رحمت علی کی تلاش بھی ملی اور..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران یہ بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

”اس افسر کا کوئی حلیہ وغیرہ معطوم ہوا ہے اور..... عمران نے پوچھا اور جب جواب میں دوسری طرف سے حلیہ بتایا گیا تو عمران کے ہونٹ بے اختیار ہلچلے کیونکہ یہ صورتحال منور کا حلیہ تھا جسے وہ غار میں مردہ چھوڑ آئے تھے۔

”جہاں انام کیا ہے اور..... عمران نے پتہ لہجوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

”میرا نام عابد ہے جناب میں آصف صاحب کا اسسٹنٹ ہوں اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو پھر سنو وہ افسر ہلیک ہیلڈ کے سیکشن فور کا چیف منور ہے۔ ہم اسے ایک غار میں مردہ کچھ کر چھوڑ آئے تھے وہ ہمارے متعلق ہی پوچھ رہا تھا۔ یقیناً ہم سے غلطی ہوئی ہے کہ ہم نے اسے مردہ کچھ لیا تھا، وہ زندہ ہو

”کرفیو کے دوران چیکنگ فوج کر رہی ہوگی یا پولیس“..... عمران نے پوچھا۔

”دونوں“..... علی شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”عمران یہ وقت سوچنے کا اور پلاننگ کا نہیں ہے۔ اگر ہم نے آصف کو واقعی چھوڑ دانا ہے تو ہمیں اس کے لئے کوئی اندھا اقدام کرنا ہوگا۔“..... یکتا حور نے کہا۔

”علی شاہ تم ہمیں پولیس یوٹیلز میں کیا کر سکتے ہو؟“..... عمران نے علی شاہ سے پوچھا۔
 ”اس وقت تو ممکن نہیں ہے۔“..... علی شاہ نے جواب دیا۔

”او۔ کے پھر ایسا کرو کہ ہمیں وہاں تک پہنچا دو جہاں سے چیکنگ شروع ہوتی ہے۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے۔ اسے ہاں عابد کہہ رہا تھا کہ اس کی کوئی خاص حیثیت ہے۔ کیا حیثیت ہے اس کی؟“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ فوجی خبر ہے اور بظاہر ہندو بنا رہتا ہے۔“..... علی شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہاں آسکتے گا؟“..... عمران نے پوچھا۔
 ”نہیں اس وقت اس کا وہاں آنا خطرناک ہوگا۔ البتہ میں آپ کو اس کے ایک خاص اوڑے تک پہنچا سکتا ہوں۔“..... علی شاہ نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ چلو ہمیں اسے تو نکلیں اور ہمیں اسلحہ بھی چاہیے۔“..... عمران نے کہا۔

میں تھا اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ لوگ سفاک درندے ہیں لیکن ہم میں بھی جرئت نہ تھی کہ ہم اس جھادنی پر حملہ کر سکتے۔“..... علی شاہ نے کہا۔
 ”باتیں بعد میں ہوں گی پہلے آصف کی برآمدگی ضروری ہے ورنہ تار گرہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔“..... عمران نے اچھائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”اس کی آپ فکر نہ کریں آصف کی چاہ ہے وہ لوگ ایک ایک یونیٹ علیحدہ کر دیں اس کی زبان نہ کھلے گی لیکن اس کے باوجود آصف کی برآمدگی ضروری ہے کیونکہ اس کی وجہ سے مجاہدین کی تحریک کو بے حد قوت حاصل ہے اور اس مسئلے میں آپ جو بھی پلاننگ بنائیں، میں اور میرا پورا گروپ غلاموں کی طرح آپ کے حکم کی تعمیل کرے گا۔“..... علی شاہ نے کہا۔

”اب منہر کے سامنے آنے کے بعد یہ بات تو طے ہو چکی ہے کہ آصف کو بلیک باؤنڈز نے اغوا کیا ہے۔ میں نے کرنل دوگرا رام سے ان کا مقامی اڈہ معلوم کر لیا ہے۔ یہ اڈہ راجہ ہٹ بازار کے آخری سرے پر خاکی رنگ کی عمارت ہے۔ آصف کو قید خانہ میں رکھا گیا ہوگا لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ شہر میں کرفیو نافذ ہے اس لئے ہمارا وہاں تک پہنچنا ہی اصل مسئلہ ہوگا۔ کیا تم کوئی ایسا راستہ بتا سکتے ہو جس سے ہم کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں تک پہنچ سکیں۔“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ راجہ ہٹ بازار تو شہر کے وسط میں ہے۔ وہاں تک پہنچنے پہنچنے ہمیں سینکڑوں جگہ پر چمک کیا جائے گا۔“..... علی شاہ نے اچھائی یا بوسا نہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسلمہ مل جائے گا۔ اس کی آپ فکر نہ کریں۔“..... علی قیام نے کہا
اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جسہ فناء آصف کی کر بناک جتنوں سے گونج رہا تھا۔ آصف کی حالت
اجتنائی و گڑ گڑاں ہو رہی تھی اس کا پورا جسم زخموں سے پر تھا۔ سہرہ اس قدر
سوچ گیا تھا کہ اس کی آنکھیں بھی غائب ہو گئی تھیں۔ اس کے جسم پر جگہ
جگہ سے خون بہہ رہا تھا اور وہ کمرے کے درمیان زخمیروں سے ہوا میں لٹکا
ہوا پانی سے ٹپکنے والی پتیلی کی طرح چپ رہا تھا۔ اس کے سلسلے سنوہر اور
کوزہ کھڑے تھے۔ سنوہر کے ہاتھ میں ایک خاردار کوزہ تھا۔ جب کہ کوزہ
کے ہاتھ میں ایک خون آلود شہر تھا۔

’یو لو..... کہاں ہیں وہ پاکیشیائی لجنٹ کہاں چھپایا ہے تم نے
انہیں۔‘..... سنوہر نے عصبے سے چٹختے ہوئے کہا۔
’م۔م۔م۔ مجھے نہیں معلوم۔‘..... آصف نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں
کہا۔

’تم کیا جہادی روح بھی بنائے گی۔‘..... سنوہر نے چٹختے ہوئے کہا۔

سے اڑ گئی ہے۔..... کو رو نے اجنبائی دہشت زدہ لہجے میں کہا تو منوہر
جی بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا..... کیا کہہ رہے ہو کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“
..... منوہر نے حیرت سے پچھتے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں جناب شہر پر قیامت گزر گئی ہے۔ نہ صرف
جھاڑنی بلکہ فوج کے ٹیڑھ دو سو سپاہی بھی مر گئے ہیں اور یہاں موجود فوج
اور پولیس اس وقت اجنبائی خوفزدہ نظر آ رہی ہے، لیکن سب سے حیرت
انگیز بات یہ ہے کہ کرنل دوگرا رام اس جگہ سے بچے جھاڑنی سے باہر چلا
گیا اور اب تک اسے تلاش نہیں کیا جاسکا۔..... کو رو نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ وری ہیڈ یہ سلاش ہے۔ کوئی بہت بڑی سازش۔ تجھے یقین
ہے کہ یہ ان پاکستانی بمبھٹوں کا ہی کیا دھرا ہوگا۔ آؤ میرے ساتھ ہمیں
فوراً وہاں پہنچ کر ان کو تلاش کرنا ہے۔ منوہر نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم
اٹھاتا چہرے خانے سے نکل کر رابدری میں سے گزرنا ہوا اور برقیاتی ہوئی
سیڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ چکا تھا۔

”جناب جناب..... ہم نے ایک ٹرانسمیٹر کال کیجکی ہے۔ جناب اس
میں جھاڑنی کی جگہ کا ذکر موجود ہے۔..... ایک آدمی نے تیزی سے اس
کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کو رو اور منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ اوہ..... کہاں ہے اس کی پیپ..... تجھے سناؤ۔“ منوہر نے
پچھ کر کہا اور دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ کو رو بھی اس کے ساتھ تھا اور

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر پاگوں اور وحشیوں کی طرح
آصف پر کوڑے برسانے شروع کر دیے اور آصف کی اجنبائی کریمک
جینوں سے کرہ لڑنے لگا وہ بار بار بے ہوش ہوتا۔ پھر کوڑے کی ضربوں
سے ہوش میں آکر پچھتے لگ جاتا۔

”اس کے پیروں کے نیچے آگ جلاؤ کو رو۔ اس کے پورے جسم کا
گوشت جلا ڈالو میں دیکھتا ہوں یہ کب تک برداشت کر سکتا ہے۔“
منوہر نے پچھتے ہوئے کہا اور پھر نیچے ہٹ کر وہ پاپٹے لگا۔

”باس اگر آپ کہیں تو میں اس کے دشمنوں میں مرچیں اور ملک بھر
دوں۔“ کو رو نے کہا۔

”ہاں..... ٹھیک ہے..... لے آؤ مرچیں اور ملک لے آؤ۔“
منوہر نے پچھتے ہوئے کہا اور کو رو تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔

”تم ہٹاؤ۔“ ضرور ہٹاؤ گے۔“ منوہر نے زنجیروں سے لٹکے
ہوئے آصف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”م۔م۔م۔ میں کچھ نہیں جانتا۔..... آصف کے منہ سے آہستہ آہستہ
الفاظ نکلے اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔

”نجانے یہ لوگ کسی مٹی کے پتے ہوئے ہیں..... زبان ہی نہیں
کھولتے۔“ منوہر نے ہوش میں پچھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک
دھماکے سے کھلا اور کو رو دھماکتا ہوا اندر آیا۔

”جناب جناب غضب ہو گیا۔ پوری جھاڑنی اسلحہ ڈپو سمیت دھماکے

تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور چھوٹے سے جہر خانے میں پہنچ گئے جہاں دیوار کے ساتھ ایک بڑی مشین نصب تھی اور وہ آدمی اسے آپسٹ کر رہے تھے۔
 ”لگاؤ وہ پیپ“..... کورونے کہا۔ اور ان میں سے ایک نے سر ہلاتے ہوئے یٹن دبا دیا۔

”ایلیو ایلیو اے۔ اے۔ نو کالنگ ڈیڈ اور“..... ایک آواز سنائی دے رہی تھی۔

”یہ تو واقعی پراسرار کال ہے جو اکثر سنائی دیتی رہتی ہے لیکن قریب تک ٹریس نہیں ہو سکی“..... کورونے ہوش بیچتے ہوئے کہا۔

”یس ڈیڈ انڈنگ یو اور“..... چند لمحوں کے بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

”ڈیڈ میں نے کہیں اس لئے کال کیا ہے کہ اے کو کافرستانی فوجی اس کی دکان سے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی تو اچانک فوجی جھڑپی خوفناک دھماکوں سے جلا ہو گئی..... اے۔ اے۔ نو اس طرح بات کر رہا تھا جیسے وہ کسی کو تفصیلی رپورٹ دے رہا ہو۔ منوہر کے ہونٹ بھیج گئے تھے اور جہرہ مست گیا تھا لیکن وہ خاموشی سے پیپ سننا رہا اور پھر جب درمیان میں اس پاکیشیائی مینٹ کی آواز ابھری تو منوہر بے اختیار اچھل پڑا۔ کورونے ہجرے پر بھی حیرت تھی کیونکہ وہ تفصیل بتاتی جا رہی تھی اس سے اب یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ قریب درگاہ کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور جھڑپی بھی ان پاکیشیائی ہتھیاروں نے ہی جہاد کی ہے۔

”ہو نہہ..... تو میرا خیال درست نکلیا یہ کارروائی پاکیشیائی مینٹ نے کی ہے اور یہ آصف جو کچھ نہیں بتا رہا۔ اب اس کا نام بھی سانسے آگیا ہے۔ یہ گروپ لیڈر ہے اور اس کی وجہ سے ان پاکیشیائی ہتھیاروں کو جھڑپی جہاد کرنے کا موقع ملا ہے“..... منوہر نے دامت پیسے ہونے کہا۔
 ”اے گولیوں سے بھجلی نہ کر دیا جائے“..... کورونے کہا۔

”نہیں یہ ہمارے پاس قریب کا پتہ ہے۔ اب اس کے ذریعے ہم ان پاکیشیائی ہتھیاروں کا سراغ لگا لیں گے۔ تم ایسا کرو کہ اس کے جسم میں ایس۔ ایس ڈی کا فون لگا دو اور اسے اس کی دکان پر پہنچا دو۔ لازماً یہ پاکیشیائی مینٹ اس سے ملے گی اور اس طرح ہم انہیں آسانی سے ٹریس کر لیں گے“..... منوہر نے کہا۔

”اوہ یس ہاس..... یہ بہترین ترکیب ہے“..... کورونے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور منوہر نے سر ہلا دیا۔

”اس کی بیٹی بیچ بھی کر ادنا۔ کہیں وہ مری نہ جائے اب اس کی زندگی ہمارے لئے اس کی موت سے زیادہ قیمتی ہے اور جلد از جلد یہ سارے کام کر ڈالو۔ اس کے علاوہ گنگو میں ذوالفقار نامی آدمی کو بھی ٹریس کرنا پڑے گا۔ جسے ڈیڈ کہا گیا ہے۔ یہ بھی اہم آدمی ہے اور پاکیشیائی مینٹ اس کی پناہ میں ہیں۔ کیا یہاں جہاد کوئی ایسا خبر ہے جس سے اس بارے میں کوئی کمیولٹس کے“..... منوہر نے کہا۔

”یس ہاس جمال پورہ کے علاقے میں جو شہر کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ ایک ہوٹل کا مالک موہن میرا خاص خبر ہے۔ وہ یہاں کا قدرتی

”نہیں سر..... ہولڈ آن کریں..... دوسری طرف سے موڈ بانڈ لگے

میں کہا گیا۔

”ایک پولیس کشفز آئند بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک آواز

سنائی دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ چھاڈی کی جہاں کے بعد اب فوج کا انچارج

کون ہے..... کو روئے سرو لگے میں پوچھا۔

”جواب کرنل دوگ رام تو اب تک دستیاب نہیں ہو سکے۔ ویسے باقی

ماندہ فوج کا سربراہ ان کی عدم موجودگی میں۔ پھر دسے ہیں۔ سائمن نے دگم

سے مزید فوج بھی طلب کر لی ہے..... پولیس کشفز نے موڈ بانڈ لگے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر دسے اس وقت کہاں ہیں..... کو روئے پوچھا۔

”انہوں نے اپنی کوشش کو ہی عارضی طور پر اپنا دفتر بنایا ہے.....

دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ان کا فون نمبر کیا ہے..... کو روئے پوچھا اور دوسری طرف سے

فون نمبر بتا دیا گیا۔ کو روئے لو۔ کے کہہ کر کر بیڈل دبا دیا۔ اور پھر ہاتھ

اٹھا کر اس نے پولیس کشفز کے بتاتے ہوئے نمبر داخل کرنے شروع کر

دیے۔

”نہیں..... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی

دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ پھر دسے سے بات کرائیں..... کو روئے

باغداد ہے اور ایک ایک آدمی کے بارے میں جانتا ہے۔ اگر آپ حکم دیں

تو اسے یہاں بلوایا جائے..... کو روئے کہا۔

”نہیں میں خود وہیں جاؤں گا۔ اس طرح بات حجت زیادہ اچھے ماحول

میں ہو سکے گی۔ تم ایسا کرو ٹیپ لگے دے دو ہو سکتا ہے مومن آواز سن کر

پہچان جائے اور لپٹے کسی ایسے آدمی کو میرے ساتھ بھیج دو جو اس علاقے

اور مومن کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ تم سپیشل پاس بھی

ملٹری سے حاصل کر لو تاکہ ہمیں راستے میں روکا نہ جائے..... منوہر

نے کہا۔

”میں ساجن کو آپ کے ساتھ بھیج رہا ہوں..... وہ اسے جانتا بھی

ہے اور بہترین ڈرائیور بھی ہے۔ پاس کے لئے لگے کرنل دوگ رام کی جگہ

ملٹری انچارج کا معلوم کرنا ہوگا۔ پولیس کشفز کو معلوم ہوگا۔ میں اسے

فون کرتا ہوں..... کو روئے کہا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے

ٹرانسمیٹر چیکنگ روم سے نکل کر دوبارہ اسی پینل والے دفتر تک آ کرے میں

پہنچ گئے تھے۔ کو روئے آگے بڑھ کر میز پر موجود فون کا رسورسٹا یا اور تیزی

سے نمبر داخل کرنے شروع کر دیئے جب کہ منوہر دفتر سے ملتا ہاتھ روم کی

طرف بڑھ گیا۔

”پولیس کشفز آفس..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

آواز سنائی دی۔

”بی۔ ایچ بول رہا ہوں۔ کشفز سے بات کرنا..... کو روئے تیز لگے

میں کہا۔

اسی طرح سر دھلے میں کہا۔
 "میں سر ہولان کریں۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "ہیلے۔۔۔۔۔۔ میجر دے ہول رہا ہوں۔۔۔۔۔۔ جتنے لمحوں بعد ایک اور آواز
 سنائی دی۔

"میجر دے۔۔۔۔۔۔ میں بی۔ ایچ ہول رہا ہوں۔۔۔۔۔۔ مجھے چھاننی کی جباہی کا
 اطلاع مل چکی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اس جباہی کا ذمہ دار
 کون ہے اور یہ بھی بتاؤں کہ کرنل درگام کو چھاننی کے اندر تار مار
 سیل میں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ وہ فوجی جو جیب میں آئے تھے وہ غیر ملکی
 مہجنت تھے اور جو کرنل درگام ان کے ساتھ باہر گیا تھا وہ ان کا ہی ساتھی
 تھا۔ انہوں نے اس کے چہرے پر کرنل درگام کا میک اپ کر دیا تھا۔ ہم
 اب ان غیر ملکی مہجنتوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم
 اپنی مخصوص یونیفارمز استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح وہ مہجنت
 ہمیں فوراً پہچان لیں گے اور عام لباس میں ہم باہر نہیں نکل سکتے کہ باہر
 آپ حضرات نے کر فیونگار کہا ہے اس لئے آپ ایسا کریں کہ فوری طور پر
 سپیشل پاس ہمیں بھجوا دیں اور اپنے تمام فوجیوں کو مطلع کر دیں کہ وہ
 اس سپیشل پاس کو دیکھ کر ہمارے آدمیوں سے کوئی بات نہ کریں۔۔۔۔۔۔
 کو روئے تھما دے مجھے میں کہا۔

"میں نے جہادی گنگو سن لی ہے۔ اب میں ساحن کے ساتھ جا کر
 پولیس کھنڈر سے پاس لے لوں گا۔ تم جا کر اس آصف کے بارے میں
 میری ہدایت پر عمل کرو۔۔۔۔۔۔ منوہر نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا ہر دہائی
 دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جیب میں بیٹھا اس
 عمارت سے باہر نکلا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کو رو کا آدمی ساحن تھا۔ ٹرانسپیر
 گنگو کی جیب منوہر کی جیب میں تھی اور منوہر نے ساحن کو پولیس کھنڈر
 سے پاس حاصل کرنے اور اس کے بعد جمال پورہ پہنچ کر موہن سے ملنے کے
 بارے میں ہدایات دے دی تھیں۔ اور جیب تھوڑی دیر بعد قریب واقع
 پولیس کھنڈر کے دفتر پہنچ گئی۔ بی۔ ایچ کا نام سننے ہی منوہر کو پولیس کھنڈر
 کے دفتر میں پہنچا دیا گیا۔ پولیس کھنڈر نے اگلے کوارٹر منوہر کو سیلٹ
 کیا۔

”آپ بی۔ ایچ سیٹشن چیف ہیں۔ مجھے ابھی بی۔ ایچ نے فون کر کے اطلاع دی ہے کہ آپ میرے دفتر تشریف لا رہے ہیں۔ میں آپ کو اپنے دفتر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔“ پولیس کسٹرنے اہتائی موبائل گجے میں کہا۔

”شکریہ۔ وہ پشپل پاس آگیا ہے۔“ منوہر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ابھی پہنچا تو نہیں لیکن بیکر دسے کافون آیا تھا کہ وہ پشپل پاس بھجا رہے ہیں۔ دسے جناب آپ پولیس فورس کو حکم کریں۔ پولیس فورس آپ کے حکم کی تعمیل میں اپنی جائیں لڑا دے گی۔“ پولیس کسٹرنے خوشامد لگے میں کہا۔

”جب ضرورت پڑی تو میں آپ کو کال کر دوں گا۔“ منوہر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک پولیس آفیسر نے اندر آکر کارڈ پولیس کسٹرنے کو دیا تو اس نے وہ کارڈ منوہر کی طرف بڑھا دیا۔

”شکریہ۔“ منوہر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیب پولیس آفس سے نکل کر جمال پورہ کی طرف بڑھنے لگی۔

”ساجن نے پشپل پاس جیب کی فرمٹ سکرین پر دکھایا تھا۔ اس لئے راستے میں انہیں روکنے کی بجائے فورج کے سپاہی باقاعدہ سلیکٹ کرتے جا رہے تھے۔“

”تقریباً ایک گھنٹے کے بعد جیب ایک قدیم ٹائپ کے علاقے میں داخل ہو کر کلاسی کے بنے ہوئے ایک بڑے سے ہوٹل کے سامنے پہنچ کر

رک گئی۔ ہوٹل کا دروازہ آدھا بند تھا اور ہوٹل کا بال بالکل غالی نظر آ رہا تھا۔

”میں بلا لاؤں موہن کو۔“ ساجن نے جیب روکنے ہی پر بھجا۔

”نہیں۔۔۔۔۔ اندر چل کر اس سے بات کرتے ہیں۔“ منوہر نے کہا اور پھر وہ ساجن کے ساتھ چلتا ہوا ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ سجدہ لگوں بعد موہن ان کے سامنے تھا۔ وہ درمیانے قد اور بھاری جسم کا ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن چہرے سے ہی شیطان صفت آدمی لگتا تھا ساجن کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

”موہن یہ سیٹشن چیف ہیں۔“ ساجن نے منوہر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”اوہ میں سر۔۔۔۔۔ میں سر۔۔۔۔۔ مجھے کور و صاحب نے فون پر آپ کی آمد کی اطلاع دے دی ہے۔“ موہن نے بڑے مودبانہ انداز میں منوہر کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

”ساجن تم باہر جاؤ مجھے موہن سے ضروری باتیں کرنی ہیں۔“ منوہر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور سر ملاتا ہوا خاموشی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”آئیے جناب ادھر دفتر میں بیٹھتے ہیں جناب۔“ موہن نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور منوہر سر ملاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ سجدہ لگوں بعد وہ ایک صاف ستھرے کمرے میں پہنچ گئے۔

”کیا سیوا کر دوں جناب۔“ موہن نے خوشامد لگے میں کہا۔

ہی کہا۔

”ایک منٹ جناب بات چیت آگے چلنے دیجئے“..... موہن نے کہا اور منوہر خاموش ہو گیا۔ موہن بڑے غور سے گفتگو سن رہا تھا۔

”میں سر میں کچھ گیا ہوں یہ علی شاہ کی آواز ہے۔ اس کا پورا نام ذوالفقار علی شاہ ہے۔ ویسے یہ علی شاہ کے نام سے مشہور ہے“..... موہن نے تھوڑی دیر بعد بڑے حتیٰ لکھ میں کہا تو منوہر نے پیپ دیکارڈر تک کر دیا۔

”کون ہے یہ آدمی اور کہاں رہتا ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ“..... منوہر نے سرست بھرے لکھ میں کہا۔

”یہ علی شاہ فروٹ مرچنٹ ہے جناب۔ پہلے یہ کافرستان میں کسی سرکاری محکمے میں ملازم تھا۔ پھر وہاں سے نوکری چھوڑ کر کہاں آگیا اور اس نے فحش فروٹ کا قحوق کا کام شروع کر دیا۔ اس کی دکان کنوے بازار میں ہے۔ میں اسے اس لئے پہچانتا ہوں کہ اس کا ملازم میرا دوست ہے اور کہاں ہو علی میں اکثر آتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی علی شاہ بھی اس کے ساتھ کہاں آجاتا ہے“..... موہن نے جواب دیا۔

”اس کی رہائش کہاں ہے“..... منوہر نے پوچھا۔

”رہائش کا تو میں نے کبھی پوچھا نہیں۔ ویسے میں معلوم کر سکتا ہوں“..... موہن نے کہا۔

”کیسے معلوم کرواؤ گے“..... منوہر نے پوچھا۔

”اس کا ملازم اس محلے میں رہتا ہے۔ اس کا نام جابر ہے۔ میں اسے بلا

”بیشر موہن حالات انتہائی مخدوش ہیں اور مجھے اس وقت جہادی ضرورت ہے۔ گورو نے مجھے بتایا ہے کہ تم انتہائی ہوشیار نمبر ہو“..... منوہر نے سنجیدہ لکھ میں کہا۔

”یہ ان کی سہرانی ہے جناب کہ وہ مجھے ایسا سمجھتے ہیں..... ویسے آپ حکم فرمائیں۔ مجھ سے جو سوا بھی ہو سکے گی میں اس میں دریغ نہ کروں گا“..... موہن نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کسی ذوالفقار نامی آدمی کو جاملے ہو“..... منوہر نے پوچھا۔

”ذوالفقار..... اس نام کے چار پانچ آدمیوں کو تو جانتا ہوں..... موہن نے کہا تو منوہر ہلکے پڑا۔

”جہاں سے پاس پیپ دیکارڈر ہے“..... منوہر نے پوچھا۔

”جلی ہاں ہے“..... موہن نے جواب دیا۔

”لے آؤ میں تمہیں ایک کیسٹ سناتا ہوں۔ اس میں ایک آدمی کا نام ذوالفقار لیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے تم اسے آواز سے پہچان جاؤ“..... منوہر نے کہا اور موہن اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ منوہر نے عجب سے وہ کیسٹ نکالا جو وہ آنے سے پہلے وہاں سے ساتھ لے آیا تھا جس میں ٹرانسمیٹر مرنے والی گفتگو موجود تھی۔

موہن نے الماری سے ایک پیپ دیکارڈر نکال کر میز پر رکھی تو منوہر نے اس میں ٹیپ لگا۔ اور پھر پیپ دیکارڈر آن کر دیا۔

”یہ۔۔۔ آؤں تو لپٹے قہقہے کوڑ پڑے کہہ رہا ہے۔ اس کا آخر میں اس کا نام ذوالفقار بتایا گیا ہے“..... منوہر نے ایک آواز کے برآمد ہوتے ہوئے

”جواب آخر میں نے کیا قصور کیا ہے۔ آپ مجھے کیوں یہ سزا دے رہے ہیں.....“ جابر نے روتے ہوئے سچے میں کہا۔ وہ واقعی خوف سے تھر تھرا کاٹ رہا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر منہر کچھ گیا کہ یہ شخص ایک عام ساحل باز ہے۔ اس کا تعلق کسی گوریلٹا تنظیم سے نہیں ہو سکتا۔

”تم نے مجھ سے غلط بیانی ہے کہ علی شاہ نافرستان گیا ہوا ہے جب کہ آج ہی اس کی گفتگو ہم نے ایک جگہ سنی ہے۔ اگر تم سچ بتاؤ کہ علی شاہ کہاں ہے تو میں جس زندہ چمڑوں گارہ جہادی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی.....“ منہر نے کشت سچے میں کہا۔ اسی لمحے مسلح آدمی نے کوڑا لاکر منہر کے ہاتھ میں دے دیا۔

”سچ.....“ جواب..... میں جاکر رہا ہوں۔ انہوں نے خود مجھے بتایا تھا کہ وہ نافرستان جابر ہے ہیں اور وہ اکثر وہاں کاروبار کے سلسلے میں جاتے رہتے ہیں.....“ جابر نے جواب دیتے ہوئے کہا، لیکن دوسرے لمحے شراب کی تیز آواز کے ساتھ ہی جابر کے حلق سے انتہائی کرباک جھنجھکی اور اس کا بدن جاہو جسم بری طرح پھونکنے لگا۔ منہر نے پوری قوت سے پہلا کوڑا رسید کر دیا تھا۔

”م۔م۔م میں کچھ کہا ہوں میں کچھ کہا رہا ہوں جواب.....“ جابر نے بری طرح کراہتے اور میٹھے ہوئے کہا لیکن اس کا جواب سنتے ہی منہر پر جیسے دیوانگی سی سوار ہو گئی۔ اس نے مشین کی طرح جابر کے جسم پر کوڑے برسائے شروع کر دیے۔ جابر تکلیف کی شدت سے دوبارہ ہوش میں بھی ہو گیا لیکن منہر کے خوفناک کوڑوں کی ضربیں اسے دوبارہ ہوش میں

”یہ جابر ہے۔“ علی شاہ کا شیر۔ اسے نارجر سیل میں لے جاتے.....“ منہر نے سر ملاتے ہوئے کو روکے کہا۔

”علی شاہ.....“ کو روکنے پر ٹپک کر ہو جھا۔

”ذوالفقار کا پورا نام ذوالفقار علی شاہ ہے۔ دیکھو وہ علی شاہ کے نام سے مشہور ہے.....“ منہر نے جواب دیا۔ اور کو روکنے اثبات میں سر ملا دیا۔ اور پھر اس نے دو مسلح آدمیوں کو اشارے سے بلایا۔

”اسے نارجر سیل میں لے جاتے اور نکلس کر دو.....“ کو روکنے ان دونوں سے کہا۔

”جلو.....“ ان دونوں نے جابر کا ایک ایک بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

”م۔م۔م مگر.....“ جابر نے احتجاج کرنا چاہا لیکن وہ دونوں اسے اس طرح پکڑے۔ کھینچے ہوئے نیچے تہ خانے کی طرف لے گئے۔

”تم نے اب ایس۔ ایس ڈی ڈکلا فون کو ہر لمحے چیک کرتا ہے۔ خاص طور پر کاشن کا محل وقوع۔ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی ان پاکیشیائی بھائیوں کا پتہ چل جائے گا۔ میں اس دوران اس جابر کی زبان کھلوں گا ہوں.....“

منہر نے کہا اور کو روکے سر ملاتے پردہ مڑ کر تیزی سے راہداری میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس تہ خانے میں پہنچ گیا جیسے نارجر سیل کہا جاتا تھا۔ جابر کو ایک دروازے کے ساتھ زنجیروں سے باندھ دیا گیا۔ وہ مسلسل چیخ رہا تھا۔

”یہ بہت شور مچا رہا ہے جواب.....“ منہر کے اندر داخل ہوتے ہی اسے لے آنے والے دونوں مسلح افراد میں سے ایک نے کہا۔

اس جواب پر غصے سے پاگل ہو گیا اور دوسرے لمحے کمرے میں کوڑوں کی شراب شراب کی آوازوں کے ساتھ ہی جہاز کی کربناک جھنکوں کا جیسے طوفان سا اٹھ گیا۔ پھر یہ جھنکیں ڈوبتی چلی گئیں لیکن منور اسی طرح پاگوں کے سے انداز میں مسلسل کوڑے برساتے چلا جا رہا تھا۔

”جناب..... یہ آدمی مر چکا ہے..... ایک مسلح آدمی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”اوہ مر گیا۔ اتنی جلدی اس قدر بزدل اور کمزور آدمی تھا۔ ہوش..... منور نے ہاتھ روک کر پانچے ہوئے کہا۔ مسلسل کوڑے برساتے کی وجہ سے وہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔

”جناب یہ آدمی جسمانی طور پر کمزور تھا لیکن آپ انتہائی طاقت ور ہیں آپ کی طاقت کی وجہ سے یہ مر گیا ہے..... اس آدمی نے خوشامد لمحے میں کہا اور منور کا ہرہہ مسرت سے جھک اٹھا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو۔ جاؤ کو رو کو بلاؤ اب میں اس کی لاش سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں..... منور نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ آدمی تیزی سے دروازے کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ گورو اندر داخل ہوا۔ اس کا ہرہہ جوش سے سرخ پڑا تھا۔

”جناب ان پاکیشیائی ہتھنوں کا پتہ چل گیا ہے وہ سونا نا می پہاڑی علاقے میں موجود ہیں..... کو رو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ کیسے..... کیسے پتہ چلا..... منور نے چونک کر پوچھا۔

”جناب ٹرانسمیر پھر لنگھو ہوئی جس میں اس اے۔ اے ٹو نے دیے

لے آئیں۔ اس کا جسم زخموں سے بھر گیا تھا۔

”اس کے زخموں میں ٹنک اور سرخ مرہیں بھر دو..... منور نے ہاتھ روکے ہوئے جج کر کہا۔

”مت مارو مجھے مت مارو۔ وہ پہاڑی اڈے میں ہے۔ وہ پہاڑی اڈے میں ہے..... جہاز نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے الفاظ خود بخود اس کی زبان سے پھسلے ہوئے باہر آرہے ہوں اور پھر اس کی گردن اٹھک گئی۔

”اسے پانی پلو“..... منور نے ایک آدمی سے کہا اور وہ آدمی دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا جگ ہو جو تھا۔ منور کے اشارے پر اس نے جہاز کے جیزے بھیج کر اور اس کا منہ اونچا کر کے تھوڑا سا پانی اس کے حلق میں اندر پلا اور باقی پانی اس کے جسم پر پھینک دیا اور چند لمحوں بعد جہاز کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔

”یو لو کہاں ہے وہ پہاڑی اڈہ ورنہ اس بار میرا ہاتھ نہ رکے گا۔ یو لو۔ اگر تم سب کچھ بچ چکے بتاؤ تو میرا وعدہ کہ جہازا علاج بھی کرواں گا اور جس بے شمار انعام و اکرام بھی دوں گا..... منور نے کہا۔

”پہاڑی اڈہ..... کون سا پہاڑی اڈہ..... مجھے کیا معلوم تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔ جب میں اور کچھ جانتا ہی نہیں تو بتاؤں گا کیا..... جہاز نے ہوش نہ پہنچتے ہوئے کہا۔

”تم۔ جہاز یہ جرات کہ اس طرح انکار کرو..... منور جہاز کے

آصف اڈے میں پہنچے گا ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے اور سٹوہم نے انہیں اس بار کوئی مہلت نہیں دی۔ اس پورے اڈے کو بموں سے اڑا دینا ہے۔ تجھے..... منوہرنے تیرے لیے میں کہا۔
 "میں سراسیمہ ہی ہو گا۔ میں انتظار کرتا ہوں۔"..... گورو نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"اس کی لاش کو باہر لے جا کر کسی کھائی میں پھینک دو، اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔"..... منوہرنے ان دو مسیح آدیسوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا گورو کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا چہرہ مسرت کی زیادتی سے ٹائٹ کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔

کو اطلاع دی کہ اے زخمی حالت میں واپس دکان پر پہنچا دیا گیا ہے جس پر اس پاکیشٹائی فوج نے کہا کہ کیا وہ اے کو زیل کے پاس اس طرح بھگا سکتا ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ لیکن اسے۔ اے۔ نو نے کہا کہ اسے زیل کے اڈے کا علم نہیں ہے چنانچہ اس زیل نے بات کرتے ہوئے کہا کہ اس کا اڈہ سوناہہاڑی علاقے میں ہے۔ وہ اے کو سوناہہاڑی علاقے کے درمیان واقع دو کونوں والی پٹان پر پہنچا دے۔ وہاں سے اس کے آدمی اسے اڈے میں لے جائیں گے۔..... اس پر اے۔ اے، نو نے رونا مندی ظاہر کر دی ہے۔ چنانچہ جناب اس طرح یہ اڈہ سامنے آ گیا ہے؟..... گورو نے کہا۔

"اود تمہیں فوراً اپنے آدمی اس علاقے میں بھیج دینے چاہئیں۔"..... منوہرنے تیرے لیے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں جناب..... آصف کے جسم میں ایس۔ ایس ڈکالون موجود ہے۔ جیسے ہی وہ اس اڈے میں پہنچے گا ہمیں اس کا درست محل وقوع نہیں پتہ چلے گا۔ معلوم ہو جائے گا اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی پھر ہم اس اڈے کو فوج کی مدد سے گھیر لیں گے۔"..... گورو نے جواب دیا۔

"اود ہاں تجھے اس کا تو خیال ہی نہ آیا تھا یہ زیادہ اچھا ہے کہ جب آصف وہاں پہنچے تو وہاں ہمارا کوئی آدمی موجود نہ ہو۔ تاکہ انہیں کسی قسم کا شک نہ پڑ سکے۔ ویسے تم اس پھر دیکھو کہ کب کب فوج کا ایک دستہ جس کے پاس انتہائی طاقتور میزائل بم۔ گھنٹیں اور دوسرا اسلحہ ہو یہاں منگوانو۔ جیسے ہی

پرچھا۔

”اس کا نام منوہر لیا گیا تھا۔ مجھے عابد نے تفصیل بتا دی ہے۔ اس منوہر نے میرے بچاؤ و رحمت ملی کو ہلاک کیا ہے اور اس نے مجھ پر یہ ہولناک اور غیر انسانی تشدد کیا ہے۔ کہ وہ اس کا ماتحت ہے۔ بہر حال اب یہ منوہر کو رو اور اس کے ساتھی میرے انتقام سے بچ سکیں گے۔ ویسے آپ نے جس طرح یہاں کی چھاؤنی کو تباہ کیا ہے میں اس پر بے حد خوش ہوں اور آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرے وطن کے لئے ایک یادگار کارنامہ سر انجام دیا ہے۔“..... آصف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اگر جہارے ساتھی کی فرانسسز کال ہینڈ منٹ مزید آتی تو ہم اس اڈے پر بیٹھ کر اس کی پوری تیاری کر چکے تھے، کیونکہ میں نے کرنل درگا رام سے اس اڈے کی تفصیلات معلوم کر لی تھی، لیکن اب جہاری باتوں سے یہ بات کس قدر ہو گئی ہے۔ میں نے جس جہاں اس لئے بلوایا ہے کہ تم ہمیں اس اڈے کی اندرونی تفصیلات بتا دو۔ میں اس منوہر کو دراصل زندہ پکڑنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کو اثر اور دوسرے سیکشنز کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں۔ ہمارا اصل مشن بلیک ہاؤنڈز کی پوری تنظیم کا تباہ ہے۔ اس اڈے کی اندرونی تفصیلات معلوم ہو جانے سے ہم اسے زندہ پکڑ سکتے۔ ورنہ ہمیں لا محالہ پورا اڈہ تباہ کرنا پڑے گا اور اس طرح یہ منوہر بھی مر جائے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ ویسے بھی میں ایک بار بیٹھنے بھی اس

عمران کی نظریں آصف پر جمی ہوئی تھیں، جس کا پورا جسم ہلپوں میں پٹا ہوا تھا۔ اس کے جہرے پر بھی ڈھم تھے، لیکن اس کی آنکھوں میں خودی کے چراغ روشن تھے۔

”بے پناہ دردنگی سے کام لیا گیا ہے۔“..... عمران نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔

”وہ ہیں ہی ایسے جناب لیکن مجھے پسند نہ اؤں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مادر وطن کے لئے میں اس سے دو گئے زخم کھانے کے لئے تیار ہوں اصل خوشی مجھے اس بات پر ہے کہ میں نے انہیں آپ کے متعلق کچھ نہیں بتایا اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے ان کا وہ اڈہ بھی چھپک کر لیا ہے۔ اب میں اس اڈے کو کسی بھی کئے تباہ کر سکتا ہوں۔“..... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جس نے تم پر تشدد کیا ہے اس کا نام اور حلیہ۔“..... عمران نے

عمارت میں جا چکا ہوں۔ پہلے اس عمارت میں اس کا مالک رہتا تھا۔ وہ میرا دوست تھا پھر وہ کافرستان شہنشاہ ہو گیا اور سنا گیا کہ کوہِ ونام کے آدمی نے یہ عمارت کرا لیے پرٹی ہے لیکن چونکہ کوہِ ونامی سامنے نہ آیا تھا اس لئے ہمیں اس عمارت پر اور اس کو دہر شک نہ ہوا تھا۔..... آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اجابت میں سر ہلا دیا اور آصف نے اسے تفصیل سے اس عمارت کے اندرونی محل وقوع کے متعلق بتانا شروع کر دیا لیکن اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

’ہاں ہاں فوجی آ رہے ہیں۔ بے شمار فوجی۔ وہ اس علاقے کی طرف آ رہے ہیں۔ ان کے پاس میزائل گھنٹیں بھی ہیں۔ ان کے ساتھ دو سو یلین لباس میں افراد بھی ہیں۔..... اس آدمی نے تیز لہجے میں علی شاہ سے کہا تو غار میں موجود سب افراد بڑی طرح چونک پڑے۔

’اس کا مطلب ہے کہ آصف کو یہاں آتے ہوئے چیک کر لیا گیا ہے ہمیں فوری جہاں سے نکالنا ہو گا۔..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

’نہیں آصف کو یہاں آتے چیک نہیں کیا گیا۔ میرے آدمی اوپر چوٹی پر موجود تھے اور دور تک کوئی آدمی نہ تھا۔ اگر ہوتا تو میرے آدمیوں کی نظروں سے نہ بچ سکتا۔ یہ کوئی اور پراسرار چکر ہے۔..... علی شاہ نے ہونٹ چھینچھینے ہوئے کہا۔

چکر اوہ..... اوہ..... ایک منٹ۔ اوہ..... ہو سکتا ہے۔ بالکل ہو سکتا ہے۔ آصف تم نے اب بالکل زبان سے کوئی بات نہیں نکالی اور نہ کوئی دوسرا آدمی بولے گا۔ جب تک ہم کسی خاص پتہ یا گاہ تک نہ پہنچ جائیں

اگر یوں ناگزیر ہو تو دوسرے کے کان کے قریب سرگوشی کے انداز میں بات کی جائے۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں لیکن سرگوشیاں لہجے میں کہا تو علی شاہ اور آصف دونوں حیرت سے منہ بھائے عمران کو دیکھنے لگ گئے۔

’کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے۔..... عمران نے علی شاہ کے کان کے قریب منہ لے جا کر سرگوشیاں لہجے میں پوچھا۔

’یہاں ایسے کئی راستے ہیں۔ وہ ہمیں نہ پاسکیں گے۔..... علی شاہ نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔ اور عمران نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اسے اب سمجھ آئی ہو کہ علی شاہ فوج کی آمد کی اطلاع کے باوجود مطمئن کیوں تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد علی شاہ اپنے سب ساتھیوں سمیت اڈے کا سارا سامان سمیٹ کر ایک خفیہ سرنگ کنارے میں داخل ہو گیا۔ صفدر نے آصف کو کاندھے پر لاوا اور وہ سب بھی علی شاہ کے ساتھ اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل اور تیز سفر کے بعد وہ ایک اور بڑی سی غار میں پہنچ گئے۔ لیکن یہ غار خالی پڑی ہوئی تھی۔ علی شاہ نے اس غار کے ایک کونے میں موجود پتھر کو زور سے دیا یا تو سرنگ نیا ایک اور راستہ نمودار ہو گیا اور وہ ایک بار پھر سرنگ میں داخل ہو گئے۔ یہ سرنگ پہلے کی نسبت کافی کشادہ اور بڑی تھی۔ لیکن یہ سب تھیں قدرتی۔ پہاڑوں میں ایسی غاریں اور سرنگیں چونکہ عام ہوتی ہیں اس لئے ان میں سے کسی کو بھی اس پر حیرت نہ ہوتی تھی۔ ابھی وہ سرنگ میں کچھ دور ہی

کے ساتھ ہی اس نے اس کی گردن کے گرد لپیٹ ہوئی پشیاں اندر فی شرور کر دیں۔

”یہ..... آصف نے حیران ہو کر کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے ہونٹوں پر اٹکی رکھ کر اسے خاموش کرادیا۔ گردن کے عقبی حصے پر ہاتھ بھرتے ہی عمران کے لبوں پر طنز مسکراہٹ پھیل گئی اس نے عیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور دوسرے لمحے آصف کے حلق سے بے اختیار ہلکی سی چیخ نکلی لیکن وہ جیڑا نہ تھا۔ کھوکھوں بعد عمران کے ہاتھ ایک جھوٹا سا خون آلود بن تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مرنے کے پانی سے اسے صاف کیا اور اس کی آنکھوں میں چمک ابھرائی۔ اس نے بن کو ایک ہتھ پر رکھا اور ایک بڑا سا ہتھراٹھا اس نے پوری قوت سے بن پر مارا اور بن کے پرزے اڑ گئے۔

”یہ ایس..... ایس ڈاکٹافون تھا۔ اس کی مدد سے انہوں نے اڈے کا کھوج لگایا ہے۔ کیپٹن خلیل آصف کی میڈیج کر دو۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ اس بن کی وجہ سے آصف زندہ ہے۔ ورنہ کس صورت بھی اسے زندہ واپس نہ بھیجے۔“ عمران نے اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایس..... ایس ڈاکٹافون۔ یہ کیا ہوتا ہے عمران صاحب..... علی شاہ نے حیران ہو کر پوچھا اور عمران اسے تفصیل بتانے لگا۔

”اوہ یہ تو انتہائی خطرناک چیز ہے۔“ علی شاہ نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ عابد کے ساتھ ہماری ٹرانسمیٹر ٹاک باقاعدہ سنی گئی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”گئے تھے کہ انہیں دور سے دھماکوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی زمین اس طرح ہلنے لگی جیسے دزلے کے پلکے سے جھٹکے لگ رہے ہوں۔“

”اڈے پر میڈائل فائر کیے جا رہے ہیں۔“ عمران نے آہستہ سے کہا اور علی شاہ نے اچھلت میں سر ہلا دیا۔ باقی لوگ خاموش رہے، لیکن ان کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ سرنگ کا اختتام ایک اور غار میں ہوا جس کے دہانے سے روشنی نظر آرہی تھی۔

”اب ہم یہاں پوری طرح محفوظ ہیں۔“ علی شاہ نے عمران کی بدانت کے مطابق اس کے کان کے قریب منہ لے جا کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

”جب انہیں وہاں لاشیں نہیں ملیں گی تو وہ اس سارے علاقے کو چیک کریں گے اس لئے ہمیں اس علاقے سے کافی دور نکل جانا چاہئے۔“ عمران نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تیسے..... پھر یہاں سے بھی نکلے ہیں، لیکن اب ہمیں باہر کا سفر کرنا ہوگا۔“ علی شاہ نے سرگوشیاں لہجے میں کہا اور پھر وہ سب اس غار سے باہر نکلے اور تیزی سے چلتے ہوئے علی شاہ کی رہنمائی میں آگے بڑھتے چلے گئے تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک پہاڑی جنگل میں داخل ہو گئے۔ جنگل میں ایک پہاڑی مرنے کے قریب پہنچ کر وہ سارے تھک کر بیٹھ گئے۔

”آصف تم خاموش رہو گے۔“ عمران نے آہستہ سے کہا اور اس

”ہاں ہے سبھاں سے کچھ دور ہے“..... علی شاہ نے جواب دیا۔
 ”او۔ کے تم لیٹے ساتھیوں کے ساتھ وہاں چلے جاؤ۔ آصف کو بھی
 ساتھ لے جاؤ۔ میں لیٹے ساتھیوں کے ساتھ اب اس اڈے کی طرف جا رہا
 ہوں۔ تم صرف اتنا کرو کہ اپنا ایک ایسا آدمی ہمارے ساتھ بھیج دو جو
 ہماری وہاں تک رہنمائی کر سکے“..... عمران نے کہا

”لیکن جناب وہاں شہر میں تو کرفیو نافذ ہے اور ہر جگہ پولیس اور فوج
 پھیلی ہوئی ہے اور اب تو فوج قطعی طرف بہاریوں میں بھی موجود ہے۔
 ایسی صورت میں تو آپ کا باہر نکلنا انتہائی خطرناک ہوگا“..... علی شاہ نے
 قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہم یہاں کام کرنے آئے ہیں سیاحت کرنے نہیں کہ خطرے کو دیکھ
 کر غاروں میں چھپ کر بیٹھے رہیں“..... عمران کے بولنے سے پہلے ہی
 حور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بہاؤی علاقہ ہے علی شاہ۔ اس نے یہاں موجود فوج کی نظروں سے
 چھپ کر شہر میں داخل ہوا جاسکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب..... جیسے آپ کی مرضی۔ میرا آدمی آپ کے ساتھ
 رہے گا اور جب آپ وہاں آنا چاہیں گے تو یہ آپ کو میرے دوسرے اڈے
 تک بھی لے آئے گا“..... علی شاہ نے کہا اور پھر اس نے لیٹے ایک
 نوجوان ساتھی کو اشارے سے بلایا۔

”حسن..... تم عمران صاحب کے ساتھ جاؤ گے اور ان کے حکم کی
 تعمیل تمہیں اپنی جان دے کر بھی کرنی پڑے تو دریغ نہ کرنا“..... علی

”ٹرانسمیٹر ناک ادا پھر تو ہم سب شدید خطرے میں رہے ہیں۔ ہمارا
 خیال تھا کہ ٹرانسمیٹر ہونے والی بات حجت نہیں سنی جاسکتی تھی مگر اب ہم
 بات حجت کرتے رہے ہیں لیکن اس سے پہلے تو کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا“
 علی شاہ نے کہا۔

”ان کے پاس صرف گنگو سننے والی مشین ہے ایسی مشین نہیں ہے
 کہ جس سے وہ اس جگہ کا کھوج نکال سکیں جہاں ٹرانسمیٹر موجود ہوتا ہے
 لیکن اس بار مسلسل ہماری گنگو کھل کر ہوئی ہے اس لئے انہوں نے
 اس کا فائدہ یہ اٹھایا کہ آصف کے جسم میں ایس۔ ایس ڈکٹا فون لگا کر اسے
 وہاں بھجوا دیا اور جب دوسری گنگو میں ہم نے مابد کو کہا کہ وہ آصف کو
 جہاں بھجوا دے تو اس ڈکٹا فون کی وجہ سے انہوں نے ہمارے اڈے کا
 کھوج نکال دیا۔ بہر حال اب یہ آنکھ مچولی ختم ہوئی چاہئے۔ سنوہر کو زندہ
 پکڑنے کے چکر میں ہمارا کافی وقت ضائع ہو چکا ہے۔ اب مزید وقت ضائع
 نہیں ہونا چاہئے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اگر ہم اس طرح چھپ چھپ کر بھاگتے رہے اور سوچ بچار کرتے
 رہے تو پھر اسی طرح وقت ضائع ہوتا رہے گا۔ جب ان کے اڈے کا ہمیں
 علم ہے تو ہمیں اس پر فوری ریز کرنا ہوگا۔ جب ہی بات بن سکے گی۔
 حور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو حور واقعی اب ڈائریکٹ ایکشن سے ہی کام چلے
 گا۔ علی شاہ ہمارے پاس کوئی دوسرا اڈہ تو ہوگا“..... عمران نے حور
 کو جواب دیتے ہوئے علی شاہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

شاہ نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بالکل باس ایسے ہی ہوگا۔“ حسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہمیں کسی ایسے راستے سے شہر کے قریب لے جاؤ کہ راستے میں ہمارا فوج یا پولیس سے کم سے کم ٹکراؤ ہو سکے اور دوسری بات یہ کہ تم نے ہماری رہنمائی پولیس کی کسی ایک چٹیک پوسٹ تک کرنی ہے۔ جہاں ہمیں پولیس کی یونیفارمز اور ان کی چپب وغیرہ مل سکے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ..... پھر تو ہمیں راگوری چٹیک پوسٹ پر جانا ہوگا۔ وہاں دس بارہ پولیس والے ہر وقت رہتے ہیں اور ایک چپب بھی موجود ہوتی ہے۔“ حسن نے جواب دیا۔

”کہاں ہے یہ چٹیک پوسٹ..... کیا شہر میں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں عمران صاحب یہ چٹیک پوسٹ قریب شہر آغا نگر سے راہولی آنے والی سڑک پر واقع ہے۔ ان کا کام آنے جانے والوں کو چٹیک کرنا ہے۔“ علی شاہ نے جواب دیا۔

”اوہ گڈ یہ بہتر رہے گا۔ چلو پھر.....“ عمران نے کہا اور علی شاہ اور آصف سے مصافحہ کر کے وہ مڑا اور حسن کی رہنمائی میں ایک طرف کو بڑھ گیا۔ جب کہ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔

بھاڑی علاقے میں تقریباً گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک ایسی

بھاڑی پر پہنچ گئے جہاں سے وہ سڑک اور چٹیک پوسٹ صاف دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں ایک پولیس چپب بھی کدوی نظر آ رہی تھی اور چار پانچ مسلح پولیس والے بھی موجود تھے۔ ایک سائین پر ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس کے بڑے سے دروازے پر دو نشانی تھے۔ پہلی کا پول بھی وہاں موجود تھا۔

”چٹیک ہے..... تم لوگ جہیں رکو۔ صرف حضور میرے ساتھ جائے گا۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر حضور کو اشارہ کر کے وہ بڑے بڑے پتروں کی اوٹ لیتا ہوا نیچے اترا چلا گیا۔ حضور بھی اس کے ساتھ تھا۔ جو کی سے حضور اپنے بھاڑی ختم ہو رہی تھی اور اس کے بعد چوکی تک صاف قطعہ تھا۔ لیکن چونکہ وہ کمروں کی عقبی طرف پر تھی اس لئے اس طرف کوئی آدمی نہ تھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ساٹھسنگے ہوئے ریوالور موجود تھے۔ چوکی کے قریب پہنچ کر وہ جھک کر ایک رک رک حالات کا جائزہ لیتے رہے۔

”ہم نے ان کی یونیفارمز حاصل کرنی ہیں اس لئے گولی چلاتے وقت خیال رکھنا کہ صرف کھڑی اڑے۔ دوسری غراب نہ ہو۔“ عمران نے سرگوشیاں لگتے میں حضور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ بڑا مشکل کام ہے..... ایک دو ہوں تو چلو آدمی احتیاط کر لے یہاں تو دس بارہ ہوں گے۔ سوری میں اس قدر احتیاط کا طوطا نہیں پال سکتا۔“ حضور نے منہ بناتے ہوئے صاف جواب دے دیا۔

”ایک چٹا ہی کافی ہے۔ دوسری پالنے کے چکر میں بڑھ گئے تو سر رہا ہوا

میں گفتگو میں مصروف تھے۔ جب کہ عمران نے پہلے پانچ افراد کو چمک کیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یا تو دوہٹ کر کھڑے تھے یا پھر وہ کہیں کے اندر چلے گئے تھے۔ عمران نے ربوہ اور سیدھا کیا اور دوسرے لمبے ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی ان میں سے ایک جس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ اچھل کر اوندھے منہ نیچے گر اور ساتھیوں پر کھڑے ہوئے دونوں آدمی جو ٹھک کر بیچھے بیٹھے تھے کہ عمران نے ایک بار پھر ٹیگر دبا دیا اور اس بار ٹھک ٹھک کی آواز میں دو بار ابھریں اور وہ دونوں بھی اچھل کر پہلو کے بل نیچے گرے اور پھر سیدھے ہو کر ساکت ہو گئے۔ گولیوں نے واقعہ ان جانوں کی کھوپڑیاں اڑا دی تھیں۔ عمران دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ساتھی کی دیوار سے اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو دو آدمی کمرے کے سلسٹے گرے پڑے تھے۔ انہیں یقیناً ستور نے ہٹ کیا تھا۔ کمرے میں خاموشی تھی۔

”آجہا ستور میدان صاف ہے۔“ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دو تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اسی لمحے ستور بھی دوسری طرف بے سلسٹے آگیا اور وہ دونوں کمرے کے کھلے دروازے کی طرف بڑھے تو وہاں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے چار آدمی موجود تھے جن ان کی گردنیں ڈھکی ہوئی تھیں وہ کیپول سے ٹٹکنے والی گیس کی وجہ سے بے ہوش تھے۔

”اپنے ساتھیوں کو بلاؤ کم نے ان کی یو میٹار مزامہ کی پہنٹی ہیں جلدی کرو۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے ایک کرسی پر بے ہوش پڑے آدمی کی طرف بڑھا کیونکہ اس کا قد و قامت ایسا تھا کہ عمران کو یقین تھا کہ اس

رک کر دوڑے اس نے مجبوری ہے ستور ڈیزاب طوطا پانا ہی ہوگا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں نے تو محاذ ہانگنا تھا۔“ یہ تم نے کیا بکواس شروع کر دی ہے۔“ ستور نے مٹھائے ہوئے لچے میں کہا۔

”سوچ لو۔ پھر جینا کے سلسٹے مکرے جانا۔ تم اسے بکواس کہہ رہے ہو؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جینا کے سلسٹے۔ کون جیتا۔“ ستور نے اور زیادہ مٹھائے ہوئے لچے میں کہا۔

”واہ اسے کہتے ہیں بے نیازی۔ رہا بیٹا کا مطلب تو وہ تم خوب جانتے ہو۔“

..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ پتھر کی اوٹ سے نکل کر پتھوں کے بل دوڑتا ہوا کمرے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد وہ کمرے کی عقبی دیوار سے پشت لگائے کھڑا تھا۔ ستور بھی اس کے پیچھے

دوڑتا ہوا وہاں پہنچ گیا اور عمران نے جیب سے ایک چھوٹی ایک ڈیبا نکالی۔ اس کا ڈھکنا ہٹا کر اس نے اس میں سے ایک سرخ رنگ کا کیپول نکالا اور

ڈیبا کا ڈھکنا بند کر کے اس نے ڈیبا کو جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما اور سرخ رنگ کا کیپول بڑے روشناسانہ انداز میں اٹھا کر اٹھا۔

”اب کھل کر کاٹ رنگ کرو۔“ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دائیں طرف کو مڑ گیا۔ جب کہ ستور سر ملاتا ہوا

بائیں طرف کو مڑا۔ کمرے کی عقبی دیوار کے اختتام پر عمران دکا اور اس نے سر آگے کر کے سائیڈ پر دیکھا۔ تین سپاہی وہاں موجود تھے۔ وہ آپس

اور ساتھ ہی بڑے ہوئے لپٹے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”اچھ کر کھڑے ہو جاؤ“..... عمران نے سائنس دان کے روبرو کارڈ اس کی طرف کرتے ہوئے سرو لگے میں کہا اور وہ آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے جسم پر صرف بیانی اور مٹلون کے نیچے بچنے جانے والا لونی پابا تھا۔

”کیا نام ہے جہارا“..... عمران کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

”شیام۔ میرا نام شیام ہے۔ مگر تم کون ہو۔ اور یہ میری یونیفارم اور یہ“..... شیام نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اس کا ذہن ابھی پوری طرح منہجیل نہ پایا تھا۔

”عہدہ کیا ہے جہارا“..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

”کیپٹن۔ میں پولیس کیپٹن ہوں مگر“..... شیام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ بھلی کروور نہ گولی مار دوں گا“..... عمران نے سرو لگے میں کہا اور کیپٹن شیام تیزی سے سزا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا بازو حرکت میں آیا اور سزائی ہوئی انگلی کا ایک کھنکھائی پر کھا کر وہ ٹھٹکا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کی لالت جلی اور کیپٹن شیام ایک جھٹکے کا حرکت کر رہا تھا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھی اندر داخل ہوئے۔

”قام لاشیں ٹھکانے لگا دی ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”ان چاروں کے ہاتھ پیر باندھ کر اور منہ میں کپڑے ٹھونس کر انہیں

کی یونیفارم اس کے لباس کے اوپر فٹ آجائے گی ویسے اس کے کانحوں پر موجود دستار بٹار ہے تھے کہ وہ انبارج ہے۔ عمران نے اسے گھسیٹ کر کرسی سے نیچے گرا یا اور پھر برقی رفتار سے اس کی یونیفارم اتارنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد عمران کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔

”ایسی یونیفارمز منتخب کرنا جو جہارے لباسوں کے اوپر فٹ آسکیں۔“..... عمران نے کہا اور وہ سب سر ملاتے ہوتے ہوئے معرور ہو گئے۔

حسن۔ صفدر اور صدیقی نے باہر موجود افراد کی یونیفارمز کا پانی تھیں جب کہ تنور نعمانی اور کیپٹن شکیل کو کمرے کے اندر موجود یونیفارمز فٹ آگئی تھیں۔

”باہر موجود دلاشوں کو اٹھا کر حقیقی طرف کسی کھائی میں ڈال دو اور اس کے ساتھ ہی باہر کا خیال رکھو میں اس افسر صاحب کا انٹرویو لے لوں۔“..... عمران نے کہا اور اس افسر پر جھٹک گیا جس کی یونیفارم اس نے پہنی ہوئی تھی۔ اس نے اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کو ہوش آنے لگ گیا تو عمران سیدھا ہو گیا۔ کیپٹن میں موجود گھیس ایسی نوعیت کی تھی کہ اس کے اثرات زیادہ در رنگ انسانی جسم پر نہ رہتے تھے اس لیے اس کے شکار کو عام طریقے سے ہوش میں لایا جاسکتا تھا اور اگر نہ بھی لایا جاتے تو وہ گھنٹوں بعد وہ خود بخود ہوش میں آجاتا تھا۔

”م۔ م۔ م۔ یہ۔ تم۔ تم کون ہو۔ یہ“..... اس آدمی نے ہوش میں آتے ہی پوچھا۔

بلیک ہاؤنڈز حصہ دوم

مصنف - مظہر کلیم ایم اے

○ عمران اور اس کے ساتھیوں کی بلیک ہاؤنڈز کے خلاف جدوجہد اپنے عروج پر پہنچ گئی۔

○ بلیک ہاؤنڈز کے چاروں سیکشنز چپ کھل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف میدان میں اترے تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو قدم قدم پر موت سے دوئلہ دار جنگ کرنی پڑی۔ اس جنگ کا نتیجہ کیا نکلا؟

○ کیا عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہاؤنڈز کے ظالم طاقتور اور انتہائی حریت یافتہ سیکشنز کا خاتمہ کر سکے یا خود اپنے انہدام کو پہنچ گئے؟

○ بلیک ہاؤنڈز کے سربراہ کی تلاش میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک ناقابلِ تسخیر فوجی جھانڈی کو تسخیر کرنا پڑا۔ ایک ایسی جھانڈی جس پر قدم پر موت اپنے جڑ سے کھمبے موجود تھی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

○ بلیک ہاؤنڈز اور پاک فیا سیکرٹ سروس کے درمیان ہونے والی ایسی شدید تیز رفتار اور خونریز جنگ جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔ مسلسل اور تیز رفتار ایکشن لمحہ بہ لمحہ بدلنے والے جان لیوا اعمالات۔ جو حساب کو سمجھ کر دینے والا پسنس۔ ایک ایسا مشن جو یقیناً یادگار حیثیت رکھتا ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

بھی دور ڈال گاؤ جلدی کر دہمارے بھائی زیادہ در در کنا خطرناک پہنچی ہو سکتا ہے۔
..... عمران نے مڑ کر ساتھیوں سے کہا اور پھر تیز قدم اٹھاتا وہ کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے حکم کی تعمیل ہو چکی تھی۔
”حسن اب تم نے ڈرائیونگ کرنی ہے۔ ہم نے راجہ بہت بازار کے آفری کوٹنے میں موجود عمارت پر جانا ہے۔ راستے میں کسی نے کوئی بات نہیں کرنی۔ میں خود بات کروں گا۔“ عمران نے جیب کی طرف بڑستے ہوئے حسن اور اپنے ساتھیوں سے کہا اور تھوڑی دیر بعد جیب انہیں اٹھائے تیزی سے راہسولی شہر کی طرف بڑھی جلی جا رہی تھی۔

ختم شد

شہرہ آفاق مُصنّف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ٹماپ راک ————— دوم	خدا ر جولیا ————— مکمل
جولیا فائنٹ گروپ — اول	کاروانِ درہشت ————— اول
جولیا فائنٹ گروپ — دوم	کاروانِ درہشت ————— دوم
پاور لینڈ ————— اول	جیلے جاسوس ————— اول
پاور لینڈ ————— دوم	جیلے جاسوس ————— دوم
جہانِ ان ایکشن ————— اول	یکمپ ریکرنہ ————— اول
جولان اِن ایکشن ————— دوم	یکمپ بلاسٹ ————— دوم
اسٹار ٹریک ————— اول	واٹکڈ ٹائیگر ————— مکمل
اسٹار ٹریک ————— دوم	اوہورا فاد سولا ————— اول
بٹل ٹورنٹ ————— مکمل	سوت کا دائرہ ————— دوم
فیس آف ڈیوٹ ————— اول	راین پڈ ————— اول
فیس آف ڈیوٹ ————— دوم	راین پڈ ————— دوم
بلیک ڈیوٹ ————— اول	بانکے مجرم ————— مکمل
بلیک ڈیوٹ ————— دوم	ڈائمنڈ آف ڈیوٹ ————— مکمل
بٹ ناٹ، اول، بٹ ناٹ، دوم	ٹماپ راک ————— اول

یوسف برادر۔ پاک گیٹ ملتان

چند باتیں

اس ناول کے تمام حقوق محفوظ رکھنا، دانت اور پیش کردہ جو کچھ قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی تجویز یا نقل و نقلت انتقامی ہوگی جس کے لئے پبلشرز مسٹرف انڈسٹریز خصوصی ذمہ دار نہیں ہوں گے

محترم قارئین - سلام مسنون..... "بلیک ہاونڈز" کا دوسرا اور غریبہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اسے پڑھنے کے لئے اجتنابی بے چین ہو رہے ہوں گے۔ کیونکہ کہانی اب اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے۔ لیکن اس سے پہلے آپ اپنے چند غلطو بھی ملاحظہ کر لیتے کیونکہ یہ بھی دلچسپی میں کسی سے کم نہیں ہیں۔

شہر کا نام لکھے بغیر محترم محمد ابراہیم صاحب لکھتے ہیں..... "آپ اپنے ہر ناول کو جاسوسی ادب میں ایک نیا ناول کہتے ہیں حالانکہ آپ کے ناول ایک جیسے ہوتے ہیں سب میں جاسوسی موجد ہوتی ہے۔ عمران کا کردار عرویدار جیسا ہے جس طرح عرویدار کی وینیل سے سب کچھ نکل آتا ہے اسی طرح عمران کی بیسب سے بھی سب کچھ نکلتا ہے دوسرے قارئین نہانے کیوں آپ کو عظیم جاسوسی ادب سمجھتے ہیں۔ میں تو ہرگز ایسا نہیں سمجھتا اس لئے آپ میرا قیمتی مشورہ مانیں اور جاسوسی ادب لکھنا چھوڑ دیں۔

محترم محمد ابراہیم صاحب - خط لکھنے اور قیمتی مشورے کا یہ حد فکریہ۔ واقعی یہ بات قابل غور ہے کہ جاسوسی ادب کے ہر ناول میں جاسوسی کیوں ہوتی ہے لیکن آپ نے یہ وضاحت نہیں کی کہ جاسوسی

ناشران - اشرف قریشی

مستوف قریشی

پرٹر - محمد عیوب



ہیں۔

مترم غنمتر عباس صاحب..... خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو اگر واقعی دکاندار صاحبان اور لائبریرین حضرات قیمت اور کرایہ زیادہ وصول کرتے ہیں تو انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کو اسلام میں بخنی سے منع کیا گیا ہے اور ہم سب الحمد للہ مسلمان ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آئندہ آپ کو ایسی شکایت نہ ہوگی۔

زورہ غازی خان سے نام لکھے بغیر ایک مترم لکھتی ہیں..... آپ کی کتب میری پسندیدہ کتب ہیں اور میں انتہائی شوق سے آپ کی کتب پڑھتی ہوں۔ آپ کے ناولوں میں اکثر عمران اور اس کے ساتھی میک اپ استعمال کر کے اپنی شکلیں تبدیل کر لیتے ہیں میرے ساتھ بھی ایک ایسی مشکل پیش آئی ہے کہ میں بھی کچھ عرصہ کے لئے اپنی شکل تبدیل کرنا چاہتی ہوں آپ مجھے ان دکانوں یا کینوں کا نام لکھ کر بھیجیں جہاں سے ماسک وغیرہ ملتے ہوں۔ امید ہے آپ ضرور توجہ کریں گے۔

مترم خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ ماسک یا میک اپ سے شکل تبدیل کر لینا ایک فن ہے جسے باقاعدہ ٹریننگ سے تک سیکھنا پڑتا ہے۔ جہاں تک آپ کے ساتھ کسی مشکل پیش آنے کا تعلق ہے تو مشکل کا مقابلہ شکل تبدیل کر لینے سے نہیں کیا جا

ادب میں جاسوسی کی بجائے کیا شامل ہونا چاہئے۔ امید ہے آپ اپنے آئندہ خط میں ضرور اس کی وضاحت کریں گے۔ جہاں تک عمران اور عمرو عیار کے کرداروں میں یکسانیت کا تعلق ہے۔ تو ان دونوں کرداروں کے تو نام تک ملتے ہیں اگر آپ کو عمرو عیار کی کہانیاں پسند ہیں تو آپ عمران کو بعد بد دور کا عمرو عیار سمجھ کر کتب پڑھ لیا کریں تو یقیناً آپ زیادہ محظوظ ہوا کریں گے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ مجھے عظیم جاسوسی ادب نہیں سمجھتے تو یہ آپ کی مہربانی ہے میں خود اپنے آپ کو عظیم جاسوسی ادب نہیں سمجھتا آپ دوسروں کی فکر ہرگز نہ کریں دوسرے سمجھتے ہیں تو سمجھنے دیں آپ کا اور میرا کیا بگڑتا ہے باقی رہا آپ کا قیمتی مشورہ تو واقعی یہ انتہائی قیمتی ہے اور میں یقیناً اس قیمتی مشورہ قبول کرنے کی استطاعت ہی نہیں رکھتا۔ مجبوری ہے امید ہے آپ آئندہ خط لکھتے وقت شہر کا نام ضرور لکھا کریں گے۔

قادر پور اس سے غنمتر عباس صاحب لکھتے ہیں..... ویسے تو آپ کا ہر ناول شاپکار کہلانے جانے کا حقدار ہے لیکن "سٹائی ویا" پڑھنے کے بعد ہمیں آپ کی قلم کی عظمت کا صحیح معنوں میں اور آگ بھڑک ہے جاسوسی ادب میں ایسے بے مثال ناول لکھنے پر ہماری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ ایک شکایت آپ کی وساطت سے دکاندار اور لائبریرین حضرات تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ وہ آپ کے نام کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ہم قارئین سے قیمت اور کرایہ زیادہ وصول کرتے ہیں۔ آپ ان کو روکیئے ورنہ ہم تو بہر حال آپ کے ناول پڑھنے کے لئے مجبور

مکمل مسئلہ کا مقابلہ ہمت حاصل اور جدوجہد سے کیا جاتا ہے اس لئے آپ بھی اپنی مسئلہ کا مقابلہ ہمت حاصل اور جدوجہد سے کریں تو آپ کو شکل تبدیل کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ امید ہے بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی۔

میلنگ سے شیخ عفر وحید صاحب لکھتے ہیں: آپ کے ناولوں کا خاموش قاری ہوں۔ آپ کے تمام ناول میری ذاتی لائبریری میں موجود ہیں۔ آپ کے ایک ناول "حضرات الارض" میں ایک خط ساہیوال کی عالیہ سسرز کی طرف سے شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے سائنس لائبریری کے قیام کا مشورہ دیا تھا مجھے یہ مشورہ بے حد پسند آیا ہے میں سائنس لائبریری میلنگ میں بنانے کا خواہش مند ہوں۔ آپ عالیہ سسرز کا مکمل پتہ مجھے روانہ کر دیں تاکہ میں ان سے مشورہ کر سکوں محترم شیخ عفر وحید صاحب..... خط لکھنے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکر ہے۔ سائنس لائبریری کا قیام واقعی ایک احسن اقدام ہے تاکہ ہمارے ملک میں سائنس کو زیادہ سے زیادہ فروغ مل سکے۔ لیکن اس کے لئے کسی مشورے کی کیا ضرورت ہے۔ سائنس کے موضوعات پر کتابیں بازار سے ملتی ہیں ان سے آسانی سے آپ سائنس لائبریری بن سکتے ہیں۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم

منوہر کا چہرہ غصے سے لمبے کی طرح سرخ نظر آ رہا تھا۔ منوہر کے حکم پر فوجیوں نے اس پورے علاقے پر قیامت خیز بمباری کی لیکن اس ساری بمباری کا نتیجہ کچھ بھی برآمد نہ ہوا تھا۔ ایک خفیہ اڈے کا کچھ حصہ سائنس ضرور آیا تھا جس میں کبیل اور خوراک کے ٹوٹے ہوئے ڈبے موجود تھے لیکن اس پورے اڈے پر موجود ہتھیار بنانے کے باوجود وہاں سے ایک لاش بھی نہ ملتی تھی۔ اڈے کی پوزیشن بہر حال بتا رہی تھی کہ یہ وہی اڈہ ہے جس کی تلاش میں وہ آئے تھے لیکن پاکیشیائی دھوکٹ اور اس کے ساتھی سب جہاں سے غائب ہو چکے تھے۔ منوہر کے کہنے پر فوج نے دور دور تک کے علاقے کو اچھی طرح چیک کر لیا تھا لیکن دو گھنٹے گزرنے کے باوجود ابھی تک سوائے ناکامی کے کچھ حاصل نہ ہوا تھا۔

"یہاں یقیناً خفیہ دہشتہ بوس گئے اور ان کو گھوٹنے پہرے داری کا انتظام بھی کیا ہوا ہو گا اس لئے دور سے ہی وہ فوج کو آتے دیکھ کر ان خفیہ

راستوں سے ٹکل گئے ہوں گے لیکن آپ بے فکر رہیں آصف کے جسم میں ڈاکٹافون کی موجودگی سے یہ فک کر نہ پاسکیں گے..... منوہر کے ساتھ کمرے کو روئے کہا۔

”وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن ابھی تک اس ڈاکٹافون نے بھی کوئی گفتگو دیکار نہیں کی..... منوہر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا۔ اس کے ہاتھ میں موجود جھوٹے سے ٹرانسمیٹر پر کال آتی شروع ہو گئی یہ ٹکسٹ فریک کئی کا ٹرانسمیٹر تھا۔

”ایسے ایسے دوشا کا ٹنگ اور..... کو رو کے شن دباتے ہی ٹرانسمیٹر سے آواز نکلی۔ دوشا ٹرانسمیٹر مشینری کا انہاراج تھا۔

”ہیں..... کو رو انڈنگ یو۔ کوئی خاص کاشن ملا اور..... کو رو نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں سر..... بلکہ ڈاکٹافون ہی آف ہو چکا ہے اور..... دوشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آف ہو گیا..... کیا مطلب اور..... کو رو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا رابطہ ختم ہو گیا ہے جناب وہی صورتیں ہو سکتی ہے یا تو وہ غراب ہو گیا ہے یا پھر اسے علیحدہ کر کے توڑ دیا گیا ہے اور..... دوشا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے تھینا اسے چیک کر لیا ہو گا اس لئے آف کر دیا۔ اس کا مطلب ہے وہ اجنبی تربیت یافتہ لوگ ہیں ورنہ عام بھینٹوں کو تو اس

کے بارے میں علم ہی نہیں ہو سکتا۔ چلو اب واپس چلیں۔ اب ہمیں کوئی اور پلاننگ کرنی ہوگی..... منوہر نے ہومٹ پہنچتے ہوئے کہا تو کو رو نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور فوجیوں کو واپس کی ہدایات دیتے میں مصروف ہو گیا اور وہ سب واپس راہولی کی طرف چلنے لگے۔ چونکہ ان کی جیب کافی دور موجود تھی اس لئے انہیں جیب تک پہنچتے پہنچتے کافی دقت لگ گیا۔ اب کہاں جانا ہے پاس..... کو رو نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”واپس چلو اور کیا کرتا ہے..... ایک اجماع موقع ملا تھا وہ بھی ضائع ہو گیا۔ بہر حال ہمیں دوبارہ اس آصف کو تلاش کرنا پڑے گا۔ وہ ڈنچی ہے اس لئے وہ زیادہ دور نہ جاسکے گا..... منوہر نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے پاس..... پورے راہولی شہر کے ایک ایک گھر کی باقاعدہ فوج اور پولیس کے ذریعے تلاش لی جائے وہ زیادہ عرصے تک غاروں میں چھپے نہیں رہ سکتے..... کو رو نے جیب سٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اب مجھے میجر دستے کو تفصیلی ہدایات دینی ہوں گی اس پورے علاقے کی تاکہ بدلی سروری ہے تاکہ وہ راہولی سے باہر نہ پاسکیں۔ اس کے بعد واقعی ایک ایک گھر کی تلاش بھی لی جائے گی..... منوہر نے ہومٹ پہنچتے ہوئے کہا۔

”سر..... آپ نے بتایا تھا کہ وہ بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کوادری کی تلاش

”اوه تم احمق آدمی..... مجاؤ اور دگر و گلا ملاتہ چیک کرو۔ جلدی کرو
..... آئندہ نے فیصلے لےجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور انسپکٹر سلطانا ہوا
لپٹے ساتھیوں سمیت جھاڑی علاقے کی طرف بڑھ گیا۔ منوہر اور کورا
جیپ سے اترتے ہی کمرے میں داخل ہو گئے تھے۔

”مہاں تو خون کے دھبے نظر نہیں آ رہے۔“..... منوہر نے پولیس
کشفر آئندہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔
”مجھے تو انسپکٹر نے رپورٹ دی تھی۔ شاید باہر ہوں۔“..... آئندہ نے
ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور منوہر کمرے سے باہر کی طرف چل پڑا۔ اسی
لئے دور سے کسی کی جھنجھکی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ سب ادھر متوجہ ہو گئے
ایک سپاہی جھنگتا ہوا اور دوڑتا ہوا لہجہ کی طرف ہی آ رہا تھا۔

”جنتاب جنتاب..... ادھر پانچ لاشیں بھی پڑی ہیں اور چار آدمی زندہ
بھی موجود ہیں ان کے ہاتھ اور پیر بھی بندھے ہوئے ہیں اور منہ میں
کپڑے ٹھیسے ہوئے ہیں وہ بے ہوش ہیں۔“..... سپاہی نے قریب آ کر تیر
تیر سانس لیتے ہوئے کہا تو وہ سب ادھر کو دوڑ پڑے۔ سپاہی نے ہر کچھ بتایا
تھا واقعی وہاں یہ سب کچھ موجود تھا۔ البتہ منوہر نے دیکھا کہ ان میں سے
سات افراد کی بونیٹیا مر غائب تھیں۔

”اوه اوه..... یہ حملہ یقیناً پاکستانی بمبھٹوں نے کیا ہے۔ ان کی
یونیٹیا مر حاصل کرنے کے لئے۔ اوه۔ اوه۔ فوراً اپنی پوری فورس کو
الٹ کر دو کہ اجنبی پولیس افسروں کو گرفتار کر لیا جائے یا کوئی ماردی
جائے اور سناو ادھر آفاں فکر میں بھی اطلاع کر دو ہو سکتا ہے وہ جیپ لے کر

ادھر کو نکل گئے ہوں۔ جلدی کرو۔“..... منوہر نے جھنجھتے ہوئے کہا۔
”مگر۔ مگر جنتاب..... پولیس کشفر آئندہ نے حیرت بھرے لہجے میں
کچھ کہتا تھا۔“

”میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی کرو۔ جلدی کرو۔ وہ انتہائی خطرناک
لوگ ہیں۔ کہیں فرار نہ ہو جائیں۔“..... منوہر نے اس کی بات کا لٹے
ہوئے کہا۔ اور آئندہ تیزی سے سڑ اور دوڑتا ہوا لہجہ کی طرف جانے لگا۔
نرا نمبر شاید اس کی جیپ میں تھا اس لئے وہ ادھر ہی جا رہا تھا۔ اس
دور ان ان بے ہوش افراد کو نہ صرف کھول دیا گیا تھا بلکہ انہیں ہوش میں
لانے کی کوشش بھی کی جا رہی تھی اور پھر ایک ایک کر کے چاروں افراد
ہوش میں آ گئے۔

”کیا ہوا کیپٹن شام مہاں کیا ہوا تھا۔“..... انسپکٹر نے ایک آدمی کے
ہوش میں آتے ہی اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”اوه اوه..... تم انسپکٹر..... اوه وہ لوگ چلے گئے۔“..... اس آدمی
جسے کیپٹن شام کہہ کر پکارا گیا تھا، اٹھ کر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

”کون لوگ۔ تم کن..... کی بات کر رہے ہو۔“..... منوہر نے آ
گئے بڑھ کر اس سے پوچھا۔

”آپ۔ آپ کون ہیں۔“..... کیپٹن شام نے اٹھ کر کمرے ہوتے
ہوئے حیرت سے کہا۔

”یہ کشفر صاحب کے ساتھ آئے ہیں۔“..... انسپکٹر نے کیپٹن شام

کی طرف بڑھنے لگا۔

"نام اور منہ پوچھنے کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی اور میں حیران ہوں کہ ان لوگوں نے انہیں زندہ کیوں رہنے دیا۔ وہ آسانی سے انہیں ہلاک کر سکتے تھے۔" کورونے ساتھ چلتے ہوئے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہی باتوں پر میں بھی خود کر رہا ہوں لیکن اس کا کوئی مثبت جواب سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بہر حال اب ہمیں واپس چلنا ہے۔" منوہر نے جواب دیا اور تھوڑی دیر بعد ان کی جیب تیز رفتاری سے واپس شہر کی طرف الٹی چلی جا رہی تھی۔ ابھی جیب تھوڑی ہی آگے بڑھی تھی کہ کورون کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے کال آتی شروع ہو گئی۔ اور کورون اور منوہر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ کورون نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور منوہر نے اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر چھین لیا۔

"تم جیب چلاؤ پہاڑی علاقہ ہے کہیں کسی کباہی میں نہ جا پڑیں میں خود کال انڈر کرنا ہوں۔" منوہر نے ٹرانسمیٹر چھینے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بین دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو..... دوشا کالنگ اور..... یلن سب سے ہی دوشا کی آواز سنائی دی۔"

"یہیں چیف انڈنگ یو اور۔" منوہر نے کہا۔

"جواب ہم نے سات پوئیس والوں کو پکڑ لیا ہے وہ ہیڈ کوآرڈر پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے ہمارے چار آدمی مار ڈالے ہیں اور۔"

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمارا تعلق بی۔ ایچ ہے۔" منوہر نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر..... میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ چوکی کے اندر موجود تھا کہ اچانک ہلکی سی کلنگ کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔ ہوش آیا تو میرے جسم پر یونیفارم بٹنے ہوئے کھڑا تھا۔ جب کہ ایک مقامی آدمی میرے سامنے میری یونیفارم بٹنے ہوئے کھڑا تھا۔ میرے ساتھی بھی فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس آدمی کے ہاتھ میں سائیکسٹرنگ رہو اور تھا۔ اس نے مجھ سے میرا نام اور منہ پوچھا اور پھر مجھے مرنے کے لئے کہا، جیسے ہی میں مڑا میری گھٹنی پر ضرب لگی میں کچے کھڑا تو دوسری ضرب لگی اور پھر مجھے ہوش نہ رہا۔ اب مجھے ہوش آیا ہے تو آپ سامنے موجود ہیں۔" کمپشن شیاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کی وائس پر عمل کر دیا ہے جناب..... ہاں کمپشن شیاہ کیا ہوا کون لوگ یہاں آئے تھے..... اس دوران آج نے وہاں آ کر پہلے منوہر سے بات کی اور پھر وہ کمپشن شیاہ سے مخاطب ہو گیا لیکن کمپشن شیاہ کے بولنے سے پہلے منوہر نے کمپشن شیاہ کی بات دہرا دی۔

"آپ واقعی بے حد عقلمند ہیں جناب۔ آپ کا ذہن انتہائی تیز رفتاری سے درست نتیجہ نکالتا ہے۔ اب مجھے بھی یقین آ گیا ہے کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے وہی ہوا ہوگا بہر حال اب فکر کی کوئی بات نہیں وہ لوگ کہیں چھپ نہیں سکتے۔" پولیس کفٹر نے منوہر سے مخاطب ہو کر کہا اور منوہر نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اشارت میں سر ہلادیا اور واپس چوگا،

دوسری طرف سے دوشانے کہا تو منہ پر ہاتھ رکھ کر بچل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون پولیس والے۔ کیسے قبضہ کرنا چاہتے تھے پوری تفصیل بتاؤ اور.....“ منوہر نے جھنجھٹے ہوئے کہا۔

”جناب میں نیچے کنٹرول روم میں تھا اور بار بار افراد موجود تھے کہ میں نے چیکنگ مشین پر بیرونی گیٹ پر ایک پولیس جیپ کو روکے ہوئے دیکھا۔ اس میں سے ایک سپاہی نے اتر کر کال ہیل کا بٹن دبایا۔ ہمارے ایک آدمی نے جب بھاگ کھولا تو وہ اسے زبردستی دھکیلتے ہوئے اندر لگے اور جناب انہوں نے انتہائی برقی رفتار سے اسے اوپر موجود چاروں افراد کو سائیکسنگ کر دیا اور وہ سب کے سب گواہی میں پھیل گئے۔

میں چیکنگ مشین پر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا چونکہ اوپر ایک بھی آدمی زندہ نہ بچا تھا۔ اس لئے وہ سب جب اوپر ادرے گھوم کر ہال میں لنگے میں نے وہاں ان پر ریڈ فائر کر دیا۔ اور وہ سب بے ہوش ہو گئے اور اب بھی وہیں بے ہوش پڑے ہیں۔ اگر یہ پولیس والے نہ ہوتے تو میں یقیناً انہیں ہلاک کر دیتا لیکن میں نے سوچا کہ پہلے آپ سے بات کروں کہ اچانک پولیس والے ہمارے خلاف کیوں ایکشن میں آ گئے ہیں اور..... دوشا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور منوہر کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔

تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ دوشا..... بہت بڑا کارنامہ! چھپیں اس کا انعام ملے گا جہارے تصور سے بھی زیادہ بڑا انعام۔ یہ پولیس والے نہیں ہیں پاکیشانی مہینٹ ہیں انہوں نے ایک پولیس چوکی پر حملہ کر کے وہاں موجود پولیس والوں کو ہلاک کر کے ان کی یونیفارمز بھیجی

ہوتی ہیں اور یہ جیپ بھی انہوں نے وہاں سے ہی اڑائی ہے۔ اور تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور.....“ منوہر نے مسرت سے چمکتے ہوئے کہا۔

”پاکیشانی مہینٹ۔ تو میں انہیں ہلاک کروں اور..... دوشا کے لمحے میں بھی مسرت نمایاں تھی۔

”میں اور کو رو دیں آرہے ہیں۔ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں گاریف فائر کی وجہ سے یہ خود بخود ہوش میں نہیں آسکتے اس لئے اب ان کی طرف سے فوری کوئی خطرہ نہیں۔ گلا۔ ٹھ..... دوشا تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور رائیڈ ٹل.....“ منوہر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ مسرت کی زیادتی سے اس سے صحیح طریقے سے بات بھی نہ ہو پا رہی تھی۔

”دوشا نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے جیپ درندہ یہ خطرناک لوگ آسانی سے ہمارے اڈے پر قبضہ کر لیتے اور ہم بچے ہوئے بھلوں کی طرح ان کی بھولی میں جا گرتے.....“ کو رو نے کہا۔ اس کے لمحے میں بھی مسرت کی تھمکیاں موجود تھیں۔

”ہاں..... لیکن یہ بتاؤ کہ انہیں ہمارے اس خفیہ اڈے کا کیسے علم ہو گیا کہ وہ سیدھے اس پر حملہ کر دے.....“ منوہر نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”ہاں اس اڈے کی متعلق میرے اور میرے ساتھیوں کے علاوہ صرف کرفل درگاہرام کو علم تھا کیونکہ وہ مٹری کا چیف تھا۔ اسے سرکاری

طور رہتا یا گیا تھا اور تو کوئی نہ جانتا تھا۔ کو رو نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ..... تو اڈے کی متعلق انہیں کر تل دو گرام سے معلوم ہوا ہو نہ..... اب ہلے کچھ میں آ رہی ہے۔ سانسوں نے پولیس بھو کی پر قبضہ کر کے وہاں سے جیپ اور یونیفارمز اس لئے حاصل کیں کہ پولیس یونیفارمز کی وجہ سے انہیں شہر میں روکا نہ جاسکے گا۔ اس طرح وہ آسانی سے اڈے تک پہنچ گئے۔ منوہر نے کہا اور کو رو نے بھی اہلالت میں سہلا دیا تھوڑی دیر بعد جیپ اڈے کے پھاٹک پر پہنچ کر روک گئی۔ کو رو نے نیچے اتر کر کال ہیل کا بلن پریس کیا تو چھوٹا بھانگ کھلا اور دو شا کا چہرہ نظر آیا۔

”آپ آگئے ہاس میں بھانگ کھول ہوں“..... دو شا نے باہر جھانکتے ہوئے کہا اور پھر مچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا بھانگ کھل گیا اور کو رو نے جو اس دوران وہ بارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا جیپ آگے بڑھا دی۔ پوربھ میں ایک پولیس جیپ موجود تھی۔ اس کے قریب جا کر کو رو نے جیپ روکی تو منوہر جھٹک لگا کر نیچے اتر آیا۔

”کہاں ہیں وہ لوگ.....“ منوہر نے جج کر بھانگ بند کر کے واپس آتے ہوئے دو شا سے پوچھا۔

”میں نے انہیں اٹھا کر نارمر سیل میں پہنچا دیا ہے اور زخمیوں سے بھی بیکر دیا ہے میرا خیال تھا کہ شاید آپ ان سے حریت پسندوں کے اڈوں کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں گے.....“ دو شا نے قریب آتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ ہاں دیری گڈ واقعی اس سے ان حریت پسندوں کے اڈوں کے

ارے میں سلطنت حاصل کی جاسکتی ہیں۔ گڈ شو۔ تم واقعی زمین آدمی ہو.....“ منوہر نے اشدت میں سہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا اس طرف کو بڑھ گیا جہاں سے سیڑھیاں نیچے جہ خانے میں باقی تھیں جہاں نارمر سیل تھا۔ کو رو اور دو شا بھی اس کے پیچھے تھے۔

اندرا آگئے۔ یہاں عین اور افراد سوچو تھے۔ سائیکسٹر گئے رہو اور وہاں کی وجہ سے چند لمحوں میں ان کا خاتمہ کر دیا گیا اور پھر بھانگ کھول کر جیپ کو اندر لے آیا گیا۔ انہوں نے ساری عمارت گھوم ڈالی لیکن ان چار افراد کے علاوہ اور کوئی آدمی وہاں نظر نہ آیا اور پھر وہ ایک بڑے کمرے میں اکٹھے ہوئے ہی تھے کہ اچانک کمرے کی چھت سے سرخ روشنی ان پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن تاریک ہو گیا۔ اور اب اسے اس حالت میں ہوش آیا تھا اس کا صاف مطلب تھا کہ وہ اب بری طرح بھٹس چکے تھے۔ لیکن عمران کو کم از کم یہ اطمینان ضرور تھا کہ انہیں فوری طور پر ہلاک نہیں کیا گیا اور ہوش میں لانے کا بھی تکلف کیا گیا ہے اور منوہر کے ہاتھ میں گولے کی موجودگی بتا رہی تھی کہ وہ ان پر تشدد کر کے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہے اور شاید اسے سب کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا اس لئے وہ عمران کو ہوش میں دیکھنے کے باوجود خاموش کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھ اوپر اٹکی ہوئی ذمیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور دونوں پیروں کے گرد بھی ذمیریں موجود تھیں عمران نے موقع غنیمت جانا اور سراٹھا کر اس نے ہاتھوں کے گرد موجود فولادی کوڑوں کو خفی سے جکڑے ہوئے تھے ذمیر اوپر یو ا میں نصب فولادی کڑوں میں جاکر ختم ہو رہی تھی۔

کیا دیکھ رہے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم ان ذمیروں سے آزاد ہو سکو گے..... اسی لمحے منوہر کی آواز سنائی دی اور عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

درو کی ایک تیز لہر جسم.... نہیں دوڑتے ہی عمران کے تاریک ذہن میں روشنی پھیلتی چلی گئی اور عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے اس کے ہونٹ بھیج گئے۔ کیونکہ ایک لمحے میں وہ ساری صورت حال کو بھانپ گیا تھا۔ اس کا جسم دیوار کے ساتھ فولادی ذمیروں میں جکڑا ہوا تھا اس کے ساتھ ہی قطار کی صورت میں اس کے ساتھی بھی اسی حالت میں موجود تھے۔ اور ایک نو جوان اس کے ساتھیوں کو انجکشن لگاتے ہیں مصروف تھا جب کہ سلسلے منوہر ہاتھ میں ایک گولہ اٹھائے بڑے جاہز انداز میں کھڑا تھا اس کے ساتھ ایک اور آدمی تھا اور عمران کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے سارے واقعات بے اختیار گھوم گئے۔ پولیس جیپ میں وہ آسانی سے اڑے تک پہنچ گئے تھے۔ رستے میں کسی نے انہیں نہ روکا تھا۔ کال ہیل کے جواب میں ایک آدمی نے بھانگ کھولا تو عمران اسے دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی

گفتہ..... اس کا مطلب ہے کہ اصل اہمیت ہیڈ کو اور ٹرکی نہیں ہے بلکہ سیکشن ہیڈ کو اور ٹرکی ہے اور تمہارے کہنے کے مطابق تو یہ بھی دگام میں

تم سیکشن فور کے چیف ہو لیکن تمہارا انداز بالکل بھوں جمیما ہے۔

جذب کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

”کیا بکواس ہے۔ کورو مجھے جانتا ہے۔ تم اسے چکر نہیں دے سکتے۔“
..... منوہر نے فیسے سے ہرے ہوئے لٹے میں کہا۔

”ہاں میک اپ مشین موجود ہے اور کورو اس کا استعمال بھی جانتا ہے ابھی اصلیت سامنے آجائے گی۔“ عمران نے ٹیگٹ سرولٹے میں کہا اور دوسرے لٹے کورو نے ٹیگٹ ہاتھ میں پکڑے ہوئے ربوہ اور کارڈ منوہر کی طرف کر دیا۔

”سوری ہاں اب مجھے چینگنگ کرنی ہوگی۔ اس کی جیب سے آپ کے خصوصی کارڈ کا برآمد ہونا اور آپ کے پہلے مجھ سے اس کا ذکر نہ کرنا یہ سب مشکوک ہے۔“ کورو نے تیز لٹے میں کہا۔

”کیا..... کیا..... تم مجھ پر شک کر رہے ہو..... مجھ پر.....“
منوہر نے پیچھے پلٹے ہوئے فیسے سے چیخ کر کہا اور دوسرے لٹے اس کا کوڑے والا ہاتھ بھٹی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور تہہ ناز کورو کی پیٹ سے گونج اٹھا۔ منوہر نے واقعی انتہائی مہارت سے کوڑا کورو کے اس ہاتھ پر مارا تھا جس میں اس نے ربوہ اور پکڑا ہوا تھا اور ربوہ اور اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا اور کورو ابھی ضرب کھا کر سنبھلا بھی نہ تھا کہ منوہر نے اس طرف چملا ٹانگ لگا دی جو حد ربوہ اور منوہر ہوا تھا اور ربوہ اور اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا کر انکر اس سے پہلے کہ وہ ربوہ اور اٹھان کورو نے بھی اس پر چملا ٹانگ لگا دی اور وہ ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے

کیا جہاز خیال ہے کہ ہم کوڑوں سے ڈر کر جہیں سب کچھ بنا دیں منوہر ہم جہاں ایک خاص مقصد کی وجہ سے آئے ہیں اور اگر مقصد کو واقعی جانتا چاہتے ہو تو پھر میری جیب میں سے وہ کارڈ نکال کی میں نے اب تک اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کی ہے۔ گھبر میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ میں جہاز کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کارڈ کیٹھا کارڈ۔ کورو جا کر اس کی کٹاشی لو..... منوہر نے چہ کہا اور منوہر کے ساتھ کھڑا ہوا آدمی تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اسی طرح اطمینان سے کھڑا رہا۔ کورو نے عمران کے لباس کی تا شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ واقعی اس کی جیب سے کارڈ برآ۔ میں کامیاب ہو گیا مگر کارڈ دیکھتے ہی کورو بے اختیار اچھل پڑا۔
”باس یہ تو آپ کا کارڈ ہے۔ یہ اس کی جیب میں کیسے آگیا.....“
نے کارڈ لے کر دائیں مڑتے ہوئے کہا۔

”اوہ مجھے اسے چنیک کرنے کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ اس نے پتہ اس وقت میری جیب سے نکالا ہوگا جب یہ مجھے مردہ سمجھ کر غار میں آئے تھے۔“ منوہر نے جلدی سے آگے بڑھ کر کورو کے ہاتھ چھینتے ہوئے کہا۔

”اب کورو احمق بھی نہیں ہے کہ وہ اصلی اور نقلی پاکیشیا فی میں پہچان نہ کر سکے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اختیار تیزی سے منوہر کی طرف مڑا۔ اس کے چہرے پر لاشعور

تم۔ تم۔ کیا تم واقعی..... کو رو نے بری طرح پلٹتے ہوئے حور
 ۵ عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا پہرہ شاندار کی طرح سرخ ہوا تھا۔

گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے کو رو۔ جا کر میک اپ وائرلے آؤ اور
 ۱۰ دونوں کے ہجرے داش کر کے دیکھ لو۔ ابھی اصلیت تمہارے سامنے
 ۱۵ بنائے گی..... عمران نے کہا اور کو رو چند لمحے ہنست چھٹا ہوا کھڑا رہا
 ۲۰ ہر تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف دوڑنا چلا گیا۔

یہ۔ یہ کیا جکر چلا دیا ہے تم نے۔ اس کا کیا فائدہ ہو گا..... کو رو
 ۲۵ کے باہر جاتے ہی ستور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

پھر چلائے بغیر جہاں سے ہماری رو میں ہی نکل سکتی تھیں، لیکن تم
 ۳۰ ب خاموش رہو گے..... عمران نے جواب دیا اور چند لمحوں بعد کو رو
 ۳۵ اڑتا ہوا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ترین میک اپ وائرلے
 ۴۰ جو تھا۔

چلے سدا پہرہ چمک کر..... عمران نے کہا اور کو رو سر ہلاتا ہوا
 ۴۵ ران کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین کو نیچے زمین پر رکھا اور اس کے
 ۵۰ اتھ خشک کنٹوپ عمران کے سر پر مٹھانے کے لئے اس کے سامنے کھڑا
 ۵۵ اہی تھا کہ ملکیت عمران نے سر کو جھٹکا دے کر پوری قوت سے اس کی
 ۶۰ ک پر دے مارا۔ کو رو کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ ضرب کھا کر بے اختیار
 ۶۵ شت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ اس کے حلق سے چلے سے بھی زیادہ
 ۷۰ ہناک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی بلیٹ کر وہ پہلو کے بل گرا اور چند
 ۷۵ لمحے چھپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

گرے اور پھر اس ربو الور کے حصول کے لئے ان دونوں کے درمیان
 ۱۰ خوفناک جدوجہد شروع ہو گئی اور وہ آدمی جس نے عمران اور اس
 ۱۵ ساتھیوں کو انجشن لگائے تھے، ایک طرف خاموش کھڑا انتہائی حق
 ۲۰ بھرے انداز میں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا
 ۲۵ اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ وہ کس کا ساتھ دے لیکن اسی لمحے دھماکہ ہوا اور
 ۳۰ کے ساتھ ہی بکرہ اس آدمی کی پیچ سے گونج اٹھا۔ جدوجہد کے دور
 ۳۵ ربو الور چل گیا تھا اور گوئی اس آدمی کے سینے میں جا لگی تھی۔ اس دھما
 ۴۰ کے اور پیچ نے منوہر اور کو رو دونوں پر مختلف رد عمل کیا اور وہ دونوں ہی
 ۴۵ اختیار اچھل کر علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ دونوں ہی بری طرح ہانپ رہے
 ۵۰ ربو الور چلنے کی وجہ سے جو اچانک جھٹکا لگا تھا اس کی وجہ ربو الور ان
 ۵۵ ہاتھوں سے نکل کر ایک کونے میں جا کر اٹھا۔

تم۔ جہاں یہ جرات کہ تم منوہر کے منہ آؤ..... منوہر نے
 ۱۰ چھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی ماہرانہ انداز میں کو رو
 ۱۵ جھلانگ لگادی لیکن کو رو بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف گھبرا اور مزہ
 ۲۰ اس طرح جھٹکا ہوا سیہ حاسا نیڈ کی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا
 ۲۵ دوسرے لمحے الٹ کر نیچے گرا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی
 ۳۰ کو رو نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی گتھپی پریوٹ کی نو ما
 ۳۵ اور منوہر جھٹکا ہوا ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

گنڈو کو رو۔ تم نے واقعی میکشن فور کی لاج دکھائی ہے۔
 ۱۰ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

حضور نے کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔
 "عمران صاحب ان دونوں کو یا ان میں کسی کو بھی کسی وقت
 سنا ہے اور ہم اسی طرح بے بس کھڑے ہیں۔" صفدر نے کہا۔
 "اب سارے کام میں نے ہی کرتے ہیں۔ تم بھی کوئی چلائنگ
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہاں آپ نے اس کام کو دیا ہے۔ اب یہ چھوٹا سا کام بھی کر
 کر دیں۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس
 "واقعی یہ چھوٹا سا کام ہے۔ تم نے ٹھیک کہا ہے۔" عمران
 ہنسے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ کو اوپر اٹھا کر
 کو پکڑا اور دوسرے لمحے اس کا جسم اس درخیز کے سپارے اوپر کو
 گیا جہاں تک پیروں میں موجود درخیزوں نے اجازت دی۔ اس کا
 کو اٹھا، لیکن اب اس کے دوسرے ہاتھ کی درخیز خاصی نیچے تک نکلا
 تھی اور عمران نے اپنے ہاتھ کو سوزا اور اس کی انگلیاں تیزی سے اس
 پر حرکت کرنے لگیں جو اس کی کلائی میں دھوست تھا۔ جسم کے
 اٹھ جانے کی وجہ سے اب وہ یہ سب کچھ آسانی سے کر سکتا تھا۔ اور وہ
 لمحے کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی کرا کھل گیا اور عمران کا ایک ہاتھ ز
 گرفت سے آزاد ہو چکا تھا اسکے ساتھ ہی عمران ایک جھٹکے سے
 زمین پر کودا اور اس کا آزاد ہاتھ تیزی سے دوسرے ہاتھ کے کر
 طرف دھکا اور چند لمحوں بعد دوسرا کوا بھی کھل چکا تھا۔ دوسرے لمحے
 نے جھٹک کر پیروں کے کمرے بھی کھول دیے۔
 "آؤ اب یہ چھوٹا سا کام جہاں سے ساتھ بھی کروں تاکہ تم یہ چھوٹا

باقی ساتھیوں کے ساتھ کر سکو۔" عمران نے آزاد ہوتے ہی ساتھ
 کمرے صفدر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
 "آپ کے لئے واقعی یہ چھوٹا سا کام تھا۔" صفدر نے مسکراتے
 ہوئے جواب دیا اور عمران ہنس پڑا۔ چند لمحوں بعد عمران نے صفدر کو
 .خیموں سے آزادی دلائی اور پھر وہ مڑ کر اس کو سننے کی طرف بڑھ گیا جہاں
 رہ رہا لوہ پڑا ہوا تھا جسے حاصل کرنے کے لئے منوہر اور کورو کے درمیان
 کشمکش ہوتی رہی تھی۔ اس نے رہ رہا لوہ اٹھایا اور تیزی سے بیرونی
 دروازے کی طرف نکل گیا۔ مگر اس سے پہلے ہی وہ جہاں موجود سب افراد
 کو ہلاک کر چکے تھے لیکن جس طرح انہیں بے ہوش کیا گیا تھا اس سے
 عمران بچ گیا تھا کہ اس کے نیچے جسے خائے میں اور وہاں بیٹھنا کچھ افراد
 موجود ہو سکتے ہیں۔ باہر آکر وہ مختلف کمروں میں گھومتا رہا اور ہر ایک
 کمرے میں اسے فرش کا ایک حصہ کسی صندوق کے دھکن کی طرح اٹھا ہوا
 نظر آیا تو وہ اس کی طرف بڑھ گیا۔ پہلے یہ بند تھا۔ لیکن نیچے سے کوئی اور آیا
 نا۔ عمران رہ رہا لوہ ہاتھ میں پکڑے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے پہنچا تو وہ ایک
 جھٹکے سے کمرے میں موجود تھا۔ وہاں مشینری موجود تھی لیکن آوی کوئی
 تھا۔ عمران نے مشینری کو ایک نظر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے
 رہ رہا لوہ نے گولیاں اگنی شروع کر دیں اور مشینری دھماکوں سے پھٹنی
 نروس ہو گئی جب رہ رہا لوہ خالی ہو گیا تو عمران نے اسے وہیں بیٹھنا اور پھر
 اہل مڑ کر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اس کے سب ساتھی آزاد ہو
 چکے تھے اور ان کی جگہ منوہر اور کورو درخیزوں سے بکڑے ہوئے نظر آ رہے

تھے۔

”گلا..... تم نے انہیں اب صحیح جگہ پر رکھ کر دیا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”ہم جہاد اختیار کر رہے تھے ورنہ میں اب تک ان کی کھال اوجھڑا ہوتا.....“ تنویر نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں یہ کام کرنے میں تم واقعی جہاد کا درجہ دیکھتے ہو۔“..... مراد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”باہر کی کیا صورت حال ہے عمران صاحب.....“ صفدر نے شاید موضوع بحث کیلئے فوراً ہی بات کر دی۔

”اس سکون ہے۔ نیچے ایک تہہ خانہ ہے جس میں جدید مشینری فضا تھی اور یہ شخص یقیناً اسی تہہ خانے میں موند رہا تھا۔ اس نے ہمیں بے ہوش کیا تھا بہر حال میں نے تنویر والے ہاتھ دکھائے ہیں اور مشینری کی کھال اوجھڑ چکی ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا ضرورت تھی اس کی.....“ غالی مشینری نے ہمارا کیا بگاڑ دینا تھا..... تنویر نے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اب یقیناً جہاد امروہو مخصوص کام کرنے کیلئے صحیح طور بگڑ چکا ہو گا اس لئے کوڑا اٹھاؤ اور اس منوہر کی کھال انار کا شروع کر دو۔“ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ کیا واقعی.....“ تنویر نے ٹکٹ خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں..... ہم نے اس سے بلیک ہاؤنڈز کے بارے میں تفصیلی

”اجاب..... اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں اس منوہر سے ساری جملات اٹھواؤں آپ یقین کریں کہ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔“..... ایک طرف کھڑے حسن نے کہا اور عمران اور تنویر دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیا تم اس پر کوڑے برساتا چاہتے ہو۔“ عمران نے کہا۔ وہ واقعی اٹھا تھا کہ فطری نفرت کی وجہ سے وہ تنویر کی بجائے یہ کام خود کرتا ہے۔

”اس کی ضرورت نہ پڑے گی۔ دیکھیے یہ بلیک ہاؤنڈز سے متعلق لوگ فنی صحت جان واقع ہوئے ہیں ہمیں اس کا تجربہ ہے کہ ان کی بلیاں کیوں اڑی جاتی ہیں زبان نہیں کھولتے۔ ہم نے بھی ان کے دو آدمی پکڑے اور ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا لیکن انہوں نے زبان نہ کھولی تو پھر ان پر اب طریقہ استعمال کیا گیا اور انہوں نے آسانی سے زبان کھول دی۔ یہ جیسے ہاں کا قہر ترین طریقہ ہے۔“..... حسن نے جواب دیا۔

”عقرب طریقہ..... وہ کیا ہوتا ہے عقرب تو بچھو کو کہتے ہیں کیا تم اس

ہلک رہا تھا جیسے کسی نے اس کی آنکھ میں سرخ رنگ پھیر دیا ہو۔ اور اس کی آنکھ سے تیزی سے ٹپکنے لگ گیا تھا اور کورو مسلسل اپنی آنکھ پر دبا تھا۔

”ہٹاؤ..... ورنہ اس بار میں تجھے نہ ہٹوں گا.....“ حسن نے تیر لگے کہا۔

”جہاں اڈے پر ہم چھ افراد تھے میرے علاوہ سب ہلاک ہو چکے ہیں۔“ جہاں ہمارے غمزدہ تھے..... کورو نے انتہائی خوفزدہ لگے میں کہا۔

”سب غمزدوں کے بارے میں تفصیل بتاؤ۔ ورنہ.....“ حسن نے آگے بڑھ کر کہا۔

”رک جاؤ..... خدا کیلئے رک جاؤ..... میں اسے برواشت نہیں سکتا..... رک جاؤ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں یہ تو موت سے بھی بدتر زاب ہے.....“ کورو نے گھٹکھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس غمزدوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ حسن ان کے بارے میں الی کرتا رہا اور کورو اس طرح جواب دیتا رہا جیسے اس نے سب کچھ دینے کا تہیہ کر لیا ہو۔

”دیکھا جناب آپ نے..... یہ کس طرح ہوا ہے۔ ورنہ آپ اس کی ٹیپاں اڑا دیجئے یہ تفصیل نہ بتاتا.....“ حسن نے بڑے غمزہ لگے میں ران اور حور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”واقعی تم نے کمال کر دیا ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس طرح کسی کی زبان کھلائی جا سکتا ہے لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ

کو بھڑکوں کے ڈانک گھوڑے.....“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں جناب یہ تو اس کا نام ہے۔ ویسے اصل طریقہ اور ہے۔“ آپ اجازت دیں تو میں آپ کے سامنے اس کا مظاہرہ کروں.....“ نے شعیبہ بازوں کے سے انداز میں کہا۔

”تم اس کو درپہ طریقہ آزمائو ایسا نہ ہو کہ آزمائش آزمائش کے نام منوہر سے ہی ہاتھ دھو بیٹھیں.....“ عمران نے کہا اور حسن سر پر کورو کی طرف بڑھ گیا۔ پہلے تو اس نے اس کے چہرے پر زور وار تھپکا تاکہ کورو ہوش میں آئے۔ اور پھر جیسے ہی کورو ہوش میں آیا حسن ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں اس نے اس کی دائیں آنکھ کے اوپر اور نچلے حصے پر رکھیں اور اس کے ساتھ کی انگلیوں نے مخصوص انداز میں حرکت کی تو کورو کے حلق سے انتہائی بھیاں تک بیچ نکلی اور اس کا زنجیروں میں جکڑا ہوا جسم برقی پور کرنے لگا۔

”بتاؤ جہاں کتنے افراد ہیں بلیک ہاؤنڈز کے۔“ حسن نے فرماتے کہا۔ اس کے ساتھ اس کی انگلیاں مخصوص انداز میں حرکت کرتی رہ کر کورو کے حلق سے ٹپکنے والی مسلسل بیخوں سے گونسنے لگا۔

”بتاؤ ورنہ.....“ حسن نے انگلیوں کی حرکت روکنے ہوئے کہا۔

”بتانا ہوں خدا کیلئے اپنا ہاتھ بٹالو..... میں بتاتا ہوں.....“

بتاتا ہوں..... کورو نے انتہائی ہراساں لہجے میں کہا اور حسن یہ دیکھا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کی دائیں آنکھ شائری طرح سرخ ہو

آدی اسے استعمال نہیں کر سکتا..... حسن نے کہا۔

نام تو اس کا صحیح رکھا گیا ہے۔ یوں سمجھو کہ ان رگوں کو مخصوص انداز رنگینے میں سے انسانی ذہن کے اس حصے پر ایسا رد عمل سوتا ہے جیسے کسی ہتھیار کے کلنے سے انسانی اعصاب اثر قبول کرتا ہے لیکن چونکہ یہ اثر براہ راست دماغ کا اندرونی حصہ قبول کرتا ہے اس لئے یوں سمجھو کہ ہتھیار کا ذہن براہ راست انسانی دماغ کے اس حصے انجکٹ میں کر دیا جاتا ہے اور انسانی اعصاب کے ساتھ ساتھ چونکہ انسانی حیاتیات کا مرکز بھی وہیں ہوتا ہے اس لئے انسانی جسم پر اس کاری ایکشن ناقابل برداشت حد تک پڑتا ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اب آپ اجازت دیں تو اس منور پر بھی اسے آزمائیں..... حسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نہیں اس پر یہ طریقہ میں آزمائیں گا..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے بیٹے کو منور کا ٹکڑا اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب منور کو ہوش آنے لگا تو عمران بیچے ہٹ گیا۔

یہ..... یہ..... یہ سب کیا ہے..... اودہ..... اودہ..... سب تم نے کیسے کر دیا..... منور نے ہوش میں آتے ہی اودہ اور دیکھتے ہوئے چیخ ماری کہا۔

یہ سب پانچ گنا نتیجہ ہے اور اس کی تفصیل میں بھلے ہی طور کو بتا چکا ہوں۔ دوبارہ اسے دہرانے کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ دکان میں بلیک ہاؤنڈ کے سیکشن ہینڈ کو انہر کہاں کہاں ہیں اور ان کی کیا تفصیلات ہیں..... عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے

طریقہ سب سے آسان اور انتہائی نتیجہ خیز ہے..... عمران نے طویل سانس لیچے ہوئے کہا۔

یہ آخر طریقہ کیا ہے۔ سیری کچھ میں تو نہیں آیا..... حسن نے جب بھرے لہجے میں کہا۔

آٹاکہ کی رگوں کا تعلق براہ راست دماغ سے ہوتا ہے اور دماغ جس حصے سے ان کا تعلق ہوتا ہے وہیں انسانی حیاتیات کا مرکز ہوتا ہے انسانی جسم پر موجود اعصاب کو حرکت میں لانے کے احکامات بھی وہی حصہ دیتا ہے اور ان احکامات پر عمل کرنا حرام مغز کا کام ہوتا ہے اعصاب کا عملی کنٹرول ہوتا ہے اگر ان رگوں کو جو آنکھ سے دماغ کی طرف جاتی ہیں مخصوص انداز میں رنگید جائے تو اس کے اثرات دماغ کے حصے پر انتہائی شدت سے پڑتے ہیں اور انسانی حیاتیات اور انسانی اعضاء کا چونکہ مرکز بھی وہی حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے اثرات انسان صرف جسم بلکہ دماغ تک قبول کرتی ہے اور یہ اثرات اس قدر سخت ہو ہیں کہ انسانی اعصاب اور حیاتیات انہیں برداشت نہیں کر سکتے..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

کمال ہے۔ کیا تم انسانی ذہن کی سائنس جانتے ہو..... حنیف حیرت بھرے لہجے میں حسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

مجھے تو حجاب یہ سب کچھ معلوم نہیں ہے۔ ہمارے اس علاقے قدیم زمانے سے انسانوں سے راز اگوانے کیلئے اس طریقے کو استعمال جاتا تھا اور اسے مغرب طریقہ کہتے ہیں البتہ اسے باقاعدہ سیکھنا پڑتا ہے

حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اسے تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔
 "اوه اجنبی حیرت انگیز طریقہ ہے۔ اسے تو باقاعدہ سیکھنا چاہئے۔
 بہر حال اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟" صفدر نے کہا۔
 "ہمیں اب باقی کارروائی دگام میں کرنی ہوگی۔ حسن نے کورو سے
 یہاں کے مخبروں کی تفصیل حاصل کر لی ہے۔ ان لوگوں سے یہ خود
 چھٹکارا حاصل کرتے رہیں گے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور
 بروڈی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے ساتھ باہر آگئے
 تھے۔ جب کہ منوہر اور کورو اسی طرح ٹارپرریل میں ہی بندھے کھڑے
 رہے تھے۔

"اب دونوں کو تم نے زندہ چھوڑ دیا ہے۔ ان کی زندگی تو ہمارے
 خلاف جانے لگی۔" منوہر نے کہا۔

"انہیں زندہ چھوڑنا تو خود کشی کرنے کے برابر ہے، لیکن میں چاہتا تھا
 کہ پہلے یہاں سے نکلنے کے تمام انتظامات کر لئے جائیں اس کے بعد انہیں
 قتل کیا جائے۔ ان کی جیب سے موجود ہے اور اس کے قبضے پر لگا ہوا ایک کارڈ
 بھی میں نے دیکھ لیا ہے۔ یہ فوج کی طرف سے جاری کیا گیا ہے اس لئے
 اب ہمیں اس جیب میں سفر کر کے فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہوگا۔ میں
 دراصل اس پولیس جیب کے بارے میں سوچ رہا ہوں جس میں ہم آئے
 تھے کہ اس کا کیا کیا جائے اس کی جہاں موجودگی پولیس والوں کو منوہر
 اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بھی مشکوک کر دے گی اور یہ کام
 آئندہ ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے اور اس جیب کی تلاش

بھی پورے شہر میں ہو رہی ہو گی۔" عمران نے کہا۔
 "اسے میں نے بتا دیا ہوں جناب آتے ہوئے میں نے چیک کر لیا ہے۔
 پولیس کی پہلی چیک پوسٹ سے پہلے ہی ایک راستہ الٹا ہو جاتا ہے۔ جس
 طرف آگے جا کر گہری کھائیاں ہیں۔ میں جیب کو وہاں پھینک کر خود
 آگے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جائوں گا۔" حسن نے جواب دیا۔
 "اوه پھر تو سارے مسئلے حل ہو گئے۔ اسے ہاں ایک مسئلہ ابھی رہتا
 ہے۔ تم پہلے ہمیں بتاؤ کہ اس جیب کے ذریعے رابطہ دہی سے باہر نکلنے کے
 بعد ہمیں دگام پہنچنے کے لئے کیا کرنا ہوگا۔ کیا اس جیب کے علاوہ کوئی اور
 راستہ ہے دگام پہنچنے کا؟" عمران نے چونک کر کہا۔

"میں سڑک کا ہی راستہ ہے۔ لیکن پورے راستے میں آج کل جگہ جگہ
 اجنبی سخت چیکنگ ہوتی ہے۔ کشائی لی جاتی ہے اور ذرا کسی پر شک پڑ
 جائے تو اسے گولی سے اڑا دیا جاتا ہے۔" حسن نے جواب دیا۔
 "ہم منوہر اور کورو کے میک اپ میں اس کارڈ کی موجودگی میں آسانی
 سے دگام پہنچ جائیں گے۔" صفدر نے کہا۔

"نہیں صفدر جہاں اور صدیقی کا یہ میک اپ صرف راہروی سے باہر
 نکلنے کے لئے ہے۔ یہ اجنبی مستطیم عظیم ہے اور اجنبی جدید ترین آلات
 استعمال کر رہی ہے۔ ہو سکتا ہے انہیں کسی بھی طرح سے معطوم ہو
 جانے کے اصل منوہر اور کورو کے جانچنے میں تو ہم آسانی سے شکار کر لئے
 جائیں گے۔ میں دگام اس طرح پہنچنا چاہتا ہوں کہ کسی کو ہماری وہاں
 موجودگی کا علم نہ ہو سکے۔" عمران نے کہا۔

کی اجازت دے دی۔ حسن کے جسم پر ابھی پولیس یونیفارم موجود تھی اور یہ جیب میں جانے کی حد تک سردی تھا۔ درہ ایک عام آدمی کو پولیس جیب جلاتے دیکھ کر عام آدمی بھی مشکوک ہو سکتا تھا۔ حسن نے سب سے مصافحہ کیا اور پھر وہ پولیس جیب کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے اظہارے پر کمپشن شکیل نے آگے بڑھ کر پھانگ کھول دیا اور حسن جیب جلاتا پھانگ سے باہر نکل گیا تو کمپشن شکیل نے پھانگ بند کر دیا۔

”جواب اس کی ایک ہی صورت ہے کہ آغا نگر میں فوج کی ایک چھوٹی سی چھاؤنی ہے۔ یہ چھاؤنی دراصل وہاں موجود اسلحے کے ایک بڑے ڈپو کی حفاظت کے لئے بنائی گئی ہے۔ وہاں ہیلی کاپٹر بھی ہوتے ہیں۔ اگر آپ کسی طرح کوئی فوجی ہیلی کاپٹر حاصل کر لیں تو پھر بغیر کسی روک ٹوک کے آپ دگام چٹکتے سکتے ہیں اور وہاں پہنچ کر آپ ہیلی کاپٹر کہیں بھی چھوڑ سکتے ہیں۔“ حسن نے کہا۔

”تم تو واقعی کام کے آدمی ہو حسن۔ سارے مسئلے چٹکیوں میں حل کیے جا رہے ہو۔“ عمران نے تعریف بھرے لہجے میں کہا اور حسن مسکرا دیا۔

”حسن کو ساتھ کیوں لے لے چلیں۔ وہاں دگام میں بھی یہ ہمارے کام آ سکتا ہے۔“ حقدار نے کہا۔

”نہیں جہاں میں یہاں انتہائی اہم ڈپو ملی پر ماسور ہوں۔ مجاہدین کے بے شمار گروہوں کو سپلائی کرنے والے اسلحے کی تمام تر ذمہ داری مجھ پر ہے اس لئے میں آپ کے ساتھ دگام نہیں جا سکتا۔“ حسن نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”تم ہمیں آغا نگر اور وہاں موجود چھاؤنی اور اسلحہ ڈپو کے بارے میں تو تفصیل بتا سکتے ہو۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔“ حسن نے اشیات میں سرہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتاتی شروع کر دی۔ عمران نے اس سے کئی سوالات کئے اور جب وہ مطمئن ہو گیا تو اس نے حسن کو جیب لے جانے

”کیا کیا کہہ رہے ہو ارجن پاکیشیائی بہمنوں کی گرفتاری۔ کون پاکیشیائی بہمن دوسرے نے حیران ہو کر پوچھا۔

”مجھے چیف پاس نے بتایا تھا کہ جس باجو ڈاگروپ کا خاتمہ کیا گیا ہے اس کا ایک آدمی بچ نکلے میں کامیاب ہو گیا اور وہ آدمی آزاد مستحکم رہا اور پھر وہاں سے پاکیشیا چلا گیا۔ منور اس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اسے اطلاع ملی کہ وہ چند پاکیشیائی بہمنوں کو ساتھ لے کر واپس آزاد مستحکم آیا ہے اور وہ کسی فضیہ مقام سے سرحد کراس کر کے یہاں داخل ہونا چاہتے تھے کہ منور نے انہیں سبک کرنے والے ایک آدمی کا کھوج نکال لیا اور پھر اس راستے پکٹنگ پر کروی لیکن وہ بچ کر نکل گئے اور کوئی فوجی پہلی کا پڑاؤ کر کے وہ راہوئی کی طرف آئے اور حیرت انگیز بات یہ بھی پاس نے بتائی کہ انہوں نے منور کو بھی اغوا کر لیا تھا لیکن منور ان کی گرفت سے بچ نکلا اور اب ان کے پیچھے ہے۔ یہ کسی دن بیٹے کی بات ہے۔ دیکھو اب تک تو وہ ان کا خاتمہ بھی کر چکا ہو گا۔“..... ارجن نے جواب دیا۔

”اگر ان پاکیشیائی بہمنوں نے منور کو بھی اغوا کر لیا تھا تو پھر یہ اجتنابی خطرناک سیکرٹ بہمن ہوں گے اور پاکیشیا میں اجتنابی خطرناک بہمن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی ہیں۔“..... دوسرے آدمی نے منہ دباتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بہمن۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کرشن۔“..... باقی دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

یہ ایک ڈرائنگ روم کے انداز میں سمجھاؤ کرہ تھا جس میں صوفوں اس وقت تین افراد بیٹھے گھنگو میں مصروف تھے لیکن ان کی نظریں بار بار ایک طرف بند دروازے کی طرف اس طرح اٹھ رہی تھیں جیسے انہیں کسی کی آمد کا انتظار ہو۔

”منور والا مشن بھی ختم ہو گیا اور اس باجو ڈاگروپ کا بھی خاتمہ ہو گیا لیکن منور نظر نہیں آ رہا وہ کس جگہ میں لٹھا ہوا ہے۔“..... ایک آدمی۔ کہا تو باقی دو میں سے ایک آدمی نے اختیار ہونک پڑا۔ جب کہ دوسرا آدمی طرح مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

”ارے ہاں سورا میں بھی کل سوچ رہا تھا کہ منور سے ملاقات نہ ہوئی۔“..... دوسرے نے کہا۔

”وہ پاکیشیائی بہمنوں کو گرفتار کرنے میں مصروف ہے۔“..... تیسرے نے مسکراتے ہوئے کہا تو بیٹے دونوں تقریباً اچھل سے پڑے۔

آپ کے آنے سے پہلے منوہر کی ہی بات کر رہے تھے لیکن یہ بات الٹی اب معلوم ہوئی ہے کہ منوہر کو ہلاک کیا جا چکا ہے..... کرشن نے کہا۔
 منوہر سے میری سپیشل ٹرانسمیٹر بات ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی گرفت سے نکل آیا ہے اور اب ان کا تعاقب کر رہا ہے میں مطمئن ہو گیا کیونکہ میں منوہر کی صلاحیتوں سے واقف ہوں لیکن پھر منوہر کی طرف سے جب کوئی اطلاع نہ ملی تو میں نے اس سے سپیشل ٹرانسمیٹر بات کرنا چاہی مگر سپیشل ٹرانسمیٹر ڈیڈ ہو چکا تھا۔ اب مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ منوہر کہاں ہے۔ اس لئے ظاہر ہے میں خاموش ہو گیا اور پھر جو اطلاع ملی وہ منوہر کی ہلاکت کی تھی اور یہ اطلاع راہولی کے ٹرزی انچارج میجر وجے نے دی ہے..... پاس نے کہا۔
 کیا میجر وجے نے آپ کو براہ راست کال کیا تھا۔ پاس..... سورمانے چونک کر پوچھا۔

نہیں وہ مجھ سے براہ راست کال کیسے کر سکتا تھا اسے میرا نمبر ہی معلوم نہ تھا اس نے چیف کمانڈر کو اطلاع دی اور چیف کمانڈر نے مجھے اطلاع دی اور اسی کی اطلاع پر میں نے خود میجر وجے سے رابطہ قائم کیا تو مجھے تفصیلات کا پتہ چلا تفصیلات کے مطابق راہولی میں ٹرزی کی چھائی اور اسلئے کے چھوٹے سے ڈپو کو ڈاسٹس سے لڑا دیا گیا اور چھائی کا انچارج کرنل درگھرام جو مہابی سے پہلے جیپ میں بیٹھ کر گیا تھا غائب ہو گیا۔ اس چھائی کی چھابی کی وجہ سے راہولی میں کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ پھر راہولی میں بلیک ہانڈز کے اڈے کی طرف سے میجر وجے کو فون کر کے

ہاں..... میں درست کہہ رہا ہوں میرا تعلق کافرستان ٹرزی انشلی جنس سے ہے اور میں ان کے متعلق اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ دینا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ کافرستان کی سیکرٹ سروس اور ٹرزی انشلی جنس بے شمار بارڈن سے نگرانی ہے اور مجھے اعتراف ہے کہ ہمیشہ کامیابی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حاصل رہی ہے..... کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کرشن کی بات کا جواب دیتا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا وہ تینوں بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

یہ منظر مجھے کچھ دیر ہو گئی ہے آنے میں۔ تم بوری تو نہیں ہوئے..... آنے والے نے کہا۔
 نہیں پاس ایس کوئی بات نہیں..... ان تینوں نے خوشامد لہجے میں کہا۔

میں نے یہ بھی میٹنگ اس لئے کال کی ہے کہ تنظیم بلیک ہانڈز شعبہ خطرے میں گھر چکی ہے۔ منوہر کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کے قاتل غائب ہیں..... پاس نے ہوش چہاتے ہوئے کہا۔

منوہر کو ہلاک کر دیا گیا ہے وہ کیسے..... کس نے کیا ہے..... ان تینوں نے تقریباً جھٹکے ہوئے کہا۔

یقیناً یہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہی کیا دھرا ہو گا۔ میں جنہیں تفصیل بتاتا ہوں..... پاس نے کہا۔

جو کچھ آپ نے مجھے بتایا تھا پاس وہ میں پہلے ہی انہیں بتا چکا ہوں ہم

ذریعے سیدھے دھکم بچکنے اور نواحی علاقے میں پہلی کا پڑھو کر وہ پیدل
جہاں داخل ہوئے اور اب جہاں کسی جگہ چھپے ہوئے ہوں گے.....
کرشن نے تفصیل سے اپنا اندازہ بتاتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب بلیک ہاؤنڈز کے
سیکشن ہیڈ کو وارنرز شاپ عطرے میں ہیں۔ وہ کسی بھی لمحے ان پر ریڈ کر
کے انہیں جہاد کر سکتے ہیں۔ مین ہیڈ کو وارنری میں بات اس لئے نہیں کر
رہا کہ منوہر کو بھی مین ہیڈ کو وارنر کے بارے میں علم نہیں ہے اس لئے
انہیں بھی اس کا علم نہیں ہو سکتا....." ہاس نے کہا۔

"ہاس..... یہ دنیا کا اجائی خطرناک ترین گروپ ہے اس لئے ان
کے مقابلے کے لئے ہمیں خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے بلکہ میرا
خیال ہے کہ آپ صدر مملکت سے بات کر کے کافرستان سے سیکرٹ
سروس یا ملٹری بیس کو جہاں طلب کریں تاکہ وہ ان کا صحیح طور پر مقابلہ
کر سکیں....." کرشن نے کہا۔

"نہیں..... میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اس طرح بلیک ہاؤنڈز کی
کارکردگی اعلیٰ حکام کی نظروں میں زبردہ ہو کر رہ جائے گی۔ میں چاہتا ہوں
کہ ان کا خاتمہ بلیک ہاؤنڈز کے ہاتھوں ہی ہو۔ اور یہ میرا حتمی فیصلہ ہے۔"
..... ہاس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاس..... ہم سب مل کر آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ جہاں
دھکم میں ہماری بے حد وسیع تنظیم ہے جب کہ ان کی تعداد چار پانچ سے
یادہ تو نہ ہوگی....." سو رہا نے کہا۔

آدی بھی ہلاک کر دیا ہے اور ان کے قبضے سے بھی نکل آنے میں کامیاب
ہو گیا ہے تو جناب صدر نے اپنا خیال بدل دیا لیکن اب تم کہہ رہے ہو کہ
یہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں....." ہاس نے کہا۔

"میں سر..... جناب صدر کا خدشہ درست تھا کیونکہ وہ اس سروس کے
بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ منوہر کا ہونکہ پہلے کبھی ان سے واسطہ
نہیں پڑا تھا۔ اس لئے اسے ان کی کارکردگی کے بارے میں علم نہ تھا اور
اسی لاعلمی کی وجہ سے وہ مارا بھی گیا۔ میرا تعلق ملٹری انٹیلیجنس سے ہے
اور انٹیلیجنس کئی بار اس میسج سے نکل چکی ہے، اس لئے مجھے معلوم ہے کہ
یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس سادے
واقعہ کا درست طور پر اندازہ لگا سکتا ہوں۔ ہوا یہ ہو گا کہ یہ گروہ راجپوت
ہونگا۔ منوہر بلیک ہاؤنڈز کے اڈے میں چھپ گیا۔ اس گروپ نے پولیس
جو کی پر حملہ کر کے وہاں سے جیپ اور پولیس یو میٹارمز اڑائیں اور اس
اڈے پر حملہ کر دیا، جہاں منوہر اور کورو کے علاوہ سب مارے گئے۔ منوہر
گئے۔ منوہر اور کورو زندہ گرفتار ہوئے ہوں گے اور ان پر تھوڑے دے کر
انہوں نے لازماً بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈ کو وارنر اور سیکشن ہیڈ کو وارنر کے
بارے میں تفصیلات معلوم کی ہوں گی۔ اس کے بعد انہوں نے انہیں
سبے ہوش کر کے یا ہلاک کر کے جیپ میں ڈالا ہوگا اور ان دونوں کا میکہ
اپ کر کے وہ اس جیپ میں اور اس پشیل کارڈ کا قاعدہ ڈاکر راجپوتی -
ٹیک اور ڈاکٹر بھیج گئے۔ وہاں انہوں نے اسلحہ ڈوب جہاد کیا اور پہلی کا پڑا
کر کے جیپ منوہر اور کورو کی لاشیں وہیں چھوڑ کر وہ اس پہلی کا پڑا -

مجھے یقین ہے کہ اصل مشن اس سٹور کا خاتمہ ہو گا اور انہوں نے پیش بندی کے طور پر پلاننگ یہ کی ہو گی کہ پہلے بلیک ہانڈز کے ہیڈ کو آرڈر کو جہاز کروایا جائے اس طرح بلیک ہانڈز کا خاتمہ ہو جائے گا تو پھر اہلینان سے اگلے کے سٹور کو جہاز کر کے کافرستانی فورج کی کمری توڑ دی جائے۔۔۔۔۔ کرشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے جہادی بات میں دزن ہے، لیکن تم دراصل کہنا کیا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ ارجن نے کہا۔

”میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم تینوں کو اپنے اپنے سیکشن ہیڈ کو آرڈر نمبر نو میں منتقل کرنے کے ساتھ ساتھ اس سٹور کی نگرانی کرنی چاہیے۔ یہ لوگ لازماً اس سٹور پر حملہ کریں گے اور وہاں اگر ہم پہلے سے ہوشیار ہوئے تو ہم انتہائی آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکیں گے۔ انہیں یہ توقع ہی نہ ہو گی کہ ہم وہاں ان کے استقبال کے لئے موجود ہیں۔۔۔۔۔ کرشن نے کہا تو ارجن اور سورا دونوں نے اثبات میں سر ہلادینے۔

”گھر۔۔۔۔۔ تم نے درست کہا ہے۔ واقعی تم ذہین آدمی ہو۔۔۔۔۔ ان دونوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکریہ میری پلاننگ یہ ہے کہ سورا ہمیں دھم میں تینوں سیکشنز کو کنٹرول کر کے ان لوگوں کا جہاں سراخ لگائے اور ان کے خاتمے کی کوشش کرے۔ کیونکہ سورا کے سیکشن تھری کا جہاں دھم کے مقامی فراڈ میں خاصا اثر و رسوخ ہے۔ ارجن اپنے سیکشن کی ایک ٹیم لے کر انجوری شہر میں ذرہ لگائے اور اگر یہ لوگ جہاں سے نکل کر راجپوری

ہے تو ہمیں بھی اس مشن کو سلسلے رکھنا ہو گا جس مشن پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے۔۔۔۔۔ کرشن نے کہا۔

”ہاں نے بتایا تو ہے کہ ان کا مشن بلیک ہانڈز کا خاتمہ ہے۔۔۔۔۔ سورمانے کہا۔

”مجھے اس میں شک ہے۔ میں اپنی وضاحت کرتا ہوں۔ سب سے پہلے پاس نے میٹنگ کال کی۔ اس میں ہمیں بتایا گیا کہ حریت پسندوں کا ایک گروپ جسے باجوڑا گروپ کہا جاتا ہے۔ کافرستانی فورج کے وادی مشہور میں سب سے بڑے اگلے کے سٹور کو اڑانے کی منصوبہ بندی کر رہا ہے اور ہو سکتا ہے اس کے لئے اس نے پاکیشیا یا دوسرے کسی اسلامی ممالک سے تربیت یافتہ افراد کی خدمات حاصل کی ہوں۔ چنانچہ تین سیکشنز کی ڈیوٹی اس سٹور پر لگائی گئی اور سیکشن فور کے ڈے اس باجوا گروپ کے خاتمے کی ڈیوٹی لگادی گئی سیکشن فور کا انچارج منوہر اور گروپ کے خلاف حرکت میں آگیا۔ گروپ ختم ہو گیا مگر ایک آدمی آؤ مشہور سے ہوتا ہوا پاکیشیا پہنچا اور پھر وہ اپنے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بلے آیا۔ منوہر سے ان کا مقابلہ ہوا اور نہانے کیوں دو دھام یا کسی علاقے کی طرف آنے کی بجائے راہپوٹی پہنچ گیا۔ بہر حال منوہر اور راہپو میں اس کے اڑنے کا خاتمہ ہو گیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ گروپ دھم پہنچ گیا۔ اب آپ خود سوچیں کہ ان کا اصل مشن کیا ہو گا۔ کیا اسلحے کے سٹور کا خاتمہ یا بلیک ہانڈز کا خاتمہ۔۔۔۔۔ کرشن نے کہا۔

”دونوں بھی ہو سکتے ہیں اور ایک بھی۔۔۔۔۔ سورمانے جواب دیا

بچائیں تو ارجن وہاں آسانی سے انہیں ذیل کر لے گا کیونکہ ارجن راہوری کا رہنے والا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ اس کے سیکشن نو میں افراد کا تعلق بھی راہوری اور اس سے ملے ملا توں سے ہی ہے۔ اس ط راہوری میں سیکشن نو زیادہ تیز رفتاری سے کام کرے گا۔ میں اپنے گرو کے ساتھ اسلحہ ڈپو پر موجود رہوں گا۔ ہم تینوں کا آپس میں رابطہ رہے اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ گروپ سیکشن تھری کے ہاتھوں نہ مارا اور راہوری پہنچا تو سیکشن نو اس کا خاتمہ کر دے گا اور اگر پھر بھی وہ نو اسلحہ ڈپو تک پہنچ جاتا ہے تو پھر میں اور میرا سیکشن اس کا خاتمہ کر دے گا مجھے یقین ہے کہ ہماری یہ پلاننگ کامیاب رہے گی۔..... کرشن نے بہت اچھی پلاننگ ہے۔ تم فکر نہ کرو میں ان کا خاتمہ ہمیں دگام ہی کر دوں گا۔..... سو رمانے کہا۔

”اوہ کے..... اب ہمیں چلنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں بیٹھے بنا کرتے رہیں اور وہ لوگ اس دوران سیکشن ہیڈ کو از نو کو ہی متباہ کر..... ارجن نے کہا اور وہ تینوں اسلحہ کمرے ہوئے۔“

”پھر یہ پلاننگ طے ہو گئی۔..... کرشن نے کہا اور سورا اور ا دونوں نے اجابت میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تینوں تیز قدم اٹھاتے کہ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔“

ایک بڑے سے کمرے میں عمران اور اس کے ساتھی کرسیوں پر بیٹھے باتوں میں مصروف تھے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک اوصیہ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر قدرے مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا ہو ایضاً جہاد سے چہرے پر مایوسی کیوں ہے۔..... عمران نے ونک کر آنے والے سے پوچھا۔“

”جہن عمارتوں کا آپ نے تپ دیا ہے۔ وہ چاروں خالی بڑی ہوئی ہیں اور دوسرا یہ کہ ان چاروں کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے میرے گروپ کے چھ افراد ان نگرانی کرنے والوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ چار بکڑے گئے ہیں اور صرف دو بچ کر واپس آئے ہیں۔ یہ سب نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔“

”کیا مطلب پوری تفصیل بتاؤ۔..... عمران نے ہونٹ چہاتے ہوئے کہا۔“

تفصیل یہی ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ آپ نے چار عمارتوں کو ہٹیک کرنے کے لئے کہا تھا۔ میں نے اس کیلئے گرہ پ کے بارہ افراد اس کام پر لگایا۔ یہ انتہائی ہوشیار آدمی ہیں اور اب ان میں سے دو بچے آئے ہیں اور انہوں نے بتایا ہے کہ وہ چاروں عمارتوں میں داخل ہوئے ہیں۔ کامیاب ہو گئے تھے۔ انہوں نے جین تین کے گرہ پ ہٹائے تھے ایک دوسرے کے ساتھ پیٹریل ٹرانسمیٹر رابطہ رکھا ہوا تھا اور چاروں نے ایک دوسرے کو بتایا کہ عمارتیں یکسر خالی پڑی ہیں لیکن دایمی وقت باہر نگرانی پر موجود افراد نے ان پر فائر کھول دیا۔ چھ افراد فائرنگ سے ہلاک ہو گئے۔ جب کہ دو بچے گرہ پ کے دہانے میں کامیاب ہوئے۔ یعقوب نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جو بچے گئے ہیں۔ ان کا کیا ہو گا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”کیا کہا جاسکتا ہے۔ وہ اب کافرستانی فوج کے اذیت خانوں میں بے گناہ کب تک لٹریاں دگرتے رہیں گے۔“ یعقوب نے آہستہ سے جواب دیا۔

”کیا مطلب کیا تم انہیں جھوٹانے کے لئے کچے نہیں کرو گے۔“ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”عمران صاحب۔۔۔۔۔ آپ جہاں کے حالات سے پوری طرح باخبر نہیں ہیں یہاں کافرستانی فوج کا جبر اس قدر ہے کہ جہاں سانس لینا دشوار ہو رہا ہے۔ خاص طور پر دگام میں کیونکہ وہ دارالحکومت ہے اور کافرستانی فوج کی سب سے زیادہ تعداد بھی یہیں ہے یہاں ہنگامہ کافرستانی

فوج نے بڑے بڑے اذیت خانے بنائے ہیں۔ جہاں مظلوم اور بے گناہ مستحاربوں پر ایسے ایسے ہولناک ظلم روا رکھے جاتے ہیں کہ اگر ان کی تفصیل بیان کی جائے تو انسانیت بھی سن چپالے اور خاص طور پر اگر جہاں میں سے کوئی آدمی بچا جائے تو اس کے ساتھ تو جو کچھ ہوتا ہو گا۔ اس کا آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ان اذیت خانوں کی اس قدر کڑی نگرانی کی جاتی ہے کہ وہاں کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔۔۔۔۔ یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن جب یہ جہاز سے آدمی وہاں زبان کھول دیں گے تو پھر جہیں اور جہاں سے باقی آدمیوں کو نقصان پہنچے گا۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں اس خدشے کے پیش نظر ہم نے یہاں ایسا میٹ اپ رکھا ہوا ہے کہ کوئی آدمی دوسرے سے واقف نہیں ہے ہر ایک کے فرضی نام ہوتے ہیں اور وہ سب علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں اور اپنا ٹک انہیں کوئی مشن سونپا جاتا ہے۔ رپورٹ لینے کے لئے بھی انتہائی پیچیدہ طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے اس لئے وہ کچھ بھی نہ بتا سکیں گے۔“ یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جس اندازہ ہے کہ جہاز سے ان آدمیوں کو کس اذیت خانے میں لے جایا جائے گا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جہاں سب سے بڑا اذیت خانہ آرمی اور پولیس کا مشترکہ اذیت خانہ ہے اور آرمی کی سب سے بڑی اور مضبوط چھاونی ریش پور کے درمیان واقع ہے۔ میرے اندازے کے مطابق میرے آدمیوں کو وہیں لے جایا

یا جہار سے آدمیوں کو کرنا ہوگا اور جب تک یہ تلاش نہ ہو جائیں ہم بیکار تو نہیں بیٹھ سکتے..... عمران نے کہا۔
 "اس منہر اور کورو کی لائیں وہاں آغا نگر میں رہ جانے کی وجہ سے انہیں علم ہوا ہوگا....." صفدر نے کہا۔

"ہاں اور جنہیں معلوم ہے کہ جب ہم نے ہیلی کاپٹر حاصل کیا اور چھاؤنی میں ڈائناسیٹ فٹ کئے تو ہماری پوزیشن کیا تھی۔ ہمارے پاس اس وقت ہی نہ تھا کہ ہم اس جیپ تک پہنچ کر منہر اور کورو کی لاشوں کے چہرے بگاڑ سکتے....." عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھیوں نے اقبات میں سر ہلا دیئے۔

"اگر آپ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو عمران صاحب پھر راہرونی کا اسلحہ ڈیو جہاد کرنے پر کام کریں۔ اگر یہ تباہ ہو جاتا ہے تو مجھے کہ کافرستانی فوج کی وادی مشہد میں کر ٹوٹ جائے گی اور تحریک کو بے پناہ تھوڑے سے لے گی....." یعقوب نے کہا۔

"وہ کس طرح..... کافرستان کے پاس اسلحہ کی کیا کمی ہے۔ وہ مزید اسلحہ بھراؤں گا....." عمران نے جو تک کر کہا۔

"آپ کی بات درست ہے، لیکن اس کے لئے وقت چاہئے۔ اور جتنا وقت کافرستان سے مزید اسلحہ وادی تک پہنچنے میں لگے گا اس وقت تک مجاہدین بے پناہ قوت یکڑ لیں گے....." یعقوب نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ باجوڑا گروپ نے بھی اس اسلحہ خانے کو تباہ کرنے کی منصوبہ بندی کی تھی اور جیک ہاڈنڈ کے سینشن فور نے اس پر

جائے گا۔ جس آدمی پر یہ شک پڑ جائے کہ اس کا کوئی تعلق مجاہدین سے ہے اسے رمیش پور ہی لے جایا جاتا ہے....." یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ رمیش پور چھاؤنی کے متعلق معلومات مل سکتی ہیں..... عمران نے پوچھا۔

"مل تو سکتی ہیں لیکن اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ آپ اس چھاؤنی میں جا کر آدمیوں کو واپس لاسکیں گے تو یہ ناممکن ہے۔ یہ چھاؤنی رمیش پور کے قدیم لیکن انتہائی مضبوط قلعے کے اندر واقع ہے اور یہ قلعہ رمیش پور چھاؤنی پر رہتا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد مسلح فوج کا پیرہ رہتا ہے۔ اس جانے والی اگلی سڑک پر چار فوجی چیک پوسٹس ہیں دیکھیں بھی باقی طرف سے اس قلعے تک پہنچنا ناممکن ہے اور قلعے کے سب سے اونچے پینار باقاعدہ نگران چوکی بنی ہوئی ہے جس پر ایسے آلات فٹ ہیں جن سے کئی میل تک زمین پر رہنے والے کیڑے اور آسمان پر اڑنے والے پرندوں تک کو چیک کر لیا جاتا ہے اور قلعے کی تفصیل پر چاروں طرف انتہائی ہولناک میزائل گیس فٹ ہیں جن کی دھج بے حد وسیع ہے اس لئے صرف حمین آدمیوں کے لئے آپ کا وہاں جانا سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں ہے آپ ان تین افراد کو بھول جائیں۔ وادی کی آزادی کے لئے اس سے سینکڑوں مسلمان اپنی جانوں کی قربانیاں دے چکے ہیں اور تمہارے اور کے دیتے رہیں گے....." یعقوب نے کہا۔

"جب وہ بلا نگر خانی ہیں تو پھر مزید ہم کیا کریں۔ ہم یہاں اجنبی ہیں ہم انہیں فوراً ان کے سینشن ہینے کو افرار تلاش نہیں کر سکتے۔ یہ کام تو جہاں

نادر بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں..... جہاں ڈائریکٹ ایکشن کام نہیں دے گا۔ یہ فوجی چھاؤنی قلعے کا ساحلہ ہے۔ ہم سب کو مل کر وہاں کام کرنا ہوگا۔“..... عمران

کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر آپ فیصلہ کر ہی چکے ہیں تو میں آپ کو یقین دلانا کہ آپ میرے دے جو بھی خدمت لگائیں گے میں اور میرا گروپ اپنی اہل پر کھیل کر اسے پورا کریں گے اور اگر آپ اس اہمیت خانے کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ مجاہدین پر آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔“..... یعقوب نے کہا وہ اب دل گرگشتی کی کیفیت سے باہر آ چکا تھا۔

”صرف اہمیت خانہ بلکہ اس پورے قلعے کو جہاد ہونا پڑے گا۔“..... ان نے کہا اور یعقوب کی آنکھوں میں چمک اُبھرائی۔

”اگر ایسا ہو جائے عمران صاحب تو یہ راہوری کے اکتے خانے سے بھی دو چکر ہو گا کافرستانی فوج کے لئے۔“..... یعقوب نے مسرت بھر سے کہا۔

”اس چھاؤنی کا انچارج کون ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”میکر جنرل گرونام اس کا انچارج ہے۔“..... یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس چھاؤنی میں رہنے والے یا وہاں جانے والے کسی آدمی کا پتہ لگ گا۔“..... عمران نے پوچھا اور یعقوب خاموش ہو گیا۔ اس کی فراخ دلی پر چھٹیں اُبھرائی تھیں۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ عمران کی بات پر

عمل ہونے سے پہلے اس گروپ کا خاتمہ کر دیا اور اسی گروپ کا آدمی روشنی پا کر شیا آیا۔ وہاں بلیک ہاؤنڈز کے دو شکار پہلے ہی مجھ سے مل چکے تھے اس لئے ہم نے بلیک ہاؤنڈز کے خاتمہ کا مشن حیار کیا اور جہاں آگئے۔ اسلحہ خانے کی جہابی سے زیادہ اہم بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ ہے۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس ریشٹن پور چھاؤنی میں اسلحہ خانہ نہیں ہے۔“..... منصور نے پوچھا۔

”ہے۔ اور کافی بڑا ہے۔ لیکن راہوری کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ راہوری میں حکومت کافرستان نے اس قدر اسلحہ اکٹھا کر رکھا ہے کہ آپ اسے اسلحہ کا مستودہ کہہ سکتے ہیں۔“..... یعقوب نے کہا۔

”ٹھیک ہے..... آخری ترجیح اسے بھی دیں گے، لیکن فوری طور پر،“ نے بلیک ہاؤنڈز کے خلاف کام کرنا ہے اور تم ایسا کرو کہ بلیک ہاؤنڈز کے سیکشن ہیڈ کو اڑھڑ جہاں جبریل کئے گئے ہیں، انہیں کلاش کراؤ یا جو کسی ایسے آدمی کو کلاش کرو جس کا تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہو۔ باقی کام خود کر لیں گے اور جب تک یہ کلاش نہ ہو ہم جہادے ساتھیوں کو آواز کرانے کا مشن پورا کریں گے۔ یہ لوگ ہماری وجہ سے اہمیت خانے میں پہنچے ہیں اس لئے ہم انہیں وہاں مجیدوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑنے..... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”جہادی بات درست ہے۔ تم ایسا کرو کہ مجھے یہ مشن سونپ دو دیکھو میں اس چھاؤنی کو کس طرح مبادہ کرتا ہوں۔“..... حوڑ نے اہت

اور دوسری بات یہ کہ یہاں دگام میں حالات میری توقع سے زیادہ تھیں۔ تم نے دیکھا کہ جب ہم پہلی کاپڑ نواح میں جمو ذکر دگام کی حدود داخل ہوئے تو یعقوب تک پہنچنے پہنچنے ہمیں کس قدر ناگوار حالات گزرنا پڑا۔ اس لئے ہم یہاں کھل کر بھی کام نہیں کر سکتے اور جہاں یعقوب اور اس کے گروپ کا قلعہ ہے۔ یہ لوگ اس قدر تربیت نہیں ہیں کہ ہماری مرضی کے مطابق کام کر سکیں اس لئے میں نے اور پلان بنایا ہے کہ چھاننی کی تباہی کے ساتھ ساتھ اس میجر جنرل کو پکڑ کر اس کے ذریعے اجتماعی اعلیٰ سطح پر رابطہ کر کے بلیک ہانڈز چیف کو ٹریس کیا جائے۔..... عمران نے کہا اور سارے ساتھیوں ہچکے چک اٹھے۔

”اوہ وری گڈ واقعی یہ بہترین پلاننگ ہے۔ اجتماعی شاندار“ خور نے سب سے پہلے بولتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ یہ ایک گھنٹے بعد یعقوب کی واپسی ہوئی تو اس کے ہجرے پر چٹک تھی۔ عمران صاحب۔ قدرت شاید ہم پر بے حد مہربان ہے۔ اس سے نہ صرف ملاقات ہو گئی ہے بلکہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کرنے پوری طرح حیار ہے مگر اس نے معاوضہ کافی ہماری طلب کیا ہے۔ چھاننی کی تباہی کے مقابلے میں اس معاوضے کی کوئی اہمیت نہیں سہجائی بھی آج شام کو جانے والی ہے۔ یہ سہجائی ایک کمپنی ایور گرو ڈس ہے۔ اس کمپنی کے سین سٹور دگام کے نواح میں ہے جو سٹور وہاں سارا وقت سہجائی کیا جانے والا سامان اکٹھا کیا جاتا ہے اور

ٹوک لگا کر انہیں لوڈ کیا جاتا ہے۔ وہاں فوجیوں کا ایک گروپ موجود رہتا ہے اور ایک فوجی جیب اس سہجائی کے ساتھ ساتھ چھاننی تک جاتی ہے۔..... یعقوب نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے اس ڈرائیور سے کیا کہا ہے؟..... عمران نے پوچھا۔“ میں نے اس سے کہا ہے کہ وہ ہمیں چھاننی اور قلعے کے اندرونی حالات کی تفصیل بتائے اور اس اذیت خانے کے بارے میں بھی بتائے۔ یہ ڈرائیور جیلے اس فوجی چھاننی میں بطور ڈرائیور کام کرتا رہا ہے۔ یہ میجر جنرل گرونام کا ذاتی ڈرائیور تھا لیکن میجر گرونام کو جب سرکاری ڈرائیور رکھنے کا حکم دیا گیا تو اس نے اسے اس کمپنی میں رکھ لیا اور اس ڈرائیور کے مطابق یہ کمپنی میجر جنرل گرونام کے چھاننی اردو سنگھ کی ہے۔..... یعقوب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے وہ ڈرائیور؟..... عمران نے پوچھا۔“

”اس نے ہمیں کمپنی کے سٹور کے قریب ایک ریستوران میں ملنے کے لئے کہا ہے۔ سونگہ لوڈنگ میں دو تین گھنٹے لگ جاتے ہیں اس لئے وہ ان دو تین گھنٹوں میں خارج ہوتے ہیں، اس لئے تمام ڈرائیور اس ریستوران میں بیٹھ کر وقت پورا کرتے ہیں۔..... یعقوب نے جواب دیا۔

”او۔ کے.....“ خشک ہے۔ ہمیں وہاں پہنچنا چاہئے۔ اسلحہ بھی لے لیا جائے اور میک اپ باکس بھی..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”باقی ساتھی بھی کرسیوں سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔“

”مسٹر تو وہاں تک پہنچنے کا ہوگا.....“ صفدر نے کہا۔

”اس کی آپ فکر نہ کریں اس کا میں نے بندوبست کر لیا ہے.....“

وہاں ایک بہت بڑی گاڑی ہے اور شہر سے روزانہ لائڈری کا ٹرک سیلے
کپڑوں کے ٹکڑے وہاں لے جاتا ہے۔ اس کا ڈرائیور ہمارے گروپ کا آدمی
ہے۔ آپ تیار ہو جائیں میں آدھے گھنٹے کے اندر اس ٹرک کے ساتھ بھاڑ
بچھ جاؤں گا اور پھر اس ٹرک میں چپ کر ہم آسانی سے وہاں تک پہنچ
جائیں گے.....“ یعقوب نے کہا۔

”گھڑ.....“ یہ اچھا انتظام ہے.....“ عمران نے کہا اور اس کے بڑے
وہ سب اپنے اس نئے مشن کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے جب کہ
یعقوب باہر چلا گیا۔

”کرے کا دروازہ کھلا تو میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے سہ رمانے جھٹک کر
دروازے میں داخل ہوئے والے نوجوان کی طرف دیکھا۔

”باس میں نے ایک اہم اطلاع حاصل کر لی ہے.....“ آنے والے
نوجوان نے سر ت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیسی اطلاع.....“ سہ رمانے جھٹک کر پوچھا۔

”پکڑے جانے والے افراد کا تعلق مشہور حریت پسند گروپ سے ہے
اور یہاں دھکم میں اس گروپ کا انچارج یعقوب ہے اور میں اسے اچھی
طرح جانتا ہوں.....“ نوجوان نے کہا۔

”اوہ اوہ.....“ یہ تو واقعی اہم انتہائی اہم اطلاع ہے آکاش۔ پوری تفصیل
دیتا.....“ سہ رمانے سر ت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس جو آدمی شدید زخمی حالت میں پکڑے گئے ہیں۔ ان میں سے
ایک میرا واقف تھا۔ میں نے اسے ریش پور جانے سے روک دیا اور اسے

لپٹے ساتھ اپنی رہائش گاہ پر لے گیا۔ میں نے اس کی سرہم چنی کر دی اور پھر جب میں نے اسے بتایا کہ میرا تعلق بھی حریت پسند کے ایک خفیہ گروپ سے ہے اور میں نے اپنے طور پر اسے اس گروپ کی تفصیل بتائی دو چار نام لئے تو وہ آدمی میرے جال میں آگیا اور پھر وہ مکمل گیا۔ اس سے پہچانکہ یعقوب ان کا پاس ہے۔ سہتاچھ میں نے اسے تو آزاد کرنے کے لئے کہا اور خود یعقوب کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یعقوب کے پاس آج کل چند افراد آئے ہوئے ہیں جنہیں اس نے کسی خفیہ مقام پر ٹھہرایا ہوا ہے۔ سہتاچھ میں سمجھ گیا کہ یہی پاکیشیا سیکرٹ سرس کے لوگ ہوں گے۔ اب اگر اس یعقوب کو پکڑ لیا جائے تو ان افراد کو آسانی سے پکڑا جاسکتا ہے اور ان کا عائد بھی کیا جاسکتا ہے۔..... اکاش نے جواب دیا۔

”یہ یعقوب کون ہے۔ اس کی تفصیل کیا ہے۔.....“ سورمانے پوچھ اور اکاش نے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی اسے ٹریس کر آتا ہوں۔“ سورمانے کہا اور مین برکے ہوئے ٹیلی فون کا سیرور اٹھا کر اس نے سہر داخل کرنے شروع کر دیے۔

”میں رام چند کا پوریشن..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”سورما بول رہا ہوں رام چند سے بات کرنی ہے۔“ سورمانے یہ لہجے میں کہا۔

”میں سرما بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک بھاری س آواز سنائی دی۔

”رام چند بول رہا ہوں.....“ بولنے والے کا لہجہ قدرے سپاٹ سا تھا۔

”رام چند..... بھیدوں کی اون کا کاروبار کرنے والے یعقوب کو جانتے ہو.....“ سورمانے کہا۔

”ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں۔“ رام چند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ ہمیں فوری طور پر مطلوب ہے۔ کیا تم اسے ٹریس کر سکتے ہو۔ معاوضہ جو تم چاہو گے وہی ملے گا۔“ سورمانے کہا۔

”صرف ٹریس کرنا ہے۔ یا..... دوسری طرف سے رام چند نے پراسرار لہجے میں کہا۔

”اگر اخراج کر سکو تو زیادہ بہتر ہے ورنہ صرف یہ بتا دو کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔“ سورمانے کہا۔

”دونوں کام ہو سکتے ہیں۔ جو تم کہو۔“ رام چند نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

”تو پھر اسے اس طرح افراد کو لو کہ کسی کو اس کے اعزاء کا علم نہ ہو سکے۔“ سورمانے کہا۔

”ٹھیک ہے معاوضہ تعین گنا ہو گا۔“ رام چند نے کہا۔

”مل جائے گا۔“ سورمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

دیا۔

"اب مجھے اجازت ہے جناب۔" اکاش نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 "ہاں۔۔۔۔۔ لیکن تم نے ہیڈ کوائرٹ میں بی رہنا ہے۔ میں تمہیں اس
 گروپ کے خاتمے تک ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔" سورمانے کہا۔
 "میں ہاں۔" اکاش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور وہاں مڑ گیا
 "پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور سورمانے
 چونک کر سیور اٹھایا۔

"میں۔۔۔۔۔ سورمانے تیز لہجے میں کہا۔
 "رند حیر بول رہا ہوں ہاں۔ یعقوب ثانی آدمی کو رام چند کے آدمی
 جہاں پہنچائے ہیں۔ وہ بے ہوش ہے۔" رند حیر نے کہا۔
 "گذا۔۔۔۔۔ مجھے ایسی کال کا انتظار تھا۔ اسے مارہر سیل میں پہنچا کر اچھی
 طرح باتو دو میں خود بھی آ رہا ہوں۔" سورمانے مسرت بھرے لہجے
 میں کہا اور سیور دکھ کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہیڈ کوائرٹ سے نکل کر اس کالونی کی طرف
 بڑی چلی جا رہی تھی جس میں رند حیر کا ڈھ تھا۔ رند حیر کا تعلق بھی اس کے
 سیکشن سے تھا۔ یہ اُسے اس نے مخصوص مقاصد کے لئے قائم کیا ہوا تھا۔
 کار میں اکاش بھی اس کے ساتھ ہی موجود تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار اس کوٹھی میں پہنچ گئی۔ برآمدے میں رند حیر خود
 موجود تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر سورمانہ اور اکاش کا استقبال کیا۔

"وہ ہوش میں آ گیا ہے یا ابھی تک بے ہوش ہے۔" سورمانے

"کہاں پہنچاؤں اسے اور کس نمبر پر اطلاع دوں۔" رام چند نے
 پوچھا اور سورمانے جواب میں اسے ایک رہائشی کوٹھی کا پتہ اور اس کالونی
 نمبر بتا دیا۔ اور دوسری طرف سے او۔ کے کی آواز سن کر سورمانے وسیور
 دکھ دیا۔

"تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے اکاش۔ اب اگر یہ یعقوب مل
 جائے تو اس گروپ کا آسانی سے خاتمہ کیا جاسکتا ہے اور رام چند ایسا آدمی
 ہے جو یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے۔" سورمانے وسیور دکھ کر اکاش
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں ہاں میں جانتا ہوں اسے اس کی ضرر عظیم آگاہی کی طرح
 پورے دگام میں پھیل رہی ہے۔" اکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا
 اور سورمانے ایک بار پھر وسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔
 "میں رند حیر بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز
 بٹائی دی۔

"سورمانہ بول رہا ہوں۔" سورمانے تھکاتے لہجے میں کہا۔
 "میں ہاں۔" دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ ٹیگٹ موڈ بانہ
 ہو گیا۔

"رام چند کو میں نے ایک آدمی کو انوا کر کے جہازے پاس پہنچانے
 کے لئے کہا ہے۔ اس لئے جیسے ہی وہ آدمی وہاں پہنچے یا رام چند کال کرے
 تم نے فوراً مجھے یہاں ہیڈ کوائرٹ میں اطلاع دینی ہے۔" سورمانے کہا۔

"میں ہاں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور سورمانے وسیور دکھ

نے چپکے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم مجھے نہیں معلوم.....“ یعقوب نے انتہائی درد
بھرے لہجے میں کہا اور سورا کا ہاتھ پکڑنے سے زیادہ بھرپور انداز میں پلٹنے لگا
گیا۔ یعقوب کا پورا جسم کوزوں کی ضربوں سے زخمی ہو گیا تھا اور پھر اس کا
گردن اڑھلک گئی۔

”اسے پانی پلاؤ.....“ سورانے ہاتھ روکتے ہوئے کہا اور رند صیر سر ہلا کر
ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”باس! یہ لوگ انتہائی سخت جان ہوتے ہیں اور اپنے کاز کی خاطر جان و
تک دینے سے بھی گریز نہیں کرتے اور یہ ان کا لیڈر ہے اس لئے یہ اس
طرح کے تشدد کے سامنے زبان نہیں کھولے گا.....“ اکاش نے کہا۔
”تو پھر.....“ سورانے کہا۔

”باس! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی زبان کھلوادیں.....“ اکاش
نے کہا۔

”کس طرح.....“ سورانے چونک کر پوچھا۔

”اس کی ایک بیٹی ہے۔ اس کا نام زرنہ ہے۔ بے حد خوبصورت اور
نوجوان ہے۔ اگر اسے اغوا کر کے یہاں لایا جائے اور پھر اسے دھمکی دیکر
جانے کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی بیٹی کو بے عزت کیا جائے گا تو
مجھے یقین ہے کہ یہ زبان کھول دے گا.....“ اکاش نے جواب دے
ہوئے کہا۔

”اور واقعی یہ کامیاب طریقہ ہے۔ آؤ میرے ساتھ.....“ سورانے کہا

اور کراہیں بھینک کر وہ واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اکاش بھی اس
کے پیچھے تھا۔ رند صیر انہیں راستے میں ملا۔ اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا
جگ تھا۔

”ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے آؤ.....“ تم نے ایک اور کام کرنا ہے۔
.....“ سورانے کہا اور رند صیر سر ہلا کر ہوا ان کے پیچھے واپس چل پڑا۔ ایک
دفعہ ناکرے میں چپک کر جب سورانے اکاش کی بات رند صیر کو بتائی تو
رند صیر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اکاش کی بات درست ہے باس.....“ یہ آدمی واقعی زبان کھول دے
گا.....“ رند صیر نے کہا۔

”تو پھر اس کی بیٹی کو اغوا کرنے کا کام تم نے کرنا ہے۔ ابھی اور اسی
وقت.....“ سورانے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اس کی بیٹی کہاں رہتی ہے۔ اس کے بارے میں
تفصیل.....“ رند صیر نے کہا۔

”میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں اور
یعقوب کی رہائش گاہ بھی جانتا ہوں.....“ اکاش نے کہا۔

”فوراً چلاؤ اور جس قدر جلدی اسے اغوا کر کے لاسکو لے آؤ.....“ سورا
نے کہا اور اکاش اور رند صیر مڑے اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”جیل کون صاحب پول رہے ہو“..... چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔

”تم اسلام ہو۔ میں برنس ہوں۔ تم یعقوب صاحب کے ساتھ ہمارے پاس آئے تھے“..... عمران نے کہا۔

”اوپہاں جناب ہمیں تو غضب ہو گیا ہے۔ یعقوب صاحب کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے اور ان کی بیٹی زرنہ کو بھی“..... اسلام نے کہا تو عمران اس کی بات سن کر تقریباً گری سے اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ یعقوب کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ کب۔ کیسے“..... عمران نے پوچھا۔

”جناب یعقوب صاحب لانڈری کے ٹرک ڈرائیور سے ملنے کے لئے کینے خانی کے باہر کھڑے تھے کہ اچانک ایک کار وہاں آکر دی اس میں سے دو افراد اٹھے اور انہوں نے یعقوب صاحب کے سر پر ڈھارا اور پھر انہیں کار میں ڈال کر لے گئے۔ وہاں ہمارے ایک آدمی کا بک سٹال ہے۔ اس نے مجھے اطلاع دی تو میں نے ان کا کنوین لگانے کی کوشش شروع کر دی۔ اس آدمی نے اس کار کا شبر دیکھ لیا تھا اور ابھی یہاں آنے سے پہلے مجھے اطلاع ملی کہ اس کار کو ٹرپل کالونی کی ایک کونٹری میں جاتے دیکھا گیا ہے۔ اسی لمحے ملازم کافون آگیا اور مجھے فوراً کہا کہ آنا پڑا۔ نہانے یہ اچانک کیا سچر چل گیا ہے“..... اسلام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کونٹری کا شبر جہاں کار کو جاتے دیکھا گیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”جناب اس کونٹری کا شبر اٹھارہ بتایا گیا ہے“..... اسلام نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم زرنہ کے اغوا کے بارے میں کام کرو میں خود اس کونٹری کو چیک کرتا ہوں“..... عمران نے کہا اور پھر رسیور دکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ اب ہمیں خود انکیشن میں آنا ہوگا۔ سپیشل بیگ ساتھ لے لو“..... عمران نے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے ہر دونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے اور چند لمحوں بعد وہ سب ایک کمر میں بیٹھے ہوئے یعقوب کی طرف سے ہمایا کر رہے اس رہائش گاہ سے نکل کر چوک کی طرف بڑے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیورنگ سیٹ پر عمران تھا۔ جب کہ صفدر اور صدیقی سائیڈ سیٹ پر اٹھ بیٹھے ہوئے تھے۔ عقبی سیٹ پر ستور۔ کپٹن عقیل اور نعمانی تھے کار خاص تیز رفتاری سے کالونی کے چوک پر پہنچی اور پھر تیزی سے دائیں طرف کو جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔

”کیا آپ کو اس کالونی کے محل وقوع کا علم ہے“..... ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

”ہاں“..... میں نے نقشے کو خود سے پڑھا ہے“..... عمران نے مختصر لفظوں میں کہا اور سب ساتھی خاموش ہو گئے۔ کار خاص تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی کہ اچانک دور سے انہیں سڑک کے کنارے پولیس کی گاڑیاں کھڑی نظر آئیں۔ وہاں چینگنگ ہو رہی تھی۔

”آپ لوگ خاموش رہیں گے“..... عمران نے کہنے ساتھیوں سے

طرح یہ علم ہو گیا ہو گا کہ ہم یعقوب کے پاس چھپے ہوئے ہیں اور میرا اندازہ ہے کہ یعقوب نے جب باوجود تشدد کے زبان نہ کھولی ہو گی تو ان درندوں نے اس کی زبان کھلوانے کے لئے اس کی بیٹی کو انوار کرایا ہو گا؟..... عمران نے کہا اور پھر ایک موزکات کر جب اس نے کار آگے بڑھائی تو کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی۔ کالونی کے نام کا بڑا سا بورڈ بھی چوک پر موجود تھا اور یہ وہی نام تھا جو شیخ الاسلام نے عمران کو بتایا تھا۔

”ہو سکتا ہے..... اس کو فنی میں بلیک ہاؤنڈ کا اڈہ ہو اور ہم نے انہیں زندہ پکڑنا ہے اس لئے اس کو فنی پر پھیلے بے ہوش کرنے والی گیس کے کیپسول فائر کئے جائیں گے پھر عقبی طرف سے ہم اندر جائیں گے“..... عمران نے کالونی میں داخل ہوتے ہی کہا اور صفور نے جلدی سے اپنے سامنے رکھا ہوا سپیشل ہیگ کھنکھانے شروع کر دیا اور جب عمران نے کار ایک سائین پر کر کے روکی تو وہ ہیگ میں سے کیپسول فائر کرنے والا پشیل نکال چکا تھا۔ ہیگ سے میگزین نکال کر اس نے اس میں فٹ کیا اور عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”ہو سکتا ہے اڈے کی نگرانی ہو رہی ہو اس لئے تم بھٹے اکیلے جا کر گیس فائر کرو۔ پھر ہمیں اشارہ کرو“..... عمران نے صفور سے کہا اور صفور سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اتر گیا۔ صفور چونکہ دروازے کی طرف پہنچا ہوا تھا اس لئے وہ پہلے ہی نیچے اتر گیا تھا۔ صفور تیزی سے چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ مطلوبہ کو فنی سڑک کے اس پار تقریباً سو گز دور فنی اور جہاں ہ

کہا اور کار کو آگے بڑھاتا ہوا تیزی سے ایک پولیس کار کے قریب لے جا کر روک دی۔

”ہیلو آفیسر بلیک ہاؤنڈ سپیشل کارڈائیر جنسی مشن“..... عمران نے تیز لہجے میں آفیسر سے کہا۔

”اوہ میں سر آپ جانتے ہیں“..... آفیسر نے مودبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیچ پیچ کر سڑک پر موجود پولیس والوں کو عمران کی کار کو راستہ دینے کا حکم دینا شروع کر دیا۔ پولیس کے سپاہی تیزی سے ادھر ادھر ہو گئے اور عمران تیزی سے کار کو آگے بڑھانے لے چلا گیا۔

”یہ تو بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔ یہ سپیشل کارڈ کیا ہے“..... صفور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں کسی زمانے میں سپیشل مطلب یعنی گھر باس پہننے کا بے حد شوقین تھا۔ انہوں نے میری نقل کی ہے۔ حکومت کی طرف سے بلیک ہاؤنڈز کو جو کارڈ دیا گیا ہے اس کا کوئی نام سپیشل کارڈ رکھا گیا ہے۔ اس کارڈ کی وجہ سے فوج اور پولیس حکم کے تابع ہو جاتی ہے لیکن یہ کارڈ ٹھیک ہونے پر بالاعدہ چسک کیا جاتا ہے اس لئے میں نے ساتھ ہی امیر جلی مشن کا اضافہ کر دیا تھا اس لئے بات بن گئی“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھیوں نے انہیں اس میں سر ہلا دیئے۔

”یہ یعقوب اور اس کی بیٹی کو کس نے انوار کیا ہو گا؟..... اچانک صفور کے ساتھ یہ بچے ہوئے صدیقی نے پوچھا۔

”ظاہر ہے..... یہ کام بلیک ہاؤنڈ ہی کر سکتی ہے۔ انہیں یقیناً کسی

طرف چلائنگ لگاتے ہوئے کہا اور وہ سب پلک جھپکنے میں لگی کی سانیئہ دیواروں سے جا چپکے اور پس ایک لمبے کے ہزاروں جسے کافرق رہ گیا اور وہ سب چھت سے بستے والی گولیوں کی زد میں آکر ختم ہو جاتے۔ چھت میں ایک قطاری صورت میں گنوں کے منہ دکھائی دے رہے تھے جن میں سے گولیاں تیزی سے برس رہی تھیں۔ یہ بارش چند لمحوں کے لئے ہوئی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

”اب درمیان میں آجاؤ جلدی۔“..... عمران نے جھج کر کہا اور وہ سب پانی بھرے کھلونوں کی طرح اچھل کر عین درمیان میں آگئے۔ لیکن ان سب کے چہرے بری طرح بکڑے ہوئے تھے اور ان کی نظریں چھت سے نظر آنے والی گنوں کے دہانوں پر جمی ہوئی تھیں کیونکہ اگر اس بار فائرنگ ہوئی تو پھر ان میں سے ایک بھی نہ بچ سکتا تھا مگر دوسرے لمبے کرور کی آوازوں کے ساتھ ہی گنوں کے دہانے وائیں بائیں تبدیل ہونے لگے۔ ایک دہانہ وائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر رگباری فائرنگ کی تیز آوازیں سے گونج اٹھی۔ لیکن اس بار گولیاں درمیان میں پڑنے کی بجائے وائیں بائیں دیواروں اور سانیئہوں پر بارش کی طرح برس رہی تھیں۔

”اب جیسے ہی فائرنگ بند ہو۔ تم سب نے جیسے اس طرح ڈسیر ہو جانا ہے جیسے تم سب پہلی فائرنگ سے ہی ہٹ ہو چکے ہو۔“..... عمران نے تیر لگے میں کہا۔

”لیکن عمران صاحب انہیں جب خون نظر نہ آئے گا تو ہو سکتا ہے وہ

کوٹھی کے آئسے سلسلے اور سانیئہوں میں سڑکیں موجود تھیں اس طرح ہر کوٹھی کے گرد سڑک تھی۔ صفدر سڑک پار کر کے آگے بڑھ گیا اور پھر چھ لحوں بعد وہ اس کوٹھی کی سانیئہ روڈ پر سڑکران کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ کوٹھی کا پچھلک بند تھا۔ عمران اور اس کے خاتمیوں کی نظریں کوٹھی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اس سڑک کے موڑ پر نمودار ہوا اور اس نے ہاتھ ہلا کر انہیں مخصوص اشارہ کیا تو وہ سب کار سے پیچھے ہٹ گئے اور پھر تیزی سے سڑک پار کر کے اس کوٹھی کی طرف بڑھ گئے۔

”عقبی طرف سستان علاقہ ہے اور چار دیواری بھی زیادہ بلند نہیں ہے۔“..... صفدر نے کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے تیزی سے سانیئہ سڑک سے ہوتے ہوئے عقبی طرف کو پہنچ گئے اور چند لمحوں بعد ایک ایک کر کے وہ عقبی دیوار کر اس کر کے اندر پہنچے اور تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ عمارت پر خاموشی طاری تھی۔ عمارت کی سانیئہ پانچ سی لگی تھی۔ وہ اس لگی میں وائیں ہر کوٹھی کے سلسلے کے درج کی طرف بڑھنے ہی لگے تھے کہ ٹکھٹ سرور کی تیز آوازیں ان کے عقبی اور سلسلے کی طرف سنائی دیں اور وہ سب یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے کہ گلی کے عقبی طرف اور سلسلے کی طرف نفوس فولادی چادریں آگئی تھیں چونکہ عمارت کی طرف سے شیعہ بڑھ کر دیوار کے اوپر تک چلا گیا تھا اس لئے اوپر بالاعدہ چھت تھی اور ابھی وہ چونک کر یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے کہ انہیں چھت پر سے کرور کرور کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”سانیئہوں پر ہو جاؤ سانیئہوں پر۔“..... عمران نے سانیئہ کی دیوار کی

غائب ہو گئیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

”آؤ سیر اٹھ اڑھ دو ست ہے۔ آپر نہ نیچے ہے اور اب وہ نیچے سے اوپر آئے گا۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑنا ہوا لگی پار کے کمرے کے دروازے کے رینگ گیا وہاں برآمدے میں چار مسلح افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس لئے انہیں رابداری کی طرف سے دو آدمیوں کے قدموں کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ اور وہ سب برآمدے کی دیواروں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لئے مطمئن گتوں سے مسلح دو آدمی تیزی سے رابداری سے باہر نکلے اور عمران اور صفدر بھوکے عقابوں کی طرح ان پر نوٹ پڑے اور ان دونوں کے حلق سے جھپٹیں نکلیں لیکن پھر کناک کناک کی آوازیں کے ساتھ ہی ان کے پھونکے ہوئے جسم ٹکٹ ساکت ہو گئے اور عمران اور صفدر جنہوں نے انہیں قابو کیا ہوا تھا ایک جھٹکے سے نیچے پھینک دیا۔

”خیر تم جہیں رکو گے۔“ عمران نے رابداری کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوڑنا ہوا آگے بڑھ گیا۔ باقی ساتھی اس کے پیچھے تھے اور غولڑی رز بعد جب وہ مختلف کمروں سے گزر کر ایک کمرے میں داخل ہوئے تو بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ دیوار کے ساتھ ذخیروں سے مٹی بیٹھ بکرا ہوا تھا۔ اس کی گردن دھکی ہوئی تھی اور اس کے سامنے ایک نو جوان لڑکی تقریباً عریان یعنی ہوتی تھی۔ اس لڑکی کے ہاتھ اور پیر کیوں سے باندھ دیئے گئے تھے لیکن لڑکی بھی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ ماسکے پھٹے ہوئے کپڑے بھی ساتھ ہی پڑے ہوئے تھے۔ ایک کرسی پر

دو پارہ درمیان میں فائرنگول دیں۔“ عمران کے ساتھ موجود صفدر نے فوراً جواب دیا۔

”نکرتہ کرو اس سسٹم میں صرف سامنے نظر آتے ہیں۔ خون اور دوسری نقصانات نہیں نظر آتیں۔“ عمران نے کہا اور پھر جیسے ہی فائرنگ ہونا ہوئی وہ سب تیزی سے درمیان میں ٹیز سے میز سے انداز میں گرتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد رابداری چھت سے نکلے والی تیز روشنیوں سے بھر گئی لیکن یہ روشنیاں صرف چند سیکنڈ تک رہیں پھر غائب ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی عمران اس طرح کپڑے بھاڑتا ہوا اپنے کھڑا ہوا جیسے ڈارے کے پردہ گرنے کے بعد مرنے کی ادکاری کرنے والے اداکار ایٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

”آؤ اب ہم نے فاسٹ ایکشن کرنا ہے۔ وہ لوگ اب مطمئن ہوں گے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھی جو سب کھڑے ہوئے تھے تیز قدم اٹھاتے آگے موجود فولادی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔

”بے ہوش کر دینے والی گیس تو انتہائی زود اثر تھی اور میں نے دم کیہ پھول فائرنگ تھے پھر اس کان پر اثر کیوں نہیں ہوا۔“ صفدر نے کہا۔ ”ہو سکتا ہے۔ یہ سب کچھ نیچے جہ خانوں سے کیا جا رہا ہو اور اوپر منزل میں لوگ بے ہوش پڑے ہوں بہر حال ابھی سچ چل جائے گا۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ اس فولادی چادر کے قریب دونوں طرف دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد سرد سرد کی تیز آوازیں ساتھ ہی مٹی کی طرف اور سامنے کی طرف فولادی چادریں نیچے زمین

یعقوب نے ہڈیاں انداز میں جھٹکتے ہوئے کہا۔
 "مکرمت کرو یعقوب جہادی بیٹی بھوتہ ہے۔"..... عمران نے نرم لہجے میں کہا تو یعقوب نے ٹھٹھکتے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ قہ۔ آپ۔ برنس۔ اوہ آب۔ اوہ قہ جہاں پہنچ گئے۔" یعقوب نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اور عمران نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں کے گرد موجود کوبے کے کڑوں کے بن دبا کر انہیں کھل دیا۔

"لب لپتے ہیں اس کے کوسے خود کھل لو۔" عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اسی لمحے ذرینہ دوڑتی ہوئی آگے بڑھی اور پیچھے جھکتے ہوئے باپ سے جا کر پٹ گئی۔

"بابا۔ بابا یہ رحمت کے فرشتے ہیں بابا۔"..... ذرینہ نے سسکیاں ملے لے کر کہنا شروع کر دیا۔

"ہاں بیٹی یہ واقعی رحمت کے فرشتے ہیں۔" یعقوب نے مسکراتے ہوئے اس کی پشت پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور ذرینہ پیچھے ہٹ گئی پھر یعقوب پیچھا چکا اور اس کے کڑوں کو کھول کر اپنے پیچہ آزاد کرانے۔

"یعقوب اب یہ بتاؤ کہ یہ کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی کون ہے۔".....

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "یہ سورہ ہے۔ بلیک ہانڈز کے سیکشن تھری کا انچارج۔" یعقوب نے کہا اور پھر اپنے انخواہوں سے جہاں آنے اور لپٹنے والے تصور

جہادے والد کو چھڑانے جہاں آئے ہیں۔ مکرمت کرو جہاں سو ہو و سہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔ تم جلدی سے قسطنطنیہ بہن لو تاکہ میں اندر آ جہادے والد کو ہوش میں لاسکوں۔"..... عمران نے نرم اور اونچے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ اچھا۔ اوہ خدا یا تیرا شکر ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔" اندر سے دروازے کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران خاموش کھڑا رہا کیونکہ وہ جانتا تھا اس لڑکی کے ساتھ بے ہوش ہونے سے پہلے جو حالات گزر رہے تھے اور رد عمل ایسا ہی ہوتا چاہیے تھا۔

"آجائو۔ میں نے قسطنطنیہ بہن لی ہے۔" چند لمحوں بعد اندر سے دروازے کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے آگے بڑھ کر اندر داخل ہو گیا۔ اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ویسے اس نے قسطنطنیہ بہن لی تھی۔ مگر نے آگے بڑھ کر اپنا کوٹ اٹھایا اور اسے بہن کر اس نے ہاتھ میں سوجھوٹی سی شیشی کا ڈھکنا کھولا اور آگے بڑھ کر اس نے یعقوب کی ناک پر شیشی کا دھانہ لگایا اور چند لمحوں بعد ہاتھ کھینچ کر اس کا ڈھکنا بند کیا اور شیشی کو کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ عمران کے ساتھ بھی اندر آ چکے جب کہ لڑکی ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئی تھی۔ ویسے اس کے چہرہ ابھی تک خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ چند لمحوں بعد ہی یعقوب کے پاس حرکت ہوئی اور پھر اس کی آنکھیں کھل گئیں مگر اس کے ساتھ ہڈیاں انداز میں جھٹکتے لگے۔

"یہ قلم مت کرو میری معصوم بیٹی کے ساتھ یہ قلم مت کرو۔"

جل بڑا جب کہ عمران نے جیب سے وہی شیشی نکالی اور ساتھ کھڑے کپشن شکیل کی طرف بڑھا دی۔

"اسے ہوش میں لے آؤ کپشن۔" عمران نے کہا اور کپشن شکیل نے اس کے ہاتھ سے شیشی لی اور ذمہ داری میں بندھے ہوئے سورما کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے شیشی کا ڈھکنا کھولا اور اس کا دہانہ اس کی ناک سے لگا دیا سچو لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکنا لگا کر اسے واپس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اب یہ کوڑا اٹھا لو۔ تاکہ اس سورما کی قوت برداشت ہتک ہو سکے۔" عمران نے شیشی پیٹے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اس پرعام انداز میں تشدد کریں گے۔" کپشن شکیل نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ یہی قابل ہے ساس نے ذرینہ کو اغوا کر کے اس کے باپ کے سامنے اسے لپٹے آؤ میوں سے بے عزت کرانے کی کوشش کر کے لپٹے آپ کو انصافیت کے درجے سے نکال کر جانوروں کے درجے میں پہنچا دیا۔ اگر ہم چند لمحے مزید بیٹ ہو جاتے تو شاید یہ باپ جی دونوں پھر زندہ نہ رہ سکتے۔" عمران نے اجتنابی سرسوجھے میں کہا اور کپشن شکیل نے اذیت میں سر ہلادیا اور خون آلود کوڑا اٹھایا۔ اسی لمحے سورما ہوش میں آنے لگ گیا اور پھر اس کی آنکھیں ایک جھجکے سے کھل گئیں اور دوسرے لمحے وہ اجتنابی حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"لگ لگ۔۔۔۔۔ یہ کیا۔ یہ میں بندھا ہوا۔ اور کون ہو تم۔ کون ہو؟"

اور پھر ذرینہ کو جہاں لائے اور اس کا لباس چھاننے تک کے سارے حالات بتا دیئے۔

"یہ استاد بڑا صدمہ تھا کہ میں بے ہوش ہو گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے۔" یعقوب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"صفر اور اس سورما کو یعقوب کی جگہ ذمہ داری میں بکڑ دو۔" عمران نے کہا اور صفر دھڑک کر رہے ہوش بڑھے ہوئے سورما کو اٹھا کر اس طرف کو بڑھا پھر ذمہ داری میں صفر صحتی اور نعمانی نے آگے بڑھ کر اس کے ساتھ اور پھر ذمہ داری میں بکڑ دیئے۔ کپشن شکیل بھی اندر آچکا تھا۔

"ان دونوں کو اٹھا کر باہر لے جاؤ اور انہیں آف کر دو۔" عمران نے ذرینہ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ کچھ گئے کہ عمران ذرینہ کی وجہ سے انہیں جہاں ہلاک نہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور پھر صحتی اور نعمانی انہیں کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر کی طرف لے گئے۔

"صفر جہاں فون ہو گا۔" یعقوب صاحب زخمی ہیں۔ چلے ان کے زخموں کی پٹی بچ کر اور پھر انہیں فون کر آؤ تاکہ یہ لپٹے نیچر اور دوسرے لوگوں کو تسلی دے سکیں۔" عمران نے صفر سے کہا۔

"آئیے یعقوب صاحب۔" صفر نے کہا۔

"یعقوب صاحب بس یہ خیال رکھیں کہ کسی کو جہاں کا پتہ نہ بتائیں۔" عمران نے یعقوب سے مخاطب ہو کر کہا اور یعقوب نے اذیت میں سر ہلادیا اور پھر ذرینہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے باہر کی طرف

..... سورمانے انتہائی حیرت بھری آواز میں پچھتے ہوئے کہا۔

”جہاد نام سورما ہے اور تم بلیک باؤنڈز کے سیکشن تحری کے انچارج ہو.....“ عمران نے سر دھلے میں کہا۔

”اوہ۔ تم کون ہو.....“ سورمانے ہلکت ہو نہ دبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔ اب وہ ذہنی طور پر سنبھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔

”میرا نام پرنس ہے اور میں وہی ہوں جس کی تلاش کے لئے تم نے یعقوب کو اغوا کرایا تھا.....“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آوی ہو۔ مگر یہاں۔۔۔ تم میرے ساتھی وہ کہاں ہیں۔ تم اندر کیسے آئے ہو۔ یہاں تو زبردست سائنسی

نظام.....“ سورمانے حیران ہو کر کہا۔

جہاد نے سائنسی نظام نے واقعی ہمیں موت کے دہانے پر پہنچا دیا تھا۔ ہم نے پہلے باہر سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول یہاں داخل

کئے تھے۔ اس سے یہاں اور سو جو افراد تم سمیت تو بے ہوش ہو گئے لیکن نیچے چہرہ خانے میں جو تم نے مشین روم بنا رکھا ہے وہاں تک اس کے

اثرات نہ پہنچ سکے اس لئے وہاں موجود جہاد نے دو آوی ہوش میں رہے اور پھر جب ہم عقبی دروازہ کھانڈ کر اندر داخل ہوئے تو سائیلنگی بند کر کے

جہاد سے آویسوں نے ہم پر چست سے گولیوں کی بارش کر دی لیکن اب چار ہماری خوش قسمتی ہے کہ تم نے یہاں کافی پرانا نظام فٹ کر رکھا ہے۔

بہر حال میں اس نظام سے واقف تھا اس لئے پہلے ہم سائیلوں میں ہو گئے اور گولیوں کی بارش درمیان میں ہوتی رہی۔ پھر ہم درمیان میں ہو گئے

اور گولیوں کی بارش سائیلوں میں ہوتی رہی۔ پھر ہم درمیان میں نیچے میز سے انداز میں ایٹ گئے جیسے ہم ہٹ ہو گئے ہوں۔ جہاد نے آویسوں نے ہمیں چیک کیا اور لپٹنا انہوں نے ہمیں مردہ سمجھا اس لئے انہوں نے سائیل میں کھولیں اور ہم کو غمی کے اندر لگ گئے اور جہاد نے آوی مشین روم سے باہر آئے تو ہم نے ان کا خاتمہ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی جہاد نے علاوہ یہاں موجود دہر آوی کا خاتمہ کر دیا گیا ہے.....“ عمران نے سر دھلے میں اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ.....“ کرشن درست کہہ رہا تھا تم انتہائی خطرناک لوگ ہو۔ بہر حال اب تم کیا چاہتے ہو.....“ سورمانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کرشن کون ہے.....“ عمران نے پوچھا۔

”سیکشن ون کا انچارج.....“ سورمانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سیکشن فور کا انچارج منوہر تھا۔ اس کا تو ہم نے خاتمہ کر دیا تم سیکشن تحری کے انچارج ہو اور کرشن سیکشن ون کا لیکن سیکشن نو کا انچارج کون ہے.....“ عمران نے کہا۔

”الرحمن.....“ سورمانے جواب دیا۔

”اوہ۔ کے اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے سیکشن میڈ کو ارڈر کو کہاں شفٹ کر لیا ہے۔ پوری تفصیلات بتاؤ.....“ عمران نے کہا۔

”تو جہاد کیا خیال ہے کہ تم میری زبان کھلو اسکو گے کو شش کر کے دیکھ لو.....“ سورمانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے منوہر کی زبان کھلوائی تھی، لیکن اس کے جسم پر غرض تک

ایک بار پھر کوڑا اٹھایا۔ سوراہیچٹا ہوا دود بارہ ہوش میں آگیا۔ اس کے پورے جسم پر زخمی زخم تھے لیکن یہ زخم گہرے نہ تھے کہ اس کی موت واقع ہو سکتی۔ کیپٹن شکیل نے کوڑے کو ایسے انداز میں استعمال کیا تھا کہ سوراہ کو جسمانی تکلیف تو پہنچے لیکن اس کی موت واقع نہ ہو سکے۔

تم۔ تم۔ تم۔ تم۔ تم۔ سوراہ نے ہوش میں آتے ہی چپکے ہوئے کہا لیکن اس کے کیپٹن شکیل کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس بار سوراہ کے حلق سے نکلنے والی ریح انتہائی کرہنک تھی اس کا زخمیوں میں بندھا ہوا جسم پانی سے نکلنے والی بجلی کی طرح جھپٹنے لگا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اس بار کوڑا اس انداز میں مارا تھا کہ سوراہ کی دانیں آنکھ بھی اڑ گئی تھی۔

گلاشڑ۔ اب دوسری آنکھ بھی برابر کرو۔..... عمران نے ایسے لمحے میں کہا جیسے کیپٹن شکیل نے کوئی کارنامہ سرانجام دیا ہو اور کیپٹن شکیل کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ لیکن اس بار پانی آنکھ کی بجائے اس کی ناک پر کوڑا پڑا اور اوسے سے زیادہ ناک بھی اڑ گئی اور ساتھ ہی گالوں پر زخم کی لکیریں پڑ گئی۔

اوسے کیا ہوا۔ کیا نشانہ صبح نہیں رہا۔ آنکھ برابر کرو آنکھ..... عمران نے کہا۔

رک جانا..... رک جانا..... میں بتاتا ہوں..... رک جانا..... مجھے اندھا نہ کرو..... رک جانا..... سوراہ نے ہلکتے ہلکتے ہوتے ہوئے لمحے میں کہا اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر کیپٹن شکیل کو روکا اور پھر کرسی سے اٹھ کر دوسری طرف بڑھ گیا۔

ذاتی تھی۔ مگر تم بیوقوف کی نوجوان بیٹی کو اڑا کر اکہاں اس کے باپ کے سامنے اسے بے عزت کرنے کی ناپاک کوشش نہ کرتے تو چہارے ساتھ بھی میں وہی طریقہ استعمال کرنا کیونکہ مجھے معلومات سے غرض ہے تم پر تشدد کرنے سے نہیں۔ لیکن تم نے یہ گھناؤنی حرکت کر کے آپ کو انسانییت کی صف سے نکال دیا، اس لئے تم پر تشدد بھی ایسا ہی جیسا جیسے جانوروں پر ہوتا ہے۔..... عمران نے خراتے ہوئے کہا۔

تم جو چاہے کرو..... میری زبان نہیں کھل سکتی۔ اور یہ بھی سن کہ تمہیں زیادہ در تک زندہ نہ رہ سکے..... سوراہ نے جواب دیا۔ جلد کیپٹن شکیل شروع ہو جاؤ اور جب تک اس کی زبان نہ کھلے چہارہ ہاتھ نہیں دکانا پڑے، لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ مرنے نہ پاس..... عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

آپ فکر نہ کریں۔ سب کام آپ کی مرضی کے مطابق ہی ہوں گے..... کیپٹن نے جواب دیا اور دوسرے لمحے شراب کی تیز آواز کے ساتھ ہی کمرہ سوراہ کے حلق سے نکلنے والی ریح سے گونگ اٹھا اور پھر تو جیسے کوئی مٹھین چل پڑتی ہے۔ اس طرح کیپٹن شکیل کا بازو مسلسل حرکت میں رہا گیا اور کمرہ سوراہ کی کرہنک مسلسل چیخوں سے گونجنے لگ گیا۔ عمران المیہ تان سے پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ بندہ وہیں کوڑے کھانے کے بعد سوراہ بے ہوش ہو گیا اور کیپٹن شکیل نے کوڑا اوس میں پھینکا اور آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد سوراہ ہوش میں آنے لگا تو کیپٹن شکیل پیچھے ہٹا اور اس نے تھک

”بتاؤ کہاں بنائے ہیں سیکشنز ہیڈ کو ارثرز“..... عمران نے اجنبی مرد لگے میں پوچھا۔

”ہپ ہپ پانی۔ گچھے پانی پلو او میں مر جاناں گا گچھے پانی پلو“..... سورمانے دہکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن دھلک گئی۔

”پانی لے آؤ کمپین شکیل“..... عمران نے حزر کمپین شکیل سے کہا اور کمپین شکیل کو ڈاویں بھینک کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس لئے یعقوب اندر داخل ہوا۔

”میں نے ذرا دینے کو واپس بھجو دیا ہے۔ اس کا زیادہ درجہاں رہنا غلط بات تھی۔ آپ کے ایک ساتھی اسے چھوڑنے گئے ہیں“..... یعقوب نے کہا اور عمران نے اجنبات میں سر ہلادیا۔

تموڑی در بعد کمپین شکیل کے ساتھ ہی صفدر اور نعمانی بھی داخل ہوئے۔ کمپین شکیل کے ہاتھ میں پانی کا گلب تھا۔ اس نے آگ بڑھ کر ایک ہاتھ سے بے ہوش سورما کے جیزے چھینے اور پھر اس کا جیزہ اوپر کی طرف کر کے اس نے اس کے کھلے منہ میں پانی اندر پلٹنا شروع کر دیا۔ جب کافی سارا پانی اس کے منہ سے نیچے اتر گیا تو کمپین شکیل جھجھکنا لگا۔ اس نے گلب میں موجود پانی اس کے جسم پر اندر پل دیا اور سورمانے جیزہ لکھوں بعد کراہتے ہوئے اپنی اکلوتی آنکھ کھول دی۔ اس کا چہرہ زخمی ہونا کے ساتھ ساتھ تکلیف کی شدت سے بری طرح سج ہو رہا تھا۔ اکلوتی آنکھ بھی تکلیف کی شدت سے سرخ ہو رہی تھی۔

”یو لو ورنہ“..... عمران نے کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھ

ہوئے کہا۔

”گچھے کچے نہیں معلوم۔ بیچک گچھے اندھا کر دو۔ مار ڈالو لیکن میں بلیک ہانڈز سے ہمدردی نہیں کر سکتا“..... سورمانے کہا وہ ذہنی طور پر ایک بار پھر سنبھل چکا تھا۔

”ہو نہ ہو تم واقعی سورما بننے کی کوشش کر رہے ہو“..... عمران نے خڑاتے ہوئے کہا۔

”میں کچے نہیں جانتا“..... سورمانے اور زیادہ سخت لگے میں کہا۔

”دروار کے ساتھ خفیہ نکلنا ہوا ہے وہ انداز کر گچھے دو“..... عمران نے مڑ کر نعمانی سے کہا اور نعمانی تیزی سے دروازہ کی طرف بڑھ گیا۔ سورمانے آنکھ بند کر رکھی تھی اور وہ اس طرح لمبے لمبے سانس لے رہا تھا جیسے اپنی قوت مدافعت کو طاقتور بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔ بعد لکھوں بعد خفیہ عمران کے ہاتھوں میں چھٹ چکا تھا اور خفیہ ہاتھ میں پکڑتے ہی عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ سورما کی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران نے اس کی آدھی سے زیادہ غائب شدہ ناک کے باقی ماندہ دائیں حصے پر خفیہ سے کٹ لگایا تھا اور سورما کا جسم بری طرح چھپنے لگا۔ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور ناک کی دوسری طرف کے باقی حصے کا بھی ہی حشر ہوا اور عمران نے خفیہ ایک طرف بھینک دیا۔

”اب تم تو کیا جہاد سے فرشتے بھی بولیں گے“..... عمران نے خڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مزی ہوتی انگلی کاہک سورما کی پٹھانی پر ابھر آنے والی دگ پر ہذا اور سورما کے صحن سے اس بار ایسی چیخ

نکلی جیسے یہ جیج دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلی ہو۔

"بولو..... عمران نے دو پیری ضرب لگائی۔

"بتانا ہوں۔ بتانا ہوں رک جاؤ۔ ایسا ہونا ک عذاب۔ رک جاؤ بتاؤ ہوں..... اس بار سورا نے جذباتی انداز میں جھگڑتے ہوئے کہا۔

"بولے جاؤ ورنہ تھیری ضرب جیس جیس تم کے سب سے نچلے حصے میں جا پھینکے گی..... عمران نے خزا سے بولے کہا اور پھر دوسرے لمحے سورا کا دل زبان حرکت میں آگئی۔ بوس نگ رہا تھا جیسے وہ ناشعوری انداز میں بولے چلا جا رہا ہو۔ عمران نے اس سے کئی سوال کئے اور پھر اس سے سیکشن ہینے کو اندر کے اور وہاں کے انتظامات کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر لی۔

"اب بتاؤ کہ جہاد کے چیف پاس کی مخصوص فریکوئنسی کیا ہے یا فون نمبر کیا ہے..... عمران نے جلد لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اس کا کوئی فون نمبر نہیں ہے۔ وہ سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات کرتا ہے۔ ہم نہیں کر سکتے..... سورا نے جواب دیا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران نے اس کی پہچانی پر ضرب لگادی اور سورا کا جسم ایک بار پھر بری طرح جھپٹنے لگا۔ اس بار اس کے حلق سے پوری طرح جیج بھی نہ نکل سکی تھا۔

شاید تکلیف کی شدت سے اس کا جیج مارنے والا نظام ہی ماؤف ہو گیا تھا۔

"بولو نمبر بتاؤ ورنہ..... عمران نے خزا سے بولے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک بار پھر ہاتھ اٹھایا۔

"بتانا ہوں..... رک جاؤ بتانا ہوں..... سورا کے حلق سے آہستہ

سی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک فریکوئنسی بتادی۔

"فون نمبر بتاؤ..... عمران نے سر دھکے میں کہا۔

"فون نمبر۔ مگر وہ فون پر نہیں ملتا..... سورا نے جواب دیا۔

"تم بتاؤ..... عمران نے کہا اور سورا نے ایک فون نمبر بتادیا۔

"اب سنو اگر تم زخمیہ دینا چاہتے ہو تو میری قسمی کرادو کہ تم نے جیج

فون نمبر بتایا ہے..... عمران نے کہا۔

"میں نے جیج بتایا ہے۔ لیکن وہ اس پر بات نہیں کرتا۔ وہ ٹرانسمیٹر بھی سوائے آجیٹیو ایئر جیسی کی صورت میں بات کرتا ہے ورنہ وہ بات کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور وہ صرف سپیشل ٹرانسمیٹر پر خود بات کرتا ہے..... سورا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اسے دیکھا ہوگا..... اس کا حلیہ اس کا تو وقامت سب بتاؤ.....

"عمران نے کہا اور اس بار سورا نے پوری روانی سے سب کچھ بتادیا۔

"فون یہاں لے آؤ..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور نعمانی

واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کارڈ لیس فون پیش اٹھائے اندر

داخل ہوا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے فون پیس لے لیا۔

"یہاں انگو انری کے نمبر بتائیں..... عمران نے یحیٰی سے پوچھا

اور یحیٰی نے نمبر بتا دیئے۔ عمران نے وہ نمبر پیس کر دیئے۔

"انگو انری بلیز..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز

سنائی دی۔

"میکر جزیل گرد نام بول رہا ہوں..... عمران پہلے پہلے بولے لے لے

کر گل کلب : رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

کلب کے مالک جناب مینن صاحب سے ملتا ہے : عمران نے پھر تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

مینن صاحب تو کلب کے مالک نہیں ہیں جناب۔ کلب کی مالک تو مادام رہتا ہیں : دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

چلیں مادام سے ہی بات کر ادیں۔ میں کافرستان سے بول رہا ہوں : عمران نے کہا۔

مادام رہتا تو اس وقت اپنی رہائش گاہ پر ہوں گی جناب وہ صرف خدام کو تشریف لاتی ہیں اور وہ بھی کبھی : دوسری طرف سے کہا گیا۔

یہ رہائش گاہ کہاں ہے ہو سکتا ہے مجھے اپنا آدمی بھیجتا ہرے : عمران نے پوچھا۔

گوٹن کالونی کو فسی نہر بندہ : دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ہنسنے اور کلب کے رابطہ ختم کر دیا۔

اس مادام صاحب کا تعلق یقیناً مینن سے ہے۔ اس لئے اس کا فون نمبر دیا گیا ہے : عمران نے فون پیس واپس نعمانی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

تو پھر کیا پوچھ کر ام ہے : صفدر نے پوچھا۔

اس رہتا تو اس طرح اعجاز ہو چاہئے کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ پھر اس سے تفصیلی پوچھ گچھ ہو سکتی ہے : عمران نے کہا۔

میں کہا۔

اوہ میں سر۔ میں سر۔ علم سر : دوسری طرف سے آپریشن

اجتہائی ہو کھلتے ہوئے لچے میں کہا۔

ایک نمبر بتا رہا ہوں۔ اس کے متعلق تفصیل بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے اور کس کے نام پر نصب ہے : عمران نے پہلے کی طرف

تھکنا لچے میں کہا۔

میں سر : فرمائیں سر : دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے سورما کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔ سورما کی گردن ڈھکی ہوئی تھی وہ جہاں ہوش ہو چکا تھا اس لئے عمران اس کی طرف سے مطمئن تھا۔

ایک منٹ سراسر بھی بھیک کر کے بتا ہوں سر : دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔

ہیلو سر : چند لمحوں بعد آپریشن کی آواز سنائی دی۔

میں : عمران نے کہا۔

سر یہ نمبر چاہہ دو ڈیڑھ واقع کر گل کلب کا ہے۔ مجھے پہلے سے معلوم تھا سر لیکن اس کے باوجود میں نے اسے چیک کر کے بتایا ہے : دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

او۔ کے : عمران نے کہا اور ہنسنے اور رابطہ ختم کر دیا۔

کر گل کلب : اس کا مطلب ہے۔ باقاعدہ ہوشیاری سے کام لیا

ہے : عمران نے ہونٹ بجاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے نمبر پہنچانے

کرنے شروع کر دیے۔

”میرا خیال ہے۔ اس عمارت میں کہیں کوئی غفیبہ اسلحہ خانہ بھی تھا
ورد عمارت کی تباہی سے اس قدر خوفناک دھماکے نہیں ہو سکتے.....
حمیر نے کہا اور عمران نے اجابت میں سر ملادیا۔

”اے آپ کس طرف جا رہے ہیں فرس.....“ بھٹی سیٹ پر بیٹھے
ہوئے یعقوب نے حیرت برے لمحے میں کہا۔

”گوڈن کالونی۔ میں نے سوچا کہ گوڈن کو ساتھ ہی لے جاؤں۔ آج
کل زمانے کا اعتبار نہیں ہے.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
سب بے اختیار ہنس پڑے۔ دوسرے میں گو کہیں کوئی جینکنگ نہ ہو رہی تھی
اس کے باوجود فاصلہ کافی ہونے کی وجہ سے انہیں گوڈن کالونی پہنچتے پہنچتے
ایک گھنٹہ لگ گیا کوئی نمبر بند رہے حدود وسیع و عریض اور شاندار تھی۔
اس کا چھاری سائز کا چھانگ بند تھا لیکن باہر و باوردی مسلح دربان بڑے
ہو کنا انداز میں کھڑے تھے۔ ان کے کاندھوں سے جدید قسم کی مشین
گنیں لگی ہوئی تھیں اور وہ اپنے انداز سے عام سے دربانوں کی بجائے
ترتیب یافتہ گوریلے لگتے تھے۔ عمران کار آگے بڑھانے لے گیا۔

”ان دربانوں کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز کے
ہیٹل کی رہائش گاہ بھی یہی ہے۔ ورد کسی کلب کی مالک کو تربیت یافتہ
گوریلے مار دربانوں کو عمارت کے باہر کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہو
سکتی.....“ عمران نے ہنسنے بجائے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اندر بھی ایسا ہی بہرہ ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ
مقامی انتظامات بھی ہوں.....“ حمیر نے کہا اور عمران نے اجابت

”کار موجود ہے لے آتے ہیں اسے۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کے
کیپول فائر کر دیں گے پٹلے اور پھر اٹھائیں گے اسے۔ کیا نہیں لے آنا
ہے اسے.....“ حمیر نے کہا۔

”تم یعقوب اور حمیر کو ساتھ لے آؤ۔ لیکن پٹلے جہاں سے مجھے اپنی
رہائش گاہ پر شفٹ ہونا پڑے گا کیونکہ یہ ان کا مخصوص اللہ ہے کسی بھی
لحظے کوئی جہاں آ سکتا ہے یا جہاں سے رابطہ کر سکتا ہے.....“ عمران نے
کہا اور سارے ساتھیوں نے اجابت میں سر ملادینے۔

”اس سو رہا کیا کرنا ہے.....“ نعمانی نے کہا۔

”خاتمہ باقیہ اور ساری عمارت میں دائر لیس چار ہر ڈائنامیٹ لگا دیے
.....“ عمران نے سر ہلچے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”صدیقی مس ڈرینے کو چھوڑنے گیا ہے کار پر۔ وہ ابھی واپس آجائے گا
اس دوران میں ڈائنامیٹ نصب کر دوں پھر اگلے جہاں سے چلیں گے
.....“ حمیر نے کہا اور عمران نے اجابت میں سر ملادیا۔

تھوڑی دیر بعد صدیقی کار لے کر واپس آگیا۔ اسی دوران حمیر بھی اپنے
کام سے فارغ ہو چکا تھا۔ سو رہا خاتمہ یعقوب نے خود کر دیا تھا اور تھوڑی
دیر بعد وہ کار میں بیٹھے اس علاقے سے باہر آچکے تھے۔ حمیر نے دائر لیس
ڈی چار ہر ہاتھ میں لے لیا اور پھر جیسے ہی عمران نے کار ایک ہلکے
سوڑی حمیر نے ہنسنے دبا دیا۔ ”دوسرے لمحے دور سے انتہائی خوفناک
دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ دھماکے اس قدر خوفناک تھے کہ
جیسے پورا اسلحہ خانہ پھٹ پڑا ہو۔“

میں سر ہلا دیا۔ اس نے کار کافی آگے ایک ریسٹوران کی سائیڈ پر روک دی تھی کار کے سائیڈ مرر سے کونھی کا بند بھاگتا اسے واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ اس کو کونھی پر ہماری پہلے والی پلائنگ تو کا سیب نہیں ہو سکتی اور یہاں آمد و رفت بھی کافی ہے۔ معمولی سی فائرنگ سے یہاں سے بیکار ہو لوگ اٹھتے ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ صفرو نے کہا۔

”سائیکسنگ راول اور تو استعمال کیا جاسکتا ہے اور وہ میرے پاس موجود ہے۔۔۔۔۔“ حقور نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات کرتا عمران جو کہ سائیڈ مرر میں کونھی کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس نے کونھی کا بڑا سا چمکنا کھلتے اور دونوں دربانوں کو امن شن ہو کر کھڑے ہوتے دیکھا۔ چند لمحوں بعد سفید رنگ کی سٹے ماڈل کی مرسیڈز کار کونھی سے نکلی اور تیزی سے اسی سمت کو آنے لگی بعد عمران کی کار کھڑی تھی۔ باقی ساتھی بھی چونکہ عمران کو سائیڈ مرر کی طرف متوجہ ہو کر چلتے ہوئے دیکھ چکے تھے اس لئے وہ سب بھی گردنیں موڑ کر اسی طرح دیکھنے لگے اور ظاہر ہے انہوں نے بھی بھاگ سے کار کو نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا۔ چند لمحوں بعد کار ان کے قریب سے گزر کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ کار کے شیشے کھڑے تھے لیکن چونکہ کار بھاگ سے سڑک عمران کی کار کی طرف آئی تھی اس لئے عمران نے فرنٹ سکرین سے اندر موجود افراد کی ایک جھلک واضح طور پر دیکھ لیا تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک باوردی ڈرائیور تھا جب کہ عقبی سیٹ کے ایک کونے میں ایک گنہگار جھکتا ہوا اسے نظر آیا تھا۔ جھٹنے والا شاید جان

بڑھ کر بچے کی طرف جھٹک کر بٹھا ہوا تھا تاکہ فرنٹ سکرین سے بھی اسے پوری طرح نہ دیکھا جاسکے اس لئے عمران کو صرف گنہگار نظر آیا تھا۔ ایک گنہگار عقبی سیٹ پر رکھا ہوا نظر آیا ہے اور کم از کم یہاں کی عورتیں اپنی بدذوق نہیں ہو سکتیں کہ کونھی ہو جائیں۔ اس لئے یہ تو طے ہے کہ کار میں باوام رہتا نہیں ہے۔ سورمانے جو علیہ بتایا تھا اس میں اس نے گھنے پن کا کوئی حوالہ نہ دیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی اور غیر متعلقہ آدمی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں سے پہنچنے کے لئے وہ کار میں گنہگار کی جھٹکا ہو اور کسی خاص جگہ پہنچ کر وہ سر پر کوئی دگ رکھ لیتا ہو عام آدمی کو اس طرح کے کھڑکیوں کی کیا ضرورت ہے جب کہ یہاں دگام میں اب تک کوئی کار بھی کھڑکیوں والی نظر نہیں آتی کہ ہم انھیں کے کھڑکیوں پر یہاں فیٹن میں شامل ہیں۔۔۔۔۔“ صفرو نے کہا۔

”جہاں بات واقعی سمجھ میں آتی ہے۔ چلو چیک کر لیتے ہیں کہ یہ گھنے صاحب کہاں جاتے ہیں۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو سڑک کر کے سڑک کی طرف موڑا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔ سڑک پر خاصی ٹریفک تھی لیکن عمران کار کو خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھانے لگے گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے سفید مرسیڈز کو دور سے چیک کر لیا اور یہ اچھا ہوا کہ وہ بدوقت پہنچ گئے تھے ورنہ آگے چوک پر آکر کار کسی طرف کو سڑجاتی تو وہ مجلس جاتے لیکن اب کار ان کی نظروں کے سامنے تھی۔ عمران نے سفید کار دیکھتے ہی کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ درمیان میں

دور جانے لگا اور پھر حقیر۔ تاکہ اگر اندر اس سو رما والے اڈے کی طرح کوئی سانس کی انتظام ہو تو اس سے ختم جاسکے۔ عمران نے کہا اور مقدر اور حقیر اپنے کتوں میں سے کیسیوں کو فائر کرنے والے مخصوص پہلے لے کر تیزی سے اس عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کار کے قریب صدیقی اور یعقوب رہیں گے۔ باقی میرے ساتھ آئیں۔ عمران نے کہا اور کیپٹن عقیل اور نعمانی اس کے ساتھ درختوں سے نکل کر آئے بڑھتے گئے۔ حقیر عمارت کی دائیں طرف تھا اس لئے عمران کیپٹن عقیل اور نعمانی سمت سرک کر اس کر کے عمارت کی بائیں طرف کو بڑھ گیا جب کہ کیپٹن عقیل کو اس نے ایک درخت کی اوٹ میں رک کر سامنے پھانگ پر نظر رکھنے کے لئے کہہ دیا۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد پھانگ کھلا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور حقیر دونوں ہی پھانگ سے باہر نکلے اور مخصوص انداز میں او۔ کے کا اشارہ دیتے گئے تو کیپٹن عقیل نے آواز دے کر بائیں طرف موجود عمران اور نعمانی کو بلایا اور چند لمحوں بعد وہ سب پھانگ پر پہنچ چکے تھے۔

"اندر چھ افراد ہیں۔ چار برآمدے میں اور دو اندر علیحدہ علیحدہ کمروں میں بے ہوش بڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک سر سے گٹھا ہے۔ کار کے اندر ڈرائیور بھی بے ہوش پڑا ہوا ہے۔" صفدر نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے جہاز اوگ والا انڈیا فلڈ ٹائم ہوا۔ بہر حال آؤ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھانگ کی طرف بڑھ گیا اور اچانک حقیر کے ساتھ وہ ایک دھڑنک سے اس کے پیچھے ایک

چار کار ہیں تھیں اس لئے عمران ان کاروں کے پیچھے چلتا ہوا آئے بڑھتا چلا۔ چونکہ ہر طرے کے بعد درمیان میں دو کاریں رہ گئیں۔ کافی دور جا کر سنی کار دائیں طرف جانے والی ایک بانی روڈ پر سرک ان کی نظروں سے غائب ہو گئی بانی روڈ کے آغاز پر ایک بڑا سا بورڈ نصب تھا جس پر کسی پورٹریٹ فیلڈ بنانے والی کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ عمران نے کار سے اتر جانے والی کار میں اس بانی روڈ پر مزے بغیر آئے بڑھ گئیں مگر عمران نے کار کو اس بانی روڈ کی طرف موڑ دیا۔ دونوں طرف گھنے درخت تھے اور درمیان میں سرک بھی بل کھاتی ہوتی آئے بڑی چلی جا رہی تھی عمران خاموشی سے کار دوڑاتا آئے بڑھتا چلا گیا اور پھر ایک ڈھلوان اترتے ہوئے اسے نیچے گہرائی میں ایک سفید رنگ کی عمارت کے گیٹ میں کار داخل ہوتی نظر آئی۔ پورٹریٹ فیلڈ والی کمپنی کا بورڈ اس گیٹ کے ساتھ ہی لگا ہوا تھا۔ جب کہ سرک اس عمارت سے آئے جا رہی تھی۔ عمران نے کار کی رفتار بڑھا دی اور تھوڑی دیر بعد وہ اس سفید رنگ کی عمارت کے بند گیٹ کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ عمران نے کار آگے لے جا کر درختوں کے ایک جھنڈ پر روک دی۔

"وہ سفید کار اس عمارت میں گئی ہے۔ اس لئے اب ہمیں اندر جا ہوگا۔" عمران نے کہا اور وہ سب سر پہلاتے ہوئے کار سے نیچے اتر گئے۔ صفدر تم عمارت کی عقبی طرف جاؤ اور حقیر سائیڈ کی طرف دو نور چار چار بے ہوش نکرے والے کیسیوں کو فائر کرو گے اور پھر دس منٹ بعد اندر کو در اندر کی صورت حال معلوم کر کے باہر آؤ گے۔ پہلے صفدر

مگر تم تو انتہائی سفاک لوگ ہو۔ تم تو مجھے مار ڈالو گے۔
 راہد نے انتہائی خوفزدہ ہو کر کہا۔

ہم سفاک صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو جھوٹ بولتے ہیں۔
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو راہد کا خوف سے سکڑا ہوا ہجرہ بھال
 ہونے لگ گیا۔

ہجر میں بات کروں جیسا ہے۔۔۔ راہد نے اجازت طلب
 نظروں سے کہا۔

ہاں لیکن خیال رکھنا اگر تم نے اسے کوئی اشارہ دینے یا کوئی غلط
 حرکت کرنے کی کوشش کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔۔۔ عمران
 نے سر دھجے میں کہا۔

مہم۔۔۔ میں جانتا ہوں میں کوئی دھوکہ نہ کروں گا۔۔۔
 راہد نے کہا اور اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر پر ایک ٹریکنگ سی ایڈجسٹ
 کرنی شروع کر دی۔

سی ایڈجسٹنگ شروع ہو اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری
 سی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی جو بے حد سخت تھا اور جواب میں راہد نے وہی
 بات دہرائی جو عمران نے اسے بتائی تھی۔

اوہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔۔۔ حالات انتہائی خدوش ہوتے جا رہے
 ہیں۔ تم ایسا کر دو کہ جلیق آدمی کے سب افراد کو حکم دے دو کہ وہ دھکم میں
 نظر آنے والے ہر مشکوک آدمی کی نگرانی کریں اور جس پر شک پڑے ہو
 بنائے اسے افراد کے جہاز سے ایئر کوارٹر بھیجا دیں تم اس پر نقد ذکر کے

ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا اور اسے یہ اطلاع دی۔ ابھی میں اطلاع دیکھ رہا
 ہی ہوا تھا کہ اچانک میرا دروازہ پکڑنے لگا اور میں بے ہوش ہو گیا۔
 بھوکے ہوش آیا تو تم میرے سانسے تھے۔۔۔ راہد نے نظروں
 بناتے ہوئے کہا۔

مین سے دوبارہ رابطہ کرو اور اسے بتاؤ کہ جہاز سے خبر نہ مل
 دی ہے کہ اس جہاز ہونے والے سنور میں سیٹیشن قریب کا جیٹ سونا
 ہلاک ہوا ہے اور اس کی جلی ہوئی لاش بے سے نکلی ہے لیکن اسے
 سکتا ہے۔ اس طرح مجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم نے جو کچھ کہا ہے وہ
 کہا ہے اور یہ درست ثابت ہوا تو ہم سب خاموشی سے واپس چلے جائے
 گے ورنہ۔۔۔ عمران نے سر دھجے میں کہا۔

میں نے بالکل سچ بتایا ہے۔ میں تصدیق کر رہا ہوں، لیکن اگر
 میں یہ اطلاع غلط ثابت ہوئی تو میرے لئے مسئلہ بن جائے گا۔
 انتہائی سفاک آدمی ہے۔۔۔ راہد نے کہا۔

اطلاع درست ہے۔ اس لئے درست ہے کہ یہ آواز ہمارے پاس
 جہاز ہوا ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو راہد نے اختیار چھوٹا کر
 اس کے ہجر سے پر لنگھت انتہائی خوف کے تاثرات ابھرائے۔

اوہ اوہ۔۔۔ تو تم پاکیشیائی جہنم ہو۔ اوہ۔۔۔ راہد
 خوف زدہ ہو کر کہتا۔

تم تو اس طرح خوفزدہ ہو گئے ہو جیسے پاکیشیائی جہنم جوت
 ہوتے ہیں۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ان سے پاکیشیائی بھجنوں کا پتہ پوچھو گے اور پھر کوئی اہم بات سنا سکتے تھے تو مجھے اطلاع دینا اور..... دوسری طرف سے کہا گیا اور رابندر نے فلم سراود کہہ کر جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے اوور لیپنگ آئل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیز آف کر دیا۔

”اب تو تمہیں یقین آگیا ہوگا..... رابندر نے کہا۔

”اب تم یہ بتاؤ کہ کیا تم کبھی رومیں پور چھاؤنی گئے ہو؟..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں وہاں سوائے خاص لوگوں کے اور کوئی نہیں جاسکتا اور پھر کے دیوٹی آفسران کو بھی سپیشل پاس دینے جاتے ہیں اور ان کی بچ باندھ چیکنگ ہوتی ہے..... رابندر نے جواب دیا۔

”اس میجر جنرل گرونام کا فون نمبر کہاں سے ملے گا؟..... عمران نے پوچھا۔

”ڈائریکٹری میں ہوگا۔ مجھے تو کبھی ضرورت نہیں پڑی..... رابندر

نے کہا۔

”او۔ کے..... اب تمہیں یہ پتہ چلے گا جب تک ہم باہر نہ چلے جائیں

پھر تم جس طرح جی چاہو اچانک کوٹ ٹھیک کر لینا..... عمران نے

اور میز پر کھانا ہوا ٹرانسمیز اٹھا کر وہ بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”شش شکریہ تم واقعی شریف آدمی ہو..... رابندر نے بخ

مطمئن لہجے میں کہا۔

”تو اس پر میری شرافت ثابت کر دو۔ ورنہ بعد میں میری دلچسپی

ازانے میں مصروف ہو جائے گا..... کرے سے باہر آتے ہی عمران نے

توڑے مخاطب ہو کر کہا اور تھوڑے سر ملاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”انہیں یونٹیا بڑے رہنے دو۔ انہوں نے تو ہمیں دیکھا ہی نہیں۔

میں کا اثر جب تین چار گھنٹوں بعد ختم ہو گا یہ خود ہی ہوش میں آ جائیں

گے..... عمران نے کہا اور صفحہ نے سر ملایا اور وہ سب چلتے ہوئے

چٹانک سے باہر نکلے اور اپنی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد

توڑ بھی ان کے ساتھ آن ملا۔

”اب کیا پروگرام ہے۔ ان کے سیکشن ہیڈ کو ارڈر کا کوئی چل گیا ہے

اب باری باری انہیں تباہ کر دیا جائے..... صفحہ نے کہا۔

”نی احوال تو اپنی رہائش گاہ پر چلتے ہیں پھر کوئی پلاننگ بتائیں گے۔

”عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار مرکز تیزی سے واپس جا

رہی تھی۔

”ہاں..... حریف کو ملنے والی اطلاع درست تھی۔ سوریہ کی جلی ہوئی لاش جیسے لٹکی ہے اور ایک انگوٹھی کی وجہ سے پہچان لیا گیا ہے اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ دھماکے نواح میں پوزیٹیو فیکٹور کمپنی کے مالک رابندر کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور تم جانتے تو ہو گئے کہ یہ رابندر دراصل کون ہے؟.....“ ارجن نے کہا۔

”رابندر وہ مادام رستا کا غریب..... کرگل کلب کی مالکہ مادام رستا کا شوہر ہے اساتو مجھے معلوم ہے کیا وہ کوئی اور خاص اہمیت رکھتا ہے؟.....“ کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ میں معلوم نہیں۔ دراصل میرے سیکشن کا زیادہ تعلق اس کی مخصوص فیملی سے رہا ہے اس لئے مجھے اس کی اصل حیثیت کا علم ہے۔ وہ وہی خاص مغرب ہے جس نے حریف کو سیکشن تحریک کے اڈے کی حمایت کی خبر دی اور بعد میں سوریہ کی ہلاکت کی بھی خبر دی اس نے حریف کو جو رپورٹ دی اس کے مطابق سوریہ کا چہرہ پہچانا جاسکتا تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ سوریہ کی لاش اس قدر جل چکی ہے کہ اسے بھرے سے کسی طور پر بھی نہیں پہچانا جاسکتا۔ اسے صرف اس کی انگلی میں موجود مخصوص انگوٹھی سے پہچانا گیا ہے میں نے جب حریف کو یہ بات بتائی تو حریف حیران رہ گئے

چنانچہ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں فوری طور پر رابندر سے مل کر یہ معلوم کروں کہ اس نے اس قدر غلط رپورٹ کیوں دی ہے چنانچہ حریف کے حکم پر میں نے جب اس کی رہائش گاہ پر فون کیا تو اس کی بیوی مادام رستا نے بتایا کہ وہ کسی غیر ملک میں ایئر ہنسی کال کے لئے اپنی کمپنی کے

کرشن جھونے سے کمرے میں بڑی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ٹہل رہا تھا اس کے چہرے پر سرخی نمایاں تھی۔ اس نے ہونٹ اتنی کھینچا سے بچھڑکے تھے جیسے اسے خطرہ ہو کہ کہیں منہ کے راستے سانس باہر نہ نکل جائے۔ وہ بار بار اپنی منہیاں بچھڑکھڑکھول رہا تھا۔ کمرے میں موجود میز پر فون موجود تھا اور کرشن کی نظریں بار بار فون کی طرف اٹھ رہی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی اچانک بج اٹھی۔ کرشن نے تجسس کے فون کا رسیور اٹھایا۔

”ہی!.....“ کرشن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ارجن بول رہا ہوں.....“ دوسری طرف سے سیکشن نو کے چیف ارجن کی آواز سنائی دی۔

”ہاں کیا ہوا۔ کچھ نیچے چلا سوریہ کا؟.....“ کرشن نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

چھو کیا ہے..... ارجن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ پاکیشیائی بمبھٹوں کو اس رابندر سے کیا سلطنت مل سکتی ہیں؟..... کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اتنی تفصیل کے باوجود تم بات نہیں سمجھے۔ تمہیں میں نے پہلے بتایا ہے کہ ہاس کو سودا کے بارے میں رابندر نے غلط اطلاع دی اور وہ خصوصی ٹرانسمیٹر بھی اس عمارت سے نہیں مل سکا۔ ظاہر ہے۔ پہلی اطلاع رابندر نے خود دی تھی لیکن دوسری اطلاع اس نے یقیناً ان پاکیشیائی بمبھٹوں کے کہنے پر دی ہوگی اور اس بات سے مجھے یقین ہے کہ دراصل یہ پاکیشیائی بمبھٹ رابندر سے چیف کے متعلق غلطی والی معلومات کی تصدیق کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ رابندر چیف کے متعلق ہم سے بھی زیادہ جانتا تھا..... ارجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ..... میں سمجھ گیا واقعی تم نے اجمالی گہری بات سمجھی ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا۔ چیف کو تم نے اطلاع دی..... کرشن نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور چیف نے بھی میرے تجزیے سے اتفاق کیا ہے اور ساتھ ہی چیف نے حکم بھی دیا ہے کہ تم اپنے کمیشن کی فیم کے ساتھ فوری طور پر مین ہین کو اڈر رابندر پہنچو۔ کیونکہ چیف کو یقین ہے کہ رابندر سے معلومات غلطی کے بعد یہ پاکیشیائی بمبھٹ لازماً مین ہین کو اڈر رابندر حملہ کریں گے..... ارجن نے کہا۔

”کہاں ہے مین ہین کو اڈر۔ کیا تمہیں معلوم ہے..... کرشن نے

ہین کو اڈر گھمیا ہے اور ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی۔ میں اس ہین کو اڈر کو جانتا تھا چنانچہ میں نے وہاں فون کیا لیکن وہ کسی نے کئی رسپیڈ کی تو میں خود وہاں گیا اور وہاں پہنچ کر میں حیرت زدہ رہ گیا۔ عمارت کا پچانگ کھلا ہوا تھا۔ اندر موجود افراد مختلف جگہوں پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے جب کہ رابندر اپنے دفتر میں کرسی پر مرایا تھا۔ اس کا کوٹ پیچھے کی طرف سے آدھے سے زیادہ نیچے تھا۔ اس کی دائیں آنکھ کے اوپر اور نیچے ایسے نشانات تھے جیسے وہاں کسی نے کیل ٹھوکنے ہوں گویا اس کے دل میں ہادی گئی تھی جب کہ اس کی سفید مرسلینز بھی وہی موجود تھی اور اس کے گودیوں کو کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا۔ بہر حال میری کوشش کے بعد ایک آدمی کو ہوش آگیا اور اس نے بتایا کہ وہ لوگ مستقل اسی عمارت میں رہتے ہیں۔ رابندر اچانک بغیر کئی اطلاع کے آیا۔ اور اپنے دفتر میں چلا گیا۔ اس کے بعد ہلکی ہلکی آوازیں اٹھنے سنائی دیں جیسے عمارت سے پھٹتے ہیں اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئے۔ دیکھ نہیں نے اپنے طور پر چیک کیا ہے۔ وہاں اس سفید مرسلینز کے علاوہ کسی گاڑی کے نشانات نظر نہیں آئے۔ البتہ چند افراد کے عقبی طرف سائیکل کی دیوار کے ساتھ بیروں کے واضح نشانات نظر آتے ہیں۔ اس نے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے نو کتے گئے۔ پھر کچھ لوگ اندر آئے۔ انہوں نے یقیناً رابندر سے پوچھ گچھ کی اور پھر اسے گولی مار کر خاموشی سے واپس چلے گئے اور مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیائی بمبھٹ ہوں گے جنہوں نے سودا کو ہلاک اور اس کے اڈس

”اسی طرح گپتا بول رہا ہوں۔ خیریت ہے۔ آج اتنے عرصے بعد کسی یاد کر لیا۔“..... بونے والے کے گلے میں بے ٹھنی تھی۔

”جی بات یہ ہے کہ آج جہادی ضرورت بڑھ گئی ہے۔“..... کرشن نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے گپتا اونچی آواز میں ہنس پڑا۔
”جلے ٹھیک ہے تم نے گھما چرا کر بات کرنے کی بجائے صاف بات کر دی۔ حکم کرو۔“..... گپتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جہیں یہ تو معلوم ہے کہ میرا تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہے۔“..... کرشن نے کہا۔

”ہاں اچھی طرح معلوم ہے کیوں۔“..... گپتا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”آج کل بلیک ہاؤنڈز کے ستارے گردش میں ہیں۔“..... پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جہاں آیا ہوا ہے۔ بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے کے لئے۔“..... کرشن نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ..... کیا جہاد مطلب علی عمران اور اس کے ساتھیوں سے ہے۔“..... گپتا کی حیرت سے متحقی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ظاہر ہے وہی ہوگا۔ میں لمڑی اٹیلی جنس میں رہا ہوں۔ لمڑی اٹیلی جنس کا واسطہ عمران اور اس کے آدمیوں سے بہت کم پڑا ہے۔ جب کہ تم کافرستان سیکرٹ سروس سے متعلق رہے ہو اس لئے تم اس گروپ کے بارے میں کچھ زیادہ جانتے ہو گے۔“..... کرشن نے کہا۔

”ہاں واقعی..... جہادی بات درست ہے۔ میں واقعی ان کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔ جیف شاگل کے ساتھ بے شمار باران سے نکلا ہوا چکا ہے مگر میرا کام براہ راست فیملی سے متعلق نہ تھا لیکن سیکرٹ سروس سینڈ گارڈز میں رہتے ہوئے مجھے ان کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے اور یہ بھی بتا دوں کرشن کہ اگر واقعی عمران اور اس کے ساتھی بلیک ہاؤنڈز کا خاتمہ کرنے جہاں آئے ہیں تو پھر جہادے حق میں بہتر نہی ہے کہ تم فوری طور پر بلیک ہاؤنڈز سے مستعفی ہو کر مشکبار سے فرار ہو جاؤ۔“..... گپتا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ جہیں فون کرنا پیکار ثابت ہوا۔“..... کرشن نے سنہ جاتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب..... میں سمجھا نہیں۔“..... گپتا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”سنو گپتا میں بدل نہیں ہوں۔ موت تو ہر حال کسی نہ کسی روز آتی رہی ہے اس لئے مجھے اس کی بھی پروا نہیں ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی بہر حال انسان ہیں اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ میں اپنے ہاتھوں سے کروں گا لیکن ایک اور مسئلہ آگیا ہے۔ جیف نے میری اور میرے گروپ کی ڈیوٹی ریش پور چھاؤنی میں لگا دیا ہے جب کہ بلیک ہاؤنڈز کے ایک اور سیکشن کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے کی اجازت دی ہے۔ میں نے جہیں فون اس لئے کیا تھا کہ تم میری مدد کرو تو میں دوسرے سیکشن جس کا سربراہ ارجن ہے، سے

جیلے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے سرخرو ہو سکوں۔.....
کرشن نے کہا۔

”جہیں تو جان بچانے کا قدرت کی طرف سے چانس مل رہا تھا۔
بہر حال تم ناراض ہو رہے ہو اس لئے میں اپنی بات نہیں دوہراتا۔ مجھے
معلوم ہے کہ تم فخری طور پر صدی آدمی ہو اس لئے میرے کہنے پر بازی نہ
آؤ گے لیکن جہادی کیا مدد کر سکتا ہوں جہیں معلوم ہی ہے کہ میں
نے جب سے سیکرٹ سروس چھوڑی ہے اس سے متعلقہ ہر قسم کا کام بھی
بند کر کے اپنے بزنس کی طرف متوجہ رہا ہوں۔.....“ گپتانے کہا۔

”جہادے یہاں تاجر جیلے سے بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ ان کے
ایک بین الاقوامی تاجر یعقوب کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس کا تعلق
حریت پسندوں کے کسی گروپ سے ہے اور پاکیشانی مجنثوں کو اس نے
پناہ دے رکھی ہے۔ اگرچہ یعقوب کو تلاش کر رہا ہے لیکن وہ مل نہیں رہا
اگر وہ مل جائے تو انتہائی آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فریض
کیا جاسکتا ہے اور ایک بار وہ فریض ہو جائیں تو عمران کا خاتمہ میرے لئے
مشکل نہ ہوگا۔.....“ کرشن نے جواب دیا۔

”یعقوب.....“ اودھک ہے۔ مجھے بھی ایسی اطلاعات ملی تھیں کہ وہ
حریت پسندوں کے کسی بڑے گروپ سے متعلق ہے اور میں یہ بھی سمجھ
گیا ہوں کہ تم لوگوں کو اس کے متعلق کیسے بتے چلا ہوگا اس کی لڑکی
زرنہ کو اغوا کیا گیا تھا۔ اس کی رہائش گاہ پر یہ کیا گیا تھا اور وہاں موجود
تمام ملازمین کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ بعد میں بتے چلا کہ زرنہ کو بے ہوشی

کے عالم میں پولیس نے کسی بارغ میں پڑا ہوا پایا ہے۔ زرنہ نے بتایا کہ
اسے نقاب پوش اغوا کر کے لئے گئے تھے لیکن جب وہ ان کے نقاب پوش
چیلے کے سامنے پہنچی تو اس چیلے نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ وہ غلط لڑکی
کو پکڑ لائے ہیں، چنانچہ اسے بے ہوش کر دیا گیا اور پھر اس کی آنکھ ہسپتال
میں کھلی۔ مجھے یہ تفصیل اس لئے معلوم ہے کہ میں دگام کی دشمن تاجر ان
کا صدر ہوں اور یعقوب بھی دشمن کا اعلیٰ عہدے دار ہے اس لئے اس کے
غیر نے فوراً مجھے اس واقع سے مطلع کیا تھا بقول اس کے یعقوب بیرون
ملک گیا ہوا ہے اس لئے میں نے پولیس سے رابطہ قائم کیا تھا اور پھر
پولیس نے مجھے زرنہ کی بلایائی کی خبر دی تھی اور میں مطمئن ہو گیا لیکن
اب جہادی بات سن کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز نے اسے اغوا
کیا ہوگا اور اس سے یقیناً تم لوگوں نے اس کے باپ یعقوب کے بارے
میں معلومات حاصل کی ہوں گی اور شاید اس نے یعقوب غائب ہو گیا ہوگا۔
.....“ گپتانے کہا۔

”یہ کام سورا نے کیا ہوگا۔ اور شاید اسی وجہ سے وہ خود بھی مارا گیا ہے
سورما بلیک ہاؤنڈز کے ایک سیکشن کا کمانڈر ہے۔ بہر حال تم بتاؤ کہ تم
یعقوب کو تلاش کرنے میں فیوری مدد کر سکتے ہو۔ ویسے یہ بتاؤں کہ
یعقوب ملک سے باہر نہیں گیا کیونکہ اس سورا نے یعقوب کو جہاں کے
ایک اور گروہ کے ذریعے اغوا کر کے اس اڈے پر منگوایا تھا۔ اس کے بعد
اس کی لڑکی کو شاید اس نے اس نے اغوا کر لیا ہوگا کہ اس کی وجہ سے
یعقوب کی زبان کھلائی جاسکے۔ اور اب میں بات سمجھ گیا ہوں کہ

پاکیشیائی ہتھکنوں کو اس کی بیٹی کے اغوا اور اس اڈے پر پہنچنے کا علم ہو گیا ہوگا۔ جتنا فائدہ انہوں نے وہاں رہا کیا۔ اور یہ عقوب اور زرینہ کو چھوڑ دیا اور سورما کو بھی ہلاک کر دیا اور اڈے کو بھی تباہ کر دیا۔ پولیس کے سامنے کہانی بنانے کے لئے زرینہ کو اس انداز میں سامنے لایا گیا ہوگا۔

کرشن نے کہا۔

”بالکل ایسا ہی ہوگا بہر حال اب یہ عقوب کو تلاش کرنا ہے۔“

گیٹا نے کہا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب دیا۔“

”تم فکر نہ کرو زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر میں معلوم کر لوں گا کہ یہ عقوب کہاں ہے۔ تم اپنا فون نمبر بتا دو میں تمہیں فون کر دوں گا۔“

گیٹا نے کہا۔ اور کرشن نے اسے اپنا موجودہ فون نمبر بتا کر رسیور رکھ دیا۔

”یہ گیٹا تیز آدمی ہے۔ ضرور اس کا کھوج نکال لے گا۔ میں چیف سے بات کر لوں گا کہ ایک دو روز مزید وہاں جانے کے مل جائیں۔“

کرشن نے جلد لگے خاموش رہنے کے بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے انگواڑی کے نمبر ڈائل کر کے وہاں سے رمیش پور چھاؤنی کا فون نمبر معلوم کیا اور پھر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر شروع کر دیا۔

”رمیش پور فورٹ۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی آواز

سنائی دی۔“

”میرا تعلق بلیک ہاؤنڈز سے ہے۔ میں چیف سے کرنا چاہتا ہوں؟“

کرشن نے کہا۔

”تب کا نام اور سیکشن۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔“

”کرشن چیف آف سیکشن ون۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب دیا۔“

”او۔۔۔۔۔ کے بولڈ کون کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر جلد

لوگوں بعد چیف کی آواز سنائی دی۔“

”ایسے کرشن۔۔۔۔۔ ارجن نے ہمیں تفصیلات بتا دی ہوں گی۔“

چیف نے کہا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ کرشن نے جواب دیا۔“

”مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیائی مجسٹ رمیش پور چھاؤنی میں گھس کر

میں ہیل کو اڈر تباہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے جہاں چیکنگ

کے لئے میں نے جہاز اور جہازے گروپ کا انتخاب کیا ہے۔ اس طرح

مجھے تسلی رہے گی۔“

چیف نے کہا۔

”یہ تب کی سہرا بانی ہے جناب کہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے لیکن اگر

وہ لوگ اوجھڑ آئے تو میں وہاں بیکار بیٹھا رہوں گا اس لئے اگر تب پسند

فرمائیں تو میں اپنا پینٹل گروپ وہاں بھجوا دوں اور خود دوسرے گروپ

کے ساتھ ان پاکیشیائی ہتھکنوں کے خاتمے کے لئے کام کر دوں۔“

کرشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا کر لو۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔“

”غیر یہ جناب آپ بے فکر رہیں میں انہیں اس قافلے ہی نہ چھوڑوں گا

کہ وہ آپ کی طرف رخ کر سکیں۔ آپ مجھے بتا دیں کہ میں گروپ کو کہاں

بھجھوں..... کرشن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور چیف نے تفصیل بتائی شروع کر دی۔

”میں سر میں ابھی گروپ کو بھجوا دیتا ہوں..... کرشن نے کہا اور دوسری طرف سے او۔ کے کی آواز سن کر اس نے ہاتھ مار کر کریشل دیا اور پھر اپنے نمبر نو کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے گروپ تیار کرنے اور اسے زمین پر چھاؤنی بھجوانے کے بارے میں ہدایات دینی شروع کر دیں اور پھر ان ہدایات سے فارغ ہو کر اس نے رسیور دکھائی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرشن نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

”میں..... کرشن نے کہا۔

”گپتا بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے گپتا کی آواز سنائی دی۔

”اوہ تم۔ اتنی ہلدی تو مجھے جہاری کال کا خیال تک نہ تھا.....

کرشن نے چونک کر کہا۔

”ہاں اتفاق سے میری پہلی کوشش ہی کامیاب رہی ہے اور نہ صرف میں نے یعقوب بلکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا بھی پتہ چلا دیا ہے اور یہ جہارے لئے اہتائی سہری موقع ہے۔“ گپتا نے اہتائی پر جوش لگنے میں کہا۔

”اوہ اوہ ہلدی بتاؤ۔ کیا تفصیل ہے۔“ کرشن کا بوجھ بھی قدرتی طور پر پر جوش ہو گیا تھا۔

”یعقوب اس وقت بادامی بارش کی ایک کوٹھی نمبر بیس میں موجود ہے،

اور عمران اور اس کے ساتھی بھی وہیں موجود ہیں۔“ گپتا نے کہا تو کرشن اس کی بات سن کر حیران رہ گیا۔

”اس قدر حقی معلومات تمہیں کیسے مل گئیں۔۔۔۔۔ اور وہ بھی اس قدر جلد..... کرشن نے کہا۔

”مجھے یقین تھا کہ تمہیں میری بات پر شک ہو گا۔ بہر حال میں تفصیل بتا رہا ہوں۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ میں نے کہاں ایک خفیہ گروپ بنایا ہوا ہے۔ پرنس سے ہٹ کر ایک مخصوص مقصد کے لئے۔ یہ اہتائی خفیہ گروپ ہے، بہر حال میں نے اس گروپ کے ذمہ یعقوب کی تلاش کا کام ڈال دیا اور پھر مجھے فوراً ہی اطلاع مل گئی کہ یعقوب کی مخصوص کار کو بادامی بارش میں دیکھا گیا، لیکن اس میں سوار آدمی کا قہر قامت تو یعقوب سے ملتا تھا لیکن چہرہ مختلف تھا یہ کار کوٹھی نمبر بیس میں چلی گئی تو میرے آدمیوں نے اندر ایک مخصوص ڈسکافون پہنچایا تو پتہ چل گیا کہ کار میں سوار آدمی یعقوب ہی تھا۔ اور وہاں کئی افراد کی آوازیں سنائی گئی ہیں، جن میں ایک نام پرنس کا بھی مل گیا ہے، چنانچہ مجھے اطلاع دی گئی تو میں نے ٹیلی فون کر دیا۔“ گپتا نے کہا۔

”پرنس..... کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران کا ایک کوڈ نام پرنس آف ڈسپ بھی ہے۔“ گپتا نے کہا تو کرشن بے اختیار کرسی پر ہی اچھل پڑا۔

”اوہ اوہ وری گڈ گپتا..... تم نے تو کمال کر دیا ہے۔ بے حد شکر ہے۔“ کرشن نے ہلدی سے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور

تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے چہرے پر فرح اور کامیابی کا
واقعہ تاثر موجود تھا۔

”یہ لوگ اس قدر جلد اپنے سیکشن ہیڈ کو ارٹھرڈ کیسے تبدیل کر لیتے ہیں؟“
..... صفدر نے سلسلے بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ
سب اس وقت ایک ہی کمرے میں موجود تھے۔ یعقوب نے انہیں ایک
بار پورا اطلاع دی تھی کہ سورمانے جن عمارتوں کی بطور سیکشن ہیڈ کو ارٹھرڈ
نشانہ دہی کی تھی وہ بھی خالی پڑی ہیں۔ تو عمران نے اسے ایک اور ہدایت
دے کر واپس بھیج دیا تھا۔ البتہ یعقوب کے چہرے پر اس نے سبک اپ
کر دیا تھا مگر ہلکے ہانڈہ زوالے اسے پہچان نہ سکیں اور وہ سب یعقوب
کی واپسی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”صرف آدمی ہی ہوتے ہیں ان کے ہیڈ کو ارٹھرڈ میں۔ وہ اطمینان سے
بیول پلٹے ہوئے دوسری عمارت میں چلے جاتے ہیں اور ہیڈ کو ارٹھرڈ خالی ہو
جاتا ہے۔“..... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب اس طرح آنکھ پھولی آخر کب تک چلتی رہے گی؟“.....

نعمانی نے کہا۔

”جب تک آنکھ مستقل طور پر بند نہیں ہو جاتی..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”وہی عمران صاحب نعمانی کی بات پر مجھے بھی یاد آگیا ہے کہ بلیک ہاؤنڈز ایک خاصی بڑی تنظیم ہے۔ ہزاروں نہیں سینکڑوں لوگ تو بہر حال اس میں موجود ہوں گے اور اگر بغرض محال ہم ان سب کا خاتمہ بھی کر دیں تو کیا نئے لوگ نہیں آسکتے۔ ہم کب تک اس چکر میں پڑے رہیں گے.....“ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ بات نہیں صفدر بلیک ہاؤنڈز کے خاتمے سے ہمارا مقصد یہ نہیں ہے جو تم سمجھے ہو۔ بلیک ہاؤنڈز نامی تنظیم مجاہدین لیڈروں کے خلاف قائم کی گئی ہے تاکہ مجاہدین کی قیادت کا خاتمہ کر کے تحریک کا خاتمہ کیا جا سکے۔ درہنہ تمام مشکلیاں اور عام مجاہدین کے لئے تو پولیس اور فوج ہی کافی تھی اور ہم بھی اس اصول پر عمل کر رہے ہیں۔ بلیک ہاؤنڈز کے لیڈروں کا خاتمہ ہی دراصل اس تنظیم کا خاتمہ ہے جب تک نئے لوگ آئیں گے جب تک نئی تنظیم بنے گی۔ جب تک شاید مشکلات کی تحریک کا سیلاب بھی ہو چکی ہوگی۔ اب دیکھو بلیک ہاؤنڈز کے چار سیکشنز تھے جن میں سے دو کے لیڈروں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور یقیناً ہمارے اس معمولی سی کوشش نے بلیک ہاؤنڈز کو اس قدر ہلکا دیا ہے کہ وہ اپنے مخصوص مشن پر کام کرنے کی بجائے ہمارے خلاف کام میں مصروف ہے۔ باقی دو سیکشنز کے چیئرس اور چیف ہاں کے خاتمے کے بعد یقیناً اس تنظیم کو نئے سرے سے

گومت کافرستان کو قائم کرنا پڑے گا اور اس میں ظاہر ہے وقت لگے گا اور اس وقت تحریک جس سطح پر ہے اس میں موجودہ وقت انتہائی فیصلہ کن ہے.....“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تب کی بات درست ہے.....“ صفدر نے کہا۔

”مجھے تو اس بات پر خوشی ہو رہی ہے کہ اس کے چیف کا ہیڈ کوارٹر بٹل پور بھادنی میں ہے۔ جب بھادنی تباہ ہو گی تو یقیناً یہاں موجود ہارستانی فوج کی کمرٹوٹ بن جائے گی اور یقیناً بین الاقوامی طور پر بھی سمجھا جائے گا کہ مجاہدین کی کاروائیاں اب اس سطح تک پہنچ گئی ہیں کہ وہ فوجی بھادنیاں جہاد کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اس لئے یقیناً تحریک آزادی کو بے پناہ قوت حاصل ہو گی.....“ حور نے کہا۔

”جہادی بات درست ہے۔ اس سے کافرستانی فوج کا مورال بے حد گر جائے گا وہ مجاہدین سے خوفزدہ ہو جائے گی اور مجاہدین کی تحریک قوت پکڑ جائے گی.....“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر کیوں ملٹری کے ہیڈ کوارٹر کو ہی جہاد کر دیا جائے.....“ صفدر نے کہا۔

”ابھی نہیں.....“ جیلے ہم اپنا مشن مکمل کر میں اس کے بعد اس کے بارے میں سوچیں گے۔ دیکھیے ان سیکشنز ہیڈ کوارٹرز کے دوسری بار خالی ہو جانے کا مطلب یہی ہے کہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہم نے سوراٹے ان کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں اور ڈراما سٹیز بران کے چیف کی مخصوص فریکوئنسی پر کال انڈے ہونے کا مطلب ہے کہ انہیں یہ بھی

معلوم ہو چکا ہے کہ ہم نے رابندر سے رمیش پر جھڑائی کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لی ہیں اور اب یقیناً وہاں وہ لوگ بے حد بے کراہت چکے ہوں گے۔..... عمران نے کہا۔

نے کہا۔

”نصیب ہے۔ دیکھو بھی دن کے وقت باہر ہماری گلاش زور شور سے ماری ہو گی۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے پرنس۔..... یعقوب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے اب کھانا کھا لیا جائے اور کچھ در ریٹ کر لیا جائے اک رات کو جب ہم مشن پر روانہ ہوں تو پوری طرح تازہ دم ہوں۔..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور سارے ساتھی سر ملاتے

دنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ چونکہ یہاں خوراک کے بند ڈبے یعقوب کی طرف سے خاصی تعداد میں مہیا کر دیئے گئے تھے اس لئے قہوڑی در بعد وہ صاف ڈانٹ کر دم میں بیچ کر کھانا کھاتے میں معروف ہو گئے۔ ابھی

لانا کھایا ہی جا رہا تھا کہ اچانک عمران نے ہاتھ اٹھا کر اپنی ناک پر رک دیا اس کے ساتھ ہی کھانا کھاتے ہوئے عمران کے ساتھیوں نے چونک کر

عمران کی طرف دیکھا اور عمران نے کوڑی حد سے انہیں بتایا کہ اسے ہاتھ دھو کر کرنے والی گیس کی بجلی سی ہو محسوس ہوئی ہے۔ اور اسی لمحے ان سے تیسری کرسی پر بیٹھا ہوا یعقوب نکلت ہڑاتا ہوا کرسی سے نیچے جا

داؤد سے حس و حرکت ہو چکا تھا۔

تیک باقی ساتھی اس طرح خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پہلے ہی مطلب

”کہیں وہ جھڑائی ہی خالی نہ کرویں۔..... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

”جھڑائیاں اتنی ہلکی نہیں ہوتیں۔ دوسری بات یہ کہ یہ جھڑ

دفاعی لحاظ سے اس قدر مضبوط ہے کہ اسے جہاد کرتا بھی آسان نہیں ہے بلکہ تجھے یقین ہے کہ وہ لوگ اسے ہمارے لئے جال کے طور پر استعمال

کریں گے۔..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات جواب دیتا۔ کال جیل بیٹے کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک پڑے۔

”یعقوب آیا ہو گا۔“ عمران نے کہا تو صدیقی اٹھ کر کمرے سے باہر

میا اور چریتہ انھوں بعد یعقوب کمرے میں آگیا۔ چونکہ اس کا میک اپ عمران نے کیا تھا اس لئے سب اسے اس میک اپ میں پہچان گئے تھے

”کیا رہا یعقوب۔..... عمران نے پوچھا۔

”سارا انتظام مکمل ہو گیا ہے۔ پرنس۔..... یعقوب نے آواز

بیٹھے ہوئے کہا۔

”ہی گویا تفصیل ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”پرنس جھڑائی کے عقبی طرف پہاڑیوں میں ایک بستی ہے۔

نام ناگورہ ہے۔ سارا سامان اس بستی میں بچا دیا جائے گا۔ ہم دیکھا

پہلے قرعہ شہر سوا پور جائیں گے۔ وہاں سے بیسوں کے ذریعے ہم اس

تک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔..... یعقوب نے جواب دیا اور پھر

اندرو گیس کی بوتیز ہو گی یہ کھلی جگہ ہے اس لئے جتھ منٹ رک جاؤ
 اچانک اسی ریو البور والے کی ہلکی سے آواز عمران کو سنائی دی۔ اور عمران
 کچھ گیا کہ آنے والوں کا لیڈر یہی آدمی ہے۔ اب عمران نے آہستہ آہستہ
 سانس لینا شروع کر دیا تھا کیونکہ اس نے جس گیس کی ہلکی سی بوتیز گھسی
 تھی وہ اس کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ گیس پانچ منٹ بعد فضا
 میں لپٹے اثرات ختم کر دیتی ہے۔ اور عمران کا اندازہ تھا کہ پانچ منٹ ہو
 گئے ہیں۔

آؤ اندر چلیں۔ اس لیڈر نے اچانک کہا اور پھر وہ سب تیزی سے
 برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ جیسے ہی انہوں نے جتھ قدم اٹھائے اچانک
 عمران نے سائینسٹر گے ریو البور کا ٹریڈر دیا اور پھر وہ پھلی کی سی تیزی سے
 مسلسل ٹریڈر دباتا چلا گیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی آنے
 والوں کے حلق سے بے انتہار جھنجھٹیں نکلیں اور وہ اچھل کر پیچھے گرے لیکن
 وہ آدمی تیزی سے واپس دوڑ کر صحن کے کونے میں دارم کی اوٹ لینے کیلئے
 لپکے۔ جن میں وہ ریو البور والا بھی تھا کہ دوسرے لپکے وہ دونوں بھی پیچھے
 ہوئے اچھل کر پیچھے گرے۔ ریو البور والا پیچھے گرتے ہی پھلی کی سی تیزی سے
 اٹھ کر سائینسٹر پھانگ کی طرف دوڑنے ہی لگا تھا کہ ٹھک کی آواز کے ساتھ
 ہی گولی اس کے کولہ پر پڑی اور وہ جھٹکا ہوا منہ کے بل پیچھے گر اور اس
 نے بار بار اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر ساکت ہو گیا جب کہ پہلے گولیاں
 کھانے والے افراد میں سے جتھ اب تک ساکت ہو چکے تھے جب کہ تین
 افراد ابھی تک پانی سے ٹپکنے والی پھلی کی طرف تڑپ رہے تھے۔

تھا کہ وہ عمران کا اشارہ سمجھ کر اپنا سانس روک چکے تھے۔ عمران نے آہستہ
 سے کمری کو پیچھے کھسکا یا اور اٹھ کر تیزی سے ڈاسنگ روم کے دروازے کی
 طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی لیکن ان سب کے
 پھرے سانس روک لینے کی وجہ سے سرخ ہونے شروع ہو چکے تھے اور ان
 کے جسموں میں تیزی کی بجائے ٹھکڑا ہٹ مٹا ہٹ تھی۔ بے ہوش کر دینے
 والی گیس نے ان کے ذہن پر بہر حال کچھ نہ کچھ اثر ضرور کیا تھا لیکن
 کمرے سے باہر نکلے۔ اسی لمحے عمران ایک اور کمرے کے دروازے سے نکلا
 تو اس کے ہاتھ میں سائینسٹر لگا ہوا ریو البور موجود تھا اور وہ سب تیزی سے
 برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران برآمدے میں پیچھے ہی تیزی سے ایک
 ستون کی اوٹ میں ہو گیا جب کہ باقی ساتھی بھی مختلف اوٹوں میں کھولتے
 ہو گئے۔ اسی لمحے سائینسٹر کی دیوار سے ایک آدمی پیچھے کودا۔ اس کے ہاتھ میں
 مشین گن تھی اور پھر اس نے دیوار سے ڈھانچ کر رکھا تھا۔ وہ تیزی سے
 چلتا ہوا پھانگ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سائینسٹر پھانگ کھولا اور پھر ایک
 سائینسٹر پر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس نے سائینسٹر پھانگ سے کیے بار
 دیگرے چھ افراد اندر داخل ہوئے۔ ان سب نے پھرے دروازوں سے
 ڈھکے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سائینسٹر لگا ریو البور
 جب کہ باقی افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ سب کو غصی بے
 داخل ہو کر آگے بڑھنے لگے تھے کہ سائینسٹر گے ریو البور والے نے ہاتھ بٹ
 کر انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور وہ سب وہیں رک گئے البتہ ان سب کی
 نظریں اندرونی عمارت کی طرف ہی لگی ہوئی تھیں۔

”اس رپو اور والے کو اٹھا کر اندر لے آؤ۔“ عمران نے ستون کی اوٹ سے نکل کر چھپتے ہوئے افراد کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے رپو اور سے کیے بعد دیگرے تین گولیاں اور نہیں اور چھپتے ہوئے افراد ایک جھٹکا کر ساکت ہو گئے عمران ان کی لاشیں پھلاکتا ہوا سائیڈ پھانک کی طرف بڑھا اور دوسرے لئے اس نے سائیڈ پھانک کے باہر موجود دونوں ستونوں کے درمیان رک کر سر باہر نکالا اور دائیں بائیں کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور پھر اس کی تیز نظریں وہاں سے تقریباً پچاس گز دور نیلے رنگ کی ایک کار پر جم گئیں جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی بیٹھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ عمران تیزی سے واپس مڑا۔

”باہر نیلے رنگ کی کار مودھ دے جس میں ڈرائیور بیٹھا ہوا ہے“ عقوبی طرف سے جا کر اس کا ہاتھ کر دیا اور پھر اس کی لاش کا رسمیت اندر لے آؤ۔

عمران نے حیرت اور صدیقی سے کہا اور وہ دونوں سے سرھلاتے ہوئے عقوبی طرف جانے کے لئے سائیڈ گلی کی طرف دوڑ پڑے۔

”کیپٹن ہیکل اور نعمانی تم باہر برآمدے میں ہی رک کر نگرانی کرو گے۔“ عمران نے باقی دو ساتھیوں سے کہا اور خود وہ تیزی سے دوڑنا ہوا وہیں عمارت کی اندر دنی طرف کو بڑھ گیا جہاں صفدر اس میڈر کو اٹھا کر لے گیا تھا۔

”میڈیکل باکس لے آؤ صفدر اس کی گولی نکال کر بیڈج کر دیں اسے زعدہ رہنا چاہیے۔“ عمران نے بڑے کمرے میں پہنچتے ہی کہا جہاں صفدر نے اس دشمن کو فرش پر لٹایا ہوا تھا اور خود اس کے قریب کھڑا تھا

صفدر نے سر ملایا اور تیزی سے باہر چلا گیا۔ عمران نے متحک کر اس کی تلاش لین شروع کر دی اور پھر اس کی اندر دنی جیب سے ایک کارڈ نکلتے ہی وہ جو تک بڑا۔ یہ بالکل ویسا ہی کارڈ تھا جیسا منوہر کی جیب سے نکلا تھا اور پھر کارڈ پر درج تحریر بڑھ کر عمران کی آنکھیں بے اختیار جھک اُنھیں۔ کارڈ پر سیکشن دن اور چیف کرشن کا نام واضح طور پر درج تھا اسی لئے صفدر میڈیکل باکس اور پانی کی بڑی بوتل اٹھا کر اندر داخل ہوا۔

”سیکشن دن کا چیف کرشن ہے۔ اس کی اس طرح جہاں آند کا سبب ہے کہ ہماری یہ رہائش گاہ کسی شدید خطرے میں ہے۔ ہمیں اسے فوری طور پر خالی کرنا ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”ہماری عقوبی طرف ایک کوٹھی پر کرایے کے لئے خالی ہے کا بورڈ موجود ہے۔ وہاں کیوں نہ شفٹ ہو جائیں۔“ صفدر نے کہا۔

”نھیک ہے۔“ لہذا اسے وہیں چل کر باقی کارروائی کریں گے۔“ عمران نے کہا اور خود اس نے آگے بڑھ کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے یعقوب کو اٹھا کر کاندھے پر لٹا دیا اور سڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جب کہ صفدر دشمنی کرشن کو کاندھے پر ڈال کر اور ایک ہاتھ سے میڈیکل باکس اٹھا کر اس کے پیچھے باہر آ گیا جب وہ دونوں برآمدے میں پہنچے تو اس لئے پھانک میں سے وہ نیلے رنگ کی کار اندر داخل ہو رہی تھی جب کہ نعمانی بڑے پھانک کے قریب کھڑا تھا۔

”عقوبی طرف ایک کوٹھی خالی ہے۔ صرف صدیقی اور نعمانی جہاں نہیں گئے۔ باقی سب ساتھی اوپر آجائیں۔“ خطرے کی صورت میں یہ

میں بھی اس کے چہرے پر رشیدی ترین تکلیف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو..... عمران نے انتہائی رعت لکھ میں کہا۔

تو جہاد خیال ہے کہ میں جہاد سے سوالوں کا جواب دینے کے لئے آیا غدا ٹھیک ہے۔ میری چلانگ غلط ہو گئی ہے اس لئے تم نے میرے ماتھیوں کو ہلاک کر کے مجھ پر قابو پایا ہے لیکن میں جہاد سے کسی سوال یا کوئی جواب نہیں دوں گا۔ جہاد جو ملی چاہے مجھ سے سلوک کر لو..... کرشن نے ہونٹ بھیج کر انتہائی سخت لکھ میں جواب دیجے ہوئے کہا۔

جہاد جیب سے لٹکنے والے کارڈ نے مجھے جہاد کی حیثیت کا پتہ دے دیا ہے۔ سیکشن فور کا چیف سنوہر اور سیکشن تھری کا چیف سورما میرے ہاتھوں ختم ہو چکے ہیں۔ تریب کے لحاظ سے تو باری سیکشن نو کے چیف از جن کی تمہیں شاید تم نے خود ہی باری تو ذکر آگے قدم بڑھایا ہے اس لئے اب تنبیہ بھی تم خود ہی بھگتو گے۔ تم صرف اسی بناؤ کہ تمہیں ہماری ہائش کا علم کیسے ہو گیا۔ مزید میں تم سے کوئی سوال نہ پوچھوں گا..... عمران نے کہا۔

میں جہاد سے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا..... کرشن نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا تو دوسرے لکھے بری طرح جھجکا ہوا پہلو کے بل نیچے گرا..... عمران نے اچانک لائٹ کی جھربور ضرب اس کے پہلو میں ماری تھی اور پھر صیغے ہی کرشن نیچے گرا۔ عمران نے پیر اس کی گردن پر دھک

دونوں بھی بغیر کسی مزاحمت کے خاموشی سے وہاں آجائیں گے..... عمران نے تیز لکھ میں کہا اور سائیڈ گلی کی طرف مڑ گیا۔ عقبی طرف ایک دروازہ موجود تھا جو کھلا ہوا تھا کیونکہ تنزیہ اور صدیقی اس کے درپے باہر جا کر کارلے آئے تھے۔ صفدر نے دروازے میں رک کر باہر تھاٹکا۔

پہلے کیپٹن شکیل کو بھیجہ وہ اندر کو کر سائیڈ پھانگ کھول دے پھر ہم جائیں گے دروازہ کا دھڑک پھر موجود انفرادی موجود کسی بھی طرف سے ہمیں مشکوک بنا سکتی ہے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن شکیل کو آواز دی جو سائیڈ گلی سے عقبی طرف آ رہا تھا وہ دوڑ کر قریب آیا اور پھر عمران کی بات سن کر باہر نکل گیا۔ ویسے تو عقبی سڑک خالی بڑی تھی لیکن عمران پھر بھی محتاط رہنا چاہتا تھا۔ اتنی دیر میں باقی ساتھی بھی اپنا اپنا سامان لے کر وہاں پہنچ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب اس خالی کوٹھی میں منتقل ہو چکے تھے۔ عمران نے معمولی سا آپریشن کر کے کرشن کے کوٹھے سے گولی نکالی اور بیٹنچ کرنے کے ساتھ ساتھ اسے ہتھ اندھن بھی لگا دیئے اور کرشن کو اسیا ہوا ہوش میں آگیا۔

تم نے ہماری اس ہائش گاہ کا پتہ کیسے چلا تھا کرشن..... عمران نے اس کے ہوش میں آتے ہی سر دیکھ میں اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ تم۔ تم بے ہوش نہیں ہوئے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے..... کرشن نے جواب دینے کی بجائے انتہائی حیرت بھرے لکھ میں کہا اور ساتھ ہی اس نے فرش سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن کوٹھے کے زخم کی وجہ سے وہ اٹھ کر پہلو کے بل بیٹھ تو گیا لیکن کوند ہوسکا۔ اتنی سی حرکت کرنے

کر اسے گھمادیا اور کرشن کے حلق سے بے اختیار خرخرہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس کے حمران کی لات پکڑنے کے لئے اٹھنے والے دونوں ہاتھ ایک جھٹکے سے بچ گئے۔ اس کا چہرہ ایکھٹ انتہائی حد تک سرخ ہو گیا تھا۔

”لو لو رو نہ“..... حمران نے پیر تھوڑا ساداپس گھماتے ہوئے کہا۔
 ”بب بب بتاتا ہوں۔ دیوتاؤں کے لئے یہ عذاب مت دو۔ یہ تو موت سے بھی بدتر ہے۔ بتاتا ہوں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مجھے یہ عذاب نہ دینا وایسے گولی مار دینا“..... کرشن نے الٹک الٹک کر اور دھک دھک کر کہا۔

”اگر تم جاکچہ بتا دو تو یقین رکھو کہ میں جہیں زندہ چھوڑ جاؤں گا۔ اگر میں نے جہیں مارنا ہوتا تو میں پہلے جہارے کو بولے کا پریشن نہ کرتا۔ ویسے ہی تم پر تشدد کر کے سب کچھ پوچھ لیتا“..... حمران نے پیر کو اور زیادہ نیچے کرتے ہوئے کہا۔

”مم مم میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ اب چپانے کا کوئی فائدہ بھی نہیں جہاری رہائش گاہ کا علم مجھے کافرستان سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک آدمی گیتا کے ذریعے ہوا ہے“..... کرشن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔

”تم یہاں لیٹنے ہی ساتھ چھپو کے ساتھ آئے تھے یا اور ساتھی بھی باہر موجود ہیں“..... حمران نے پوچھا۔
 ”لیٹنے ہی ساتھی تھے۔ ہم سب اس لئے اندر آگئے تھے کہ تم لوگ تو

بے ہوش پڑے ہو گئے“..... کرشن نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے تم جھوٹ بول رہے ہو۔ حالانکہ باہر نیلے رنگ کی کار میں جہار ایک اور ساتھی موجود تھا“..... حمران نے کرسٹ لیجے میں کہا۔

”وہ صرف ڈرائیور ہے۔ اس کا فیملیڈ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“..... کرشن نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ارجن کہاں ہے۔ اس کا پتہ بتاؤ“..... حمران نے کہا۔
 ”مجھے معلوم نہیں ہے۔ اس کی میری بات فون پر ہوتی تھی وہ علیحدہ کام کر رہا ہے۔ چیف نے اس کی ڈیوٹی جہاری تلاش کے لئے لگائی تھی لیکن گیتا کی وجہ سے مجھے پہلے جہاری رہائش گاہ کا علم ہو گیا“..... کرشن نے جواب دیا۔

”اور جہاری ڈیوٹی کیا تھا“..... حمران نے ہنس بھینچتے ہوئے کہا۔
 ”مم۔ مم میری ڈیوٹی۔ میری بھی ڈیوٹی تھی“..... کرشن نے بولکھانے ہوئے انداز میں کہا اور حمران نے پیر کو ذرا سا گھمادیا۔ کرشن کی حالت تیزی سے بگڑنے لگ گئی۔

”بب بب بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں“..... کرشن نے ہڈیانی سے بچے میں کہا اور حمران نے پیر واپس کر دیا۔

”اب اگر جھوٹ بولا تو“..... حمران نے خراتے ہوئے کہا۔
 ”میری ڈیوٹی چیف کے ہیڈ کوارٹر رہ لگائی گئی تھی۔ لیکن میں نے چیف سے بات کی اور اپنے گروپ کو وہاں بھجوا دیا۔ کیونکہ میں ارجن سے پہلے

کو خفی میں تھی اور پہلے بھی اس کار کی وجہ سے ہماری نفاذ نہی ہوئی ہے۔
..... عمران نے چونک کر کہا۔

”کار میں نے باہر کافی دور لے جا کر کھڑی کر دی تھی تاکہ اپنا نک
چھاپے کی صورت میں کار بھنسنے جائے۔“ صدیقی نے کہا۔

”طلحہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ لیکن اب ہم یہ کار استعمال نہیں کر سکتے۔
یعقوب گیس سے بے ہوش ہے۔ اسے ہوش میں لے آؤ۔ ہمیں رات کا

انتظار کرنے کی بجائے ابھی یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ
پولیس اس سارے علاقے کی تلاشی یعنی شروع کر دے اور پھر کرشن کے

ساتھیوں کی تلاشیں دیکھ کر وہ ارجن اور اس کا گروپ بھی اوجھڑا اور نہ
بھیل جائے۔“ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے سر ہٹا دیا۔ صفدر

ایک طرف بے ہوش بڑے ہوئے یعقوب کی طرف بڑھ گیا اس نے جیب
سے ایک شیشی نکال کر اس کا ڈھکنا کھولا اور یعقوب کی ناک سے لگا دیا۔

بعد اُنوں بعد اس نے شیشی سٹائی اور اسے ڈھکنا لگا کر جیب میں ڈال دیا۔
یہ وہی شیشی تھی جس سے سوہا کے اڈے ہیں عمران نے ساتھیوں کو

ہوش دلایا تھا اور یہ شیشی اس وقت سے صفدر کی جیب میں پڑی رہ گئی
تھی۔ چونکہ اس سے تقریباً ہر قسم کی بے ہوش کر دینے والی گیس کے

اثرات ختم کیے جاسکتے تھے اس لئے صفدر نے اسے ہی یعقوب پر استعمال
کیا تھا چند لمحوں بعد یعقوب ہوش میں آگیا اور جب اسے حالات کا علم ہوا تو

اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔
”اوہ اوہ میرے ذہن میں بھی نہیں تھا۔ کار کی وجہ سے مجھے یہاں لیا

جہاز اتار کر ناچاہتا تھا۔“ کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جہازے گروپ کا انچارج کون ہے۔ وہ گروپ بورمیش پور چھوڑ
گیا ہے۔“ عمران نے مزے مارتے ہوئے پوچھا۔

”شش شاستری۔ شاستری انچارج ہے۔“ کرشن نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”کیا شاستری اور اس کا گروپ ریش پور پہنچ چکا ہے۔“ عمران
نے پوچھا۔

”ہاں وہ پہنچ چکا ہوگا۔“ کرشن نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے
پہلے کہ عمران کچے اور پوچھتا۔ اپنا نک باہر سے دوڑتے ہوئے قدسوں کی

آوازیں سنائی دیں اور وہ سب چونک کر کمرے اور دروازے کی طرف
دیکھنے لگے۔ دوسرے لمحے صدیقی اور نعمانی اندر داخل ہوئے۔

”پولیس کی گاڑیاں وہاں پہنچ گئی ہیں۔“ صدیقی نے کہا اور عمران
نے ہجرت میں سر ہٹا دیا۔

”ارے یہ ختم ہو گیا۔“ عمران نے مزے مارتے ہی چونک کر کہا اور
پھر اٹھ کھڑا۔ شاید اپنا نک دروازے کی طرف مڑتے ہوئے اس کے پیچ کا دباؤ

اس قدر بڑھ گیا تھا کہ کرشن کا ہاتھ ہو گیا تھا۔
”میرے خیال میں ان لوگوں کی چھینسن کر کسی نے پولیس کو فون

کیا ہوگا۔“ صفدر نے ہنس دیتے ہوئے کہا۔
”ظاہر ہے۔ اس لئے تو میں نے سائیکلسنگ رپورٹ استعمال کیا تھا

بہر حال تیسرا سیکشن چیف بھی ختم ہو گیا۔ لیکن وہ یعقوب کی کار میں

جائے گا اور یہ گہنا تو تاجروں کی دھن کا صدر ہے۔ اس کی اس حیثیت کا تو کسی کو علم تک نہیں۔..... یعقوب نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”اب ہمیں رات کا انتظار کرنے کی بجائے جلد از جلد جہاں سے نکل کر اون پہاڑیوں کی طرف جانا ہے جہاں ہمارا مطلوب سامان پھٹے گا۔ لیکن اب مسئلہ ہے ٹرانسپورٹ کا۔..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے بتاب۔..... کہ ہم ایک ایک کر کے جہاں سے ٹھکیں اور پیدل ہی بس اڑے پر پہنچ جائیں۔ بسوں کی چیکنگ ضرور ہوتی ہے لیکن صرف اس کے کی حد تک اگر ہم اسلحہ ساتھ نہ رکھیں تو ہم آسانی سے سو پور پہنچ سکتے ہیں۔ سو پور میں ہمیں یہیں مل جائیں گی اور ہم ناگورہ روانہ ہو جائیں گے۔ ویسے سو پور میں ہم جہاں کی نسبت محفوظ بھی رہیں گے۔..... یعقوب نے کہا اور عمران نے اشتباہ میں سر ہلادیا۔

”یہ تجھ درست ہے۔..... عمران نے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو بس اڑے کے راستے اور وہاں پہنچ کر سو پور کی ٹھٹھ لینے کے متعلق ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ عمران کی ہدایت کے مطابق وہ سب ایک ہی بس میں سفر کریں گے لیکن انتہیوں کی طرح اور اسلحہ ساتھ نہ رکھیں گے چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ سب کمرے سے باہر نکلے اور پھر قند دے کر وہ کوٹھی سے باہر جانا شروع ہو گئے۔ حق کی طرف پولیس سرے سے ہی نہ تھی اس لئے وہ اطمینان سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

نیل فون کی گھنٹی بجتے ہی ارجن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ہی۔۔۔۔۔ ارجن بول رہا ہوں۔..... ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہاں میں رام لعل بولی رہا ہوں۔ سیکشن ون کے چیف کرشن اور

اس کے سیکشن کی لاشیں پولیس کو ملی ہیں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو ارجن بے اختیار کرسی سے اٹھل پڑا۔

”کیا..... کیا کچھ رہے ہو۔ کرشن اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں۔

..... ارجن نے تقریباً چٹختے ہوئے کہا۔

”ہی ہاں مجھے پولیس آفس سے اطلاع ملی کہ باڈی پارٹی کی کوٹھی نمبر ہمیں سے ایک کار ملی ہے جو چیف کرشن کے نام رجسٹرڈ تھی اور پولیس میں سوچو دھیرے نمبر نے یہ نام سامنے آتے ہی مجھے فون کیا۔ کیونکہ وہ بلیک ہانڈز کا بھی نمبر ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بتایا کہ جس جگہ سے کار ملی ہے وہاں سے پانچ افراد کی لاشیں بھی دستیاب ہوئی ہیں۔ اس

ان کا کھوج لگا لیا ہوگا، لیکن وہ ان پر قابو نہ پاسکا جب کہ ہمارا پورا سینکشن ان کا اب تک کھوج نہیں لگا سکا۔ کیوں؟..... ارجن نے غصے سے چٹختے ہوئے کہا۔

”ہاس ہم تو لپٹے طور پر پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ہر اہم جگہ پر ہمارے آدمی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ بے شمار مشکوک افراد کو پکڑ لیا گیا لیکن کوئی بھی پاکیشیائی بمبھٹ نہیں لٹکا..... رام لعل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو کرشن کے اسسٹنٹ سے معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ کرشن کو ان کا سراغ کیسے لگتا تھا۔ ہو سکتا ہے وہی آدمی پھر ہمارے کام بھی آجائے۔“ بڑی کردار ارجن نے چٹختے ہوئے کہا اور ہاتھ مار کر اس نے کرڈل دیا اور پھر مریش پور چھاؤنی کا نمبر ڈائل کرنے لگ گیا۔ وہ چیف کو کرشن کی موت کی اطلاع دینا چاہتا تھا اسے معلوم تھا کہ چیف کے نمبر شہر میں موجود ہیں۔ اگر اس نے فوری اطلاع نہ دی تو چیف کا کوئی نمبر اسے اطلاع دے دے گا اور پھر چیف اس سے زیادہ ناراض ہوگا جتنے لوگوں بعد اس کی بات چیف سے کرا دی تھی۔

”چیف میں ارجن بول رہا ہوں آپ کو ایک افسوس ناک اطلاع دینی ہے..... ارجن نے کہا۔

”کیسی اطلاع؟..... دوسری طرف سے چیف نے پوچھا اور ارجن نے رام لعل کی دی ہوئی اطلاع کی تفصیل بتا دی۔

”اور دوسری بات..... یہ لوگ تو بلیک ہاؤنڈز کا مکمل طور پر خاتمہ

اطلاع پر میں فوری طور پر دہاں پہنچا اور میں نے بھیمان لیا کہ یہ چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں ہیں۔ اس کو فحشی کا مقبی دروازہ بھی تھا۔ چنانچہ میں مقبی طرف آیا تو دروازہ کھلا ہوا تھا اور خون کے قطرے مجھے ایک اور فحشی کی طرف جاتے دکھائے دیتے۔ اس کو فحشی پر کراہیے کے لئے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ اور اس کو فحشی کا ساتھ چھانک کھلا ہوا تھا میں اندر گیا تو ایک کمرے میں چیف کرشن کی لاش موجود تھی۔ ان کا چہرہ تعریف کی شدت سے مسک رہا تھا یوں لگتا ہے جیسے ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہو دیکھے ان کے کولے میں زخم بھی موجود تھا جس کی باقاعدہ جینزنگ کی گئی تھی اور دہاں ایک میڈیکل باکس اور پانی کی خالی بوتل بھی پڑی ہوئی ہے اس سے میں تو یہی سمجھا ہوں کہ پہلے اس کو فحشی میں جہاں چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں ملی ہیں۔ کرشن کے کولے پر گولی ماری گئی اور پھر اسے اٹھا کر اس خالی کو فحشی میں لایا گیا۔ ان کے زخم کی جینزنگ کی گئی پھر ان کا تشدد کر کے ان سے پوچھ گچھ ہوئی اور اس تشدد کے دوران انہوں نے اپنا جان دے دی..... رام لعل نے کہا۔

”بالکل ایسے ہی ہوا ہوگا لیکن واردات کس جگہ ہوئی ہے؟..... ارجن نے ہوسٹ جہاں ہونے پوچھا۔

”کار اور چیف کرشن کے ساتھیوں کی لاشیں پادانی بارگ کی کو فحشی نمبر بیس سے ملی ہیں جب کہ چیف کرشن کی لاش کو فحشی نمبر چالیس میں پڑا ہوا ہوا ہے..... رام لعل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ سب کچھ پتہ چلنا ان پاکیشیائی بمبھٹوں کا کیا دھرا ہے..... کرشن نے

بات اپنی جگہ درست کی یہ پاکیشانی بہت سلسل انہیں شکست پر شکست دیتے چلے جا رہے تھے اور وہ اب تک ان کا سراغ بھی نہ لگا سکے تھے۔
 باس نے تو اسے سیشن کے ہر آدمی کو باہر نکلنے کے لئے اب کہا تھا جب کہ وہ چلے ہی یہ کام کر چکا تھا۔ باقی باس کا یہ حکم کہ ہر مشکوک آدمی کو گولی مار دی جائے۔ وہ اس حکم پر عمل نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس طرح بے شمار مقامی لوگ مارے جاتے اور دگام میں بے تحاشا قیامت برپا ہو جاتی۔ اسے معلوم تھا کہ باس نے فیسے کی وجہ سے ایسا حکم دے دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا آخر کس طرح ان لوگوں کا سراغ لگانے کے لیلیٹوں کی گھنٹی بج دھنی اور ارجن نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھایا۔
 "یس ارجن بول رہا ہوں۔"..... ارجن نے خشک لہجے میں کہا۔

"رام محل بول رہا ہوں بتا کرشن صاحب کو جس نے ان پاکیشانی بہتوں کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ اس کا پتہ چل گیا ہے اس کا نام گیتا ہے۔ گپتا ایڈل سز کا مالک اور ارجن تاجر ان کا صدر۔ وہ کسی زمانے میں کافرستان سکرٹ سروس سے متعلق رہا ہے لیکن انتہائی بااثر آدمی ہے۔ اس لئے میں نے خود اس سے بات نہیں کی۔" رام محل نے کہا۔
 "نصیب ہے میں خود اس سے بات کرتا ہوں ارجن نے کہا اور کریڈل دہا کر اس نے تیوری سے انکو انری کے غیر قابل کر دیتے۔

"یس انکو انری پلیز۔"..... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"گپتا ایڈل سز کا خبر دو۔"..... ارجن نے تھکنا لہجے میں کہا اور دوسری

کرنے پر تے ہوئے ہیں اور ہماری حالت یہ ہے کہ ہم ان کا ایک آدمی بھی اب تک نہیں پکڑ سکے۔ پہلے منور ان کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کا سیشن میں نے بند کر دیا پھر سور کا بھی ہی حشر ہوا۔ اب کرشن بھی مارا گیا ہے۔ یہ ہماری کارکردگی ہے کہ پانچ چھ اجنبی تو جہاں بلیک ہانڈز کے سیشن جتھوں کا کھیل عام شکار کرتے پھر رہے ہیں اور ہم صرف ان کی موت کی خبریں سننے پر ہی بیٹھ گئے ہیں..... چیف نے حلق کے بل جھنجھے ہوئے کہا۔
 "باس میرا سیشن پورے دگام میں پھیلا ہوا ہے لیکن تھانے یہ لوگ کسی مٹی کے بٹے ہوئے ہیں کہ ان کا سراغ تک نہیں مل رہا کرشن کو اگر ان کا سراغ مل گیا تھا تو اسے چاہیے تھا کہ وہ کچھ اطلاع کرنا اور پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ان پر حملہ کیا جاتا لیکن وہ اکیلا ہی لپٹے چند ساتھیوں کے ساتھ ان پر چڑھ دوڑا اور مارا گیا۔"..... ارجن نے کہا۔

"سنو..... اب میں مزید کسی کی موت برداشت نہیں کر سکتا۔ اب ہمیں باقاعدہ پلاننگ بنا کر کام کرنا ہوگا۔ تم ایسا کر دو کہ اپنے سیشن کے ہر آدمی کو باہر لے آؤ اور پورے دگام کے گرد گھیر ڈالو اور جو مشکوک آدمی نظر آئے اس سے پوچھ گچھ کی جائے اسے گولی سے اڑا دو۔ اب میں ہر قیمت پر ان کی لاشیں چاہتا ہوں ہر قیمت پر۔"..... چیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔"..... ارجن نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر واقعی غمیدہ پریشانی کے تاثرات ابھرتے تھے کیونکہ چیف کی یہ

بڑے کے چکر میں بڑ گیا ہو گا۔۔۔۔۔ گپتا نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔
 "کاش کرشن مجھ سے بات کر لیتا ہر حال اب میں نے کرشن کی موت
 کا انتقام بھی لیتا ہے اور ان پاکستانی ہیکنٹوں کا بھی ہر صورت میں خاتمہ
 کرنا ہے کیونکہ یہ حریت پسندوں کی حمایت میں میدان میں اترے ہیں اور
 ان کی کاروائیوں کی وجہ سے بلیک ہاؤنڈز کا ہی خاتمہ ہو جا رہا ہے۔ کیا تم
 مجھے کوئی کلیو دے سکتے ہو۔۔۔۔۔ ارجن نے کہا۔

"کرشن نے مجھ سے جہاد اڈر کیا تھا ارجن اور یونکہ میں کافرستان سے
 جیت کر رہا ہوں اس لئے میں جہادی بھی مدد کرنے کے لئے تیار ہوں،
 لیکن سیری ایک بات تم بھی یاد رکھنا کہ عمران اور ان کے ساتھیوں کے
 خلاف بغیر منصوبہ بندی کے بھی حرکت میں نہ آنا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ
 کرشن جیسا جہاد بھی حشر ہو جائے اور اس طرح بلیک ہاؤنڈز کو فیک اور
 بڑا دھچکے پہنچ جائے۔۔۔۔۔ گپتا نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو گپتا تم بس مجھے ان کا کلیو دے دو پھر دیکھو میں ان کے
 خلاف کیسے کام کرتا ہوں۔۔۔۔۔ ارجن نے کہا۔

"فصیح ہے تم اپنا فون نمبر مجھے بتا دو میں ایک بار پھر انہیں تلاش
 کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔۔۔ جیسے ہی مجھے ان کا کوئی سراغ ملا میں تمہیں
 اطلاع کر دوں گا۔۔۔۔۔ گپتا نے کہا اور ارجن نے اسے اپنا فون نمبر بتا دیا
 اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور کو بیل پر رکھا
 اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ گپتا آخر کس طرح ان کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو جائے

طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ارجن نے کریڈل دبا کر بتایا جانے والا نمبر ڈائل
 کر دیا۔

"گپتا ہنڈ سنز۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 "میں بلیک ہاؤنڈز کا سیکشن چیف بول رہا ہوں گپتا سے بات کراؤ۔
 ۔۔۔۔۔ ارجن نے تھکاتے لہجے میں کہا۔

"میں سر ہواؤن کریں۔۔۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والی
 عورت نے ہنسے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہیلو گپتا بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد رسیور سے ایک بھاری سی
 آواز سنائی دی۔

"مسٹر گپتا۔ میں بلیک ہاؤنڈز کا سیکشن چیف ارجن بول رہا ہوں۔
 آپ نے سیکشن چیف کرشن کو ان پاکستانی ہیکنٹوں کے بارے میں بتایا
 تھا ناں۔۔۔۔۔ ارجن نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں۔۔۔۔۔ گپتا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کرشن اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ارجن نے کہا
 "اوہ۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔۔ جوری جلی۔ جوری جلی۔۔۔۔۔ یہ سب کیسے ہوا۔ گپتا نے
 انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا اور ارجن نے رام لعل سے ملنے والی
 تفصیل دوہرا دی۔

"اوہ تو کرشن سے حماقت ہوئی۔ میں نے اسے بتایا تھا کہ عمران اور
 اس کے ساتھیوں کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں اسے تو چاہیے تھا
 کہ اپنا تک اس پوری کونٹری کو میزائلوں سے اڑا دیتا۔ وہ یقیناً انہیں دیکھ

..... جب کہ میرے آدمی اب تک ان کا سراغ نہیں لگا سکے
 ارجن نے بے چینی سے کمرے میں ٹپکتے ہوئے خودکامی کے سے انداز میں
 کہا۔ ابھی وہ ٹپکتے ہوئے اس پوائنٹ پر غور کر رہی رہا تھا کہ اچانک ٹیلی
 فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ارجن نے جلدی سے رسیور اٹھایا۔
 "ہیں ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔

"مہاشے بول رہا ہوں ہاں دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ
 سی آواز سنائی دی اور ارجن مہاشے کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا
 کیونکہ مہاشے اس کے سیکشن کا سب سے تیز اور موثر آدمی تھا۔
 "ہاں میں نے ان پاکیشیائی بہنوں کا سراغ لگا لیا ہے
 دوسری طرف سے مہاشے کی آواز سنائی دی اور ارجن بے اختیار اچھل پڑا۔
 "اوہ اوہ کہاں ہیں یہ لوگ کھیے لگایا سراغ تفصیل بتاؤ
 ارجن نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"ہاں آپ کو تو معلوم ہے کہ میرا گھر سو پور میں ہے۔ مجھے گھر سے
 ایک ایمرجنسی کال آئی تو میں فوراً اس میں پہنچ کر سو پور کو روانہ ہو گیا
 اور ہاں میں نے اس بس میں جہاں ایسے افراد کو بیٹھے ہوئے دیکھا جو ایک
 دوسرے سے تو اپنی جگہ لیکن ان میں سے دوئے اچانک ایک دوسرے کو
 مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ میں نے یہ اشارہ دیکھ لیا اور میں چونک پڑا،
 لیکن جب میں نے انہیں باقاعدہ جھجک کر نا شروع کیا تو مجھے یوں احساس
 ہونے لگا جیسے مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ انہوں نے ہر کوئی ایسا اشارہ نہ کیا
 لیکن چونکہ میرے ذہن میں دلچسپ موجود تھی اس لئے میں انہیں جھجک کر

رہا۔ بس سو پور کے قریب پہنچی تو میں ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ وہ
 سب اس طرح اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے جیسے انہیں سو پور نہیں اترنا
 لیکن پھر ایک آدمی اچانک اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے اٹھتے ہی انہوں نے
 چونک کر اس آدمی کو دیکھا اور اس آدمی کے اثبات میں سر ملانے پر وہ سب
 اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر بس جیسے ہی سو پور کے اڈے پر رکی وہ نیچے اتر
 گئے۔ میں بھی چند دوسرے مسافروں کے ساتھ نیچے اتر آیا۔ ان کی تعداد
 سات تھی اور وہ اپنے انداز سے لمبخت ہی لگ رہے تھے۔ میں نے کافی
 فاصلہ رکھ کر ان کا تعاقب کرنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دور آگے جاتے
 کے بعد میرے اندازوں کی تصدیق ہو گئی۔ اب وہ سب آپس میں اس
 طرح باتیں کر رہے تھے جیسے وہ ایک دوسرے کے ساتھی ہوں۔ میں ان کا
 تعاقب کرتا رہا۔ وہ سو پور شہر کے آخری کنارے پر ایک مکان پر پہنچے۔
 ٹیٹ برٹالا لگا ہوا تھا لیکن ان کے پاس چابی موجود تھی وہ ٹالا کھول کر اندر
 چلے گئے ہیں اور ابھی تک اندر ہی ہیں۔ میں سو پور کا پہننے والا ہوں اس
 لئے مجھے معلوم ہے کہ اس مکان کا مالک ادن کا ایک تاجر عبدالرحمن ہے
 اور سو پور کے امرا طبقے میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اب میں سو پور سے ہی
 آپ کو کال کر رہا ہوں۔ میں پہنچے گھر بھی نہیں گیا حالانکہ وہاں ایمرجنسی
 تھی۔ میری جیوی اچانک شدید بیمار ہو گئی ہے مہاشے نے
 تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تم ایسا کرو سو
 پور میں واقع کلب راجرم پنج باؤ اور اس کے مالک انشت سنگھ سے ملو۔ میں

اسے فون کر دیتا ہوں۔ وہ سو پور میں پبلک ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ میں اسے بلاست کر دیتا ہوں وہ اس مکان کی نگرانی کا انتظام کرے گا۔ پھر تم اپنے گھر چلے جانا میں اس دوران اپنے آدمیوں سمیت سو پور پہنچ کر ان کے خلاف کام شروع کر دوں گا۔..... ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ارجن نے ہاتھ مار کر کریڈل دیا اور جب فون کی ٹون آگئی تو اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”راجرم کلب..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”انت سنکھ سے بات کرو۔ میں ارجن بول رہا ہوں۔..... ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد رسیور پر ایک اور آواز ابھری۔

”ہیلو انت سنکھ بول رہا ہوں۔..... بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

”انت سنکھ میں ارجن بول رہا ہوں۔ چیف آف سیکشن ٹو..... ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں سر۔..... حکم سر..... انت سنکھ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انت سنکھ میرا ایک آدمی ہاتھ جھارے پاس آ رہا ہے۔ ہم سات

اجناتی خطرناک ترین پاکیشٹانی ہیکنوں کا بیچ کر رہے ہیں اور ہاتھ نے ان کا سراغ لگا لیا ہے۔ یہ ساتوں خطرناک ترین ایجنٹ سو پور کے ایک خالی مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ مکان سو پور کے اون کے تاجر جوار حن کا ہے۔ تم فوری طور پر اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر اس مکان کے پادروں طرف نگرانی شروع کر دو۔ لیکن تم نے کسی طرح بھی معمولی سی مداخلت بھی نہیں کرنی کیونکہ یہ خطرناک ترین ایجنٹ ہیں اگر انہیں ذرا بھی شک ہو گیا تو یہ ہمیں پھنسی کی طرح ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔ اگر وہ اس مکان سے باہر نکلیں تو تم نے پھر بھی ان کی نگرانی کرنی ہے لیکن اس طرح کہ انہیں ذرا برابر بھی شک نہ ہو سکے۔ میں اپنے آدمیوں کے ساتھ فوری طور پر سو پور پہنچ رہا ہوں۔ جب میں وہاں پہنچوں تو تم نے مجھے نگرانی کی مکمل رپورٹ دینی ہے۔ زبرد فیر فرامسز اپنے پاس رکھ لینا تاکہ اگر جہیں ان کے پیچھے کہیں جانا پڑے تو میں تم سے رابطہ رکھ سکوں۔ ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ میرے وہاں پہنچنے تک کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس سے وہ مشکوک ہو جائیں۔..... ارجن نے تیز لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”میں سر آپ بے فکر رہیں سر۔ میں آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل کروں گا۔..... دوسری طرف سے انت سنکھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اپنا کوئی آدمی کلب میں بٹھانا تاکہ جب میں وہاں پہنچوں تو وہ میری رہنمائی اس مکان تک کر سکے۔..... ارجن نے کہا۔

”میں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ارجن نے رسیور رکھا اور

پھر تیزی سے دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر
جوش اور مسرت کے واضح آثار نمایاں تھے۔

کمرے کا دروازہ دھماکے سے کھٹکھٹا اور کمرے میں موجود عمران بے
اختیار چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ اپنے سامنے ایک نقشہ
رکھے بیٹھا ہوا تھا۔ دروازے سے صدیقی اندر داخل ہو رہا تھا۔

”کیا بات ہے جو اس طرح دھماکہ خیز انداز میں آ رہے ہو جیسے فلموں
کے ہیرو آتے ہیں؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سو ری بس اتفاقاً ہی زوردار انداز میں دروازہ کھل گیا۔ میں یہ اطلاع
دینے آیا تھا کہ اس گھر کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے۔“ صدیقی نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”نگرانی؟“ اودھ۔“ عمران نے چونک کر کہا اور حیرتی سے اٹھ
کھڑا ہوا۔

”میں اوپر والی منزل کی کھڑکی کے پاس کھڑا شہر کی عمارتیں دیکھ رہا تھا
کہ اچانک میری نظریں ایک مقامی آدمی پر پڑ گئیں جو سائیکل کی میں سوجو

درخت کے تنے سے لگا کھڑا ہمارے مکان کی طرف بڑے پراسرار انداز میں دیکھ رہا تھا۔ میں اس کا یہ انداز دیکھ کر جھٹکا اور پھر میں نے باقاعدہ تین طرف کی کھڑکیوں میں جا کر چٹنگ کی اور میں نے تین اور آدمیوں کو بھی چٹیک کر لیا۔ سلسلے کے رخ پر کچھ دور ایک درخت کے نیچے ایک کار بھی کھڑی ہے۔ اس میں بھی ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اور اس کی نظریں بھی اسی مکان کی طرف ہی ہیں۔..... صدیقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ اس کا مطلب ہے کہ ہماری ساری کوششوں کے باوجود یہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ باقی ساتھی کہاں ہیں۔..... عمران نے تنبیہ دلانے میں پوچھا۔

”وہ کھانا کھا کر آرام کر رہے ہیں اور یعقوب باہر گیا ہوا ہے۔..... صدیقی نے کہا۔

”ہاں وہ بیسوں کا بندوبست کرنے گیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔..... عمران نے کہا اور میز پر کھانا ہوا نقش اس نے اٹھا کر اسے جبر کر کے جیب میں ڈالا اور تیزی سے جردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی ان نگرانی کرنے والوں کو چٹیک کر چکا تھا۔

”مسلمہ خطرناک ہے۔ وہ یعقوب بھی نہا نے کہاں چلا گیا ہے۔ انجی جگہ ہے۔ ہم یہاں سے نکل کر بھی کہیں نہیں جاسکتے اور یہاں کوئی خفیہ راستہ بھی نہیں ہے۔..... عمران نے کہا۔

”عقبنی طرف جو آدمی موجود ہے۔ وہ اکیلا ہے، اسے اغوا کیا جاسکتا ہے اگر اسے اغوا کر لیا جائے تو اس سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ نگرانی پر کتنے

افراد ہیں اور کہاں کہاں موجود ہیں۔ پھر اس کے مطابق کوئی لائحہ عمل بنے کر نہیں گئے۔..... صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ باقی ساتھیوں کو ہوشیار کرو۔ اپنا سامان بھی اکٹھا کر لو ہو سکتا ہے ہمیں فوری طور پر یہ مکان چھوڑنا پڑے۔ میں اس آدمی کو اغوا کر کے لے آتا ہوں۔..... عمران نے کہا اور تیزی سے سیز جیوں کی طرف بڑھ گیا۔ عقبنی طرف چھوٹا سا پائیس بارگ تھا اور نیچے ایک جنگ سی گلی تھی مکان کے دائیں طرف دو سرا مکان تھا جب کہ تین اطراف کھلی ہوئی تھیں عمران عقبنی طرف کو بڑھتے بڑھتے تیزی سے مزار اور دوڑتا ہوا دائیں طرف والے مکان کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں مکانوں کی درمیانی دیوار زیادہ اونچی تھی اور دونوں مکانوں کے عقبنی طرف بارگ تھا۔ عمران نے اچھل کر دونوں باغ دیوار کے سرے پر رکھے اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر موجود تھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ دیوار پر رکھا اور پھر اندر کی طرف ٹپک کر نیچے اتر گیا۔ پھر وہ تیزی سے مکان کی سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا اس ساتھ والے مکان کے سلسلے کے رخ پر پہنچ گیا۔ سلسلے کے رخ بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ تیزی سے قدم بڑھاتا مکان کے اندر داخل ہوا تو ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا۔ جب کہ باقی کمروں کے دروازے بند تھے۔ کمرے کے کھلے دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے اندر جھانکا تو اس نے ایک بوڑھے سے آدمی کو چٹیک کر پھینٹے ہوئے دیکھا۔ وہ شاید سو رہا تھا۔ عمران دبے پاؤں اندر داخل ہوا اور اس نے جیب سے خشین پستل نکلا اور اسے نال کی طرف سے پکڑ کر اس نے اس سوئے ہوئے آدمی کے سر پر زور دار ضرب

آدی کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے دوڑا ہوا واپس اسی کھلے دروازے سے اندر بائیں بائیں آگیا۔ اس نے اندر سے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ دائیں طرف والے مکان کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ اگر اس کا کوئی ساتھی اسی گلی میں آئے تو کھلا دروازہ دیکھ کر اسے شک نہ پڑ سکے۔ بعد ازاں اس نے وہی مکان کی سیٹ دوسرے مکان میں موجود تھا۔ عمران کے ساتھیوں میں سے صرف صفدر اور حقوڑ بچے موجود تھے جبکہ باقی ساتھی اس مکان کی اوپر والی منزل پر ملے گئے تھے۔ تاکہ ساتھ والے مکان اور باہر موجود افراد کو کیڑا لگائی کر سکیں۔

عمران نے کاندھے پر لاوے ہوئے آدی کو نیچے فرش پر ڈالا اور پھر خود ہی اس نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ جب اس آدی کے جسم میں حرکت کا تاثر نمودار ہوا تو عمران سیہ جا ہو گیا۔ پھر جیسے ہی اس آدی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں عمران نے پیر اٹھا کر اس کی گردن پر مخصوص انداز میں رکھا اور ساتھ ہی پیر کو ہٹا دیا اور اس آدی کا اٹھنے کے لئے سمٹا ہوا جسم ایک جھکے سے سیہ جا ہو گیا اور اس کے دونوں بازو عمران کی لات پکڑنے کے لئے اٹھے لیکن میراس کی لات ٹیک بچنے سے چلے ہی واپس فرش پر جا گرے۔ اس آدی کے حلق سے غرغراہٹ کی آواز نکلنے لگی۔ اس کا کچھہرہ بری طرح سنبھو گیا تھا۔ عمران نے پیر کو زور لبا واپس موڑ دیا تو اس کے ساتھ ہی اس آدی کا کچھہرہ تیزی سے بحال ہونے لگ گیا۔

”کیا نام ہے تمہارا؟“ عمران نے خزا سے ہوئے پوچھا۔

لنگائی۔ اس آدی کا جسم چڑا اور اس کی بیچ ستانی دی لیکن عمران نے فوراً ہی دوسری ضرب لگا دی اور اس آدی کا پھر کتا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔

”مجبوری تھی بزرگوار۔“ عمران نے منہ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر مضمین پستل کو دھتے سے پکڑ کر وہ پوری کوٹھی میں گھوم گیا، لیکن اس بوڑھے کے سوا اور کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران ایک بار پھر درمیانی دیوار پھانڈ کر کھینچنے والے اپنے مکان میں داخل ہوا اور دوڑتا ہوا سانس کے دریا سے ہو کر اندر پہنچ گیا۔ اس کے سارے ساتھی وہاں موجود تھے۔

”ساتھ والے مکان میں ایک بوڑھا موجود تھا۔ میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ اب تم سب درمیانی دیوار پھانڈ کر اس مکان میں چلے جاؤ۔ میں نگرانی کرنے والے کو بھی وہیں لے آؤں گا۔ اس طرح ہم فوری رہنے سے بچ جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر تیزی سے ساتھ لگی کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے ساتھ لگی کی طرف آئے۔ عمران نے عقبی دیوار میں موجود دروازہ کھولا اور پھر اس طرح باہر آگیا جیسے ٹہلنے کے لئے نکلا ہوا اسے معلوم تھا کہ گلی کے کونے میں موجود کوڑے کے ڈرام کے پیچھے نگرانی کرنے والا موجود ہے وہ اسی طرح ٹہلتا ہوا اس ڈرام کے سانسے سے گزرنے لگا لیکن ذرا سا آگے جاتے ہی وہ بھلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے کچے ڈرام کے پیچھے موجود آدی کراہتا ہوا اچھل کر فرش پر گرا۔ اس نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کی لات پھلی اور کھینچ پھرنے والی ضرب نے اسے ساکت کر دیا۔ عمران نے مضمین پستل جیب میں ڈالا اور جھک کر اس

سنگھ کی کمزوری پر پوری قوت سے بڑا اور انت سنگھ کا چہرہ ہوا جسم ہلکتا ساکت ہو گیا۔ عمران نے مرکز اور اوپر دیکھا اور پھر اس نے مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو گلی کے سرے پر موجود اس کے ساتھی تیزی سے پھٹے ہوئے آگے بڑھے اور سڑک کر اس کر کے کار کی طرف آنے لگے۔ اسی دوران تنور نے انتہائی پھرتی سے بے ہوش انت سنگھ کو گھسیٹ کر حقیقی سیٹ کے سامنے والے نظام میں ڈال دیا۔

”تم..... اوپر اوپر چپ چاؤ میں انت سنگھ کو کار سمیت کوٹھی کے اندر لے جا رہا ہوں۔ اس کا جسم مجھ سے ملتا ہے اور میں نے اس کی آواز اور لہجہ بھی سن لیا ہے۔ میں اس کا مسلک کر کے باہر آؤں گا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس دوران وہ ارجن جہاں پہنچ جائے اس لئے تم نے پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ اگر یہ لوگ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے کوئی خطرہ ہو تو بے شک گولیوں سے اڑا دیتا.....“ عمران نے لپٹے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تنور کو اس نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور تنور کے بیٹھے ہی اس نے کار تیزی سے آگے بڑھائی اور اسے اس کوٹھی کے گیٹ کی طرف لے گیا جس میں انہوں نے جبری قبضہ کیا تھا۔ عمران نے جیسے ہی کار پھانک کے قریب روکی، تنور تیزی سے نیچے اتر اور اس نے آگے بڑھ کر پھاٹک کو دھکیل کر کھول دیا۔ عمران کی ہدایت پر صفدر بیٹھ ہی اندر کا کٹھ پتلا تھا اس لئے تنور کے دھکیلنے سے پھاٹک کھلتا پلایا اور عمران تیزی سے کار اندر پورے میں لے گیا۔ تنور نے پھاٹک بند کیا اور پھر دوڑتا ہوا پورے کی طرف آیا۔

جل رہے تھے جیسے ہمیں کے باشندے ہوں۔ سڑک کر اس کر کے وہ دوسری طرف فٹ پاتھ پر پھٹے ہوئے اس طرف کو بڑھنے لگے بعد وہ کار موجود تھی۔ کار کے اندر ابھی تک ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے باقی ساتھیوں کو کہہ دیا تھا کہ جب تک وہ کار تک پہنچیں سائیڈ میں موجود دو آدمیوں کا فائدہ کر کے وہ گلی کے سرے پر پہنچ کر رک جائیں۔ کیونکہ کار میں موجود آدمی انت سنگھ تھا اور وہ اسے چوٹ لگانا نہ چاہتا تھا۔ عمران اور تنور اطمینان سے پھٹے ہوئے اور آپس میں باتیں کرتے ہوئے اس کار کے قریب پہنچ گئے۔

”وہ انت سنگھ تم.....“ پھاٹک عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے لپٹے میں کہا جیسہ وہ کسی پرانے دوست کو دیکھ کر چونک بڑا ہو اور کار میں بیٹھا ہوا آدمی جو تک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں احمیت تھی اور ہرے پر حیرت۔

”تم۔ تم کون ہو۔ میں نے تو تمہیں نہیں پہچانا.....“ انت سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کمال ہے.....“ اپنے بچپن کے دوست کو نہیں پہچانتے انت سنگھ..... عمران نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ انت سنگھ کچھ سمجھتا، عمران کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا اور انت سنگھ کی کینٹیئر اس نے مخصوص انداز میں گھونسا مار دیا۔ انت سنگھ چیخ کر جیسے ہی دوسری طرف کو گرا دوسری طرف موجود تنور کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں موجود دھتیں پھٹل کا دستہ انت

”جہارا نام انتنت سنگھ ہے اور تم راجہ رمل کلب کے مالک ہو۔ یو لو میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔“..... عمران نے پیر کو ذرا سا واپس کرتے ہوئے سر دھجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ مگر۔ تم۔ تم یہ پیر ہٹاؤ میں سر رہا ہوں۔ اوہ پیر ہٹاؤ یہ کہنا عذاب ہے۔ میری روح بھی تڑپ رہی ہے۔“..... انتنت سنگھ نے اچھائی تکلیف بھرے لہجے میں الگ الگ کر کہا۔

”ارجن نے جہیں کیا کہا تھا اور کب آ رہا ہے وہ پوری تفصیل بتاؤ ورنہ۔“..... عمران کا لہجہ جھٹلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا اور ساتھ ہی اس نے پیر کو واپس گھما دیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتانا ہوں رک جاؤ پیر ہٹاؤ۔“..... انتنت سنگھ کی حالت اچھائی تیزی سے بگڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے منہ سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر اور رک رک کر نکل رہے تھے اور عمران نے پیر کو واپس کر دیا اور انتنت سنگھ نے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیے۔

”ارجن سیکشن چیف نے مجھے فون کیا تھا۔ میرا تعلق بلیک ہاؤنڈ سے ہے اور میں سو پور کا انچارج ہوں۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اس کا آدمی ہمارے میرے پاس آ رہا ہے اور وہ سات اچھائی خطرناک ہتھیاروں کا گچھا کر رہے ہیں اور یہ ساتوں سو پور کے ایک مسلمان عبدالرحمن کے خالی مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں اس مکان کی نگرانی کروں اور اپنے پاس زیر نرا سمیڑ رکھ لوں۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھپ رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اپنا آدمی کلب میں چھوڑ آؤں اور ارجن

”اس بوڑھے کو چیک کر دو کہیں ہوش میں نہ آ گیا ہو۔ میں اس دوران میک اپ کر لوں۔ اور سنو خیال رکھنا بوڑھا بے گناہ ہے اس نے اسے مرنا نہیں چاہیے۔“..... عمران نے کہا اور پھر کار کا عقبی دروازہ کھول کر اس نے انتنت سنگھ کو باہر کھینچا اور اسے کاندھے پر لاؤ کر تیزی سے عمارت کے اندر ایک بڑے کمرے میں لے آیا جہاں اس کا اور اس کے ساتھیوں کا سامان موجود تھا۔ عمران نے بے ہوش انتنت سنگھ کو فرش پر لیٹے ہوئے قالین پر لیٹا کر دھکیلے میں سے ہاسک میک اپ باکس نکال کر رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک ہاسک نکال کر اس نے تیزی سے اسے سر اور ہرے پر چڑھایا اور دونوں ہاتھوں سے اسے تھپتھپاتا شروع کر دیا۔ باکس کے ساتھ چھوٹا سا آئینہ موجود تھا اور عمران کی نظریں اس آئینے پر جمی ہوئی تھیں چند لمحوں بعد اس کا ہرہ تقریباً انتنت سنگھ جیسا ہو گیا تھا۔ اس نے انتنت سنگھ کا لباس انارکے کی کوشش نہ کی تھی کیونکہ وہ بھی عام سا لباس پہنے ہوئے تھا۔

”وہ بوڑھا بے ہوش ہے اور میں نے چیک کیا ہے اسے ابھی دو تین گھنٹے مزید ہوش نہیں آ سکتا۔“..... اسی لمحے طور نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتے ہوئے قالین پر بے ہوش بڑے انتنت سنگھ پر جھک گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کیا اور جب انتنت سنگھ کو ہوش آنے لگا تو وہ سیدھا ہو گیا۔ انتنت سنگھ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولی ہی تھیں کہ عمران نے پیر اس کی گردن پر رکھ کر اسے آہستہ سے گھما دیا۔

کے وہاں پہنچنے پر اس کی رہنمائی کہاں کرے گا۔ چنانچہ میں اپنے ساتھیوں سمیت وہاں آگیا۔

”ارجن کاقد و قامت اور حلیہ کیا ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔
”مجھے نہیں معلوم میں اس سے پہلے کبھی نہیں ملا“..... انت انت سنگھ نے جواب دیا۔

”وہ کہاں ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ مجھ سے مل کر دائیں سو پور میں واقع اپنے گھر میں چلا گیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ اسے اپنی بیوی کی اچانک بیماری کی اطلاع ملی تھی۔ وہ بس پر سو پور آ رہا تھا کہ اس نے سات آدمیوں کو مشکوک انداز میں بس میں بیٹھے چیک کیا اور پھر وہ ساتوں سو پور میں اترے اور بس میں انہی تھے لیکن بس سے اترنے کے بعد وہ آپس میں باتیں کرتے رہے جس پر اس کا شک یقین میں بدل گیا کہ یہی پاکیشانی مہنت ہیں۔ اس نے اس نے ان کا تعاقب کیا اور جب وہ عبدالرحمن کے خالی مکان میں پہنچے تو اس نے فون پر ہیف ارجن کو اطلاع دی۔ وہ مجھ سے مل کر اپنے گھر چلا گیا۔“..... انت انت سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”مہاشے کا حلیہ کیا ہے اور جس آدمی کو تم ہوٹل میں چھوڑ آئے تھے اس کا حلیہ کیا ہے؟“..... عمران نے پوچھا اور جواب میں انت انت سنگھ نے حلیہ بتا دیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے چر کو تیزی سے موڑا اور ہندو لوگوں میں ہی انت انت سنگھ کی آنکھیں اور پرچہ گئیں وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کے لباس کی لکاشی لی اور زبرد وراثت سیر نکال لیا۔

”آؤ تھوڑا“..... عمران نے تیزی سے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور وہ دونوں دوڑتے ہوئے پورچ میں آئے اور ہندو لوگوں بعد عمران کا چلنا ہوا چھانک کے قریب پہنچا جب کہ تھوڑا دیر ہوا چھانک تک آیا تھا۔ اس نے چھانک کھولی دیا اور عمران نے کار باہر نکالی اور روک دی اور تھوڑے چھانک بند کیا اور دوڑ کر وہ سائٹی سیٹ پر پہنچ گیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ ہندو لوگوں بعد وہ کار اس پگ پر روک چکا تھا جہاں پہلے کار کوڑی تھی۔ عمران اور تھوڑا روک کر نیچے اتر آئے تھے اور عمران نے اوپر اوپر دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو بلانے کے لئے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کیا اور ہندو لوگوں بعد اس کے سارے ساتھی اوپر اوپر سے نکل کر اس کے قریب پہنچ گئے۔

”ارجن اپنے ساتھ نہانے کتنے آدمی لے آئے۔ اوپر یعقوب بھی غائب ہے۔ وہ بھی کسی لمحے واپس آسکتا ہے اس لئے صفدر تم دائیں طرف اس موڑ پر پہنچ کر روک جاؤ جہاں سے اس علاقے میں داخل ہوا جاتا ہے اور جیسے ہی یعقوب نظر آئے تم نے اسے وہیں روک دینا ہے۔ باقی ساتھی اوپر اوپر چھپ جائیں۔ صدیقی اور نعمانی ساتھ والی کو فنی میں جائیں گے اور وہاں موجود انت انت سنگھ کی لاش کو اٹھا کر ساتھ والی اصل کو فنی میں پھینک دیں گے۔ میں ارجن کو اس ساتھ والی کو فنی میں لے جاؤں گا۔ وہاں سے سامان بھی اٹھا لینا صرف وہ بے ہوش ہوڑا وہاں بڑا ہے گا۔ اپنے ہتھیار تیار کر لینا۔ جیسے ہی میں زبرد کاشن دوں۔ تم نے ارجن کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دینا ہے میں صرف ارجن کو زندہ بچڑنا چاہتا ہوں۔ سائیکل سرنگے

چھوڑ آیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اسے ذہنی طور پر بریطانی سی ہوئی کہ اس نے لباس کیوں نہ تبدیل کیا لیکن دوسرے لمحے وہ سنبھل گیا۔

”وہ غراب ہو گیا تھا اس لئے میں نے تبدیل کر لیا۔“..... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”جہاں نام انت منت سنگھ ہے۔ میں ارجن ہوں۔“..... ایک لمبے ترنگے آدمی نے تیزی سے انت منت سنگھ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا یہ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ سے اتر اٹھا اور چونکہ کار کی دوسری طرف سے اتر اٹھا اس لئے گھوم کر عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

”اوہ ہاس آپ آگئے۔“..... عمران نے انتہائی متوجہانہ لہجے میں جواب دیا۔ ظاہر ہے آواز اور بچہ انت منت سنگھ کا ہی تھا۔ عقبتی سیاہ رنگ کی کار سے چار مسافر ابھی نچھ اتر آئے تھے۔

”کیا پوزیشن ہے۔“..... ارجن نے قریب آکر عمران سے پوچھا۔

”دو سب اندر ہیں۔ میرے آدمی کو فحشی کے چاروں طرف موجود ہیں۔

وہ سلسلے کو فحشی ہے۔“..... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ساتھ والی کو فحشی کی طرف اشارہ کر دیا۔

”کو فحشی کے اندر کیسے پھول گاڑ کرو۔ جلدی کرو۔“..... ارجن نے تیزی سے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور ان میں سے دو آدمی تیزی سے سرکڑ کر اس کر کے اس کو فحشی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”کہتے آدمی ہیں جہاں سے نگرانی کرنے والے۔“..... ارجن نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

ریو اور استعمال کرتا اور کوشش کرنا کہ سارا کام ٹھانوسی سے ہو جائے اور دو آدمیوں کے چلنے سن لو۔ ان میں سے ایک کا نام مہاشے ہے۔ اس آدمی نے ہمیں چنیک کیا ہے اور وہ انت منت سنگھ کو پہچانتا ہے۔ دوسرے کا نام تو معلوم نہیں لیکن وہ انت منت سنگھ کا ساتھی ہے۔ وہ ارجن کے ساتھ یہاں ٹنکے گا۔ وہ آدمی انت منت سنگھ اور اس کے سب ساتھیوں کو پہچانتا ہے، اس لئے وہ ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔ جب تک یہ آدمی آف نہ ہو جائے تم میں سے کسی نے سلسلے نہیں آنا۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مہاشے اور دوسرے آدمی کا چلنے تفصیل سے بتا دیا اور سارے ساتھی تیزی سے واپس جانے لگ گئے۔

عمران دوبارہ کار میں بیٹھ گیا جب کہ تین ایک ساتھی پر موجود ایک بڑے سے ڈرم کی لوث میں جا کر رک گیا۔ اب عمران اکیلا کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ تقریباً دس پندرہ منٹ بعد عمران ایک میس میں دور سے دو کاروں کو انتہائی تیز رفتاری سے اپنی طرف آتے دیکھ کر چونک پڑا۔ چند لمحوں بعد آگے والی سرخ رنگ کی کار اس کی کار کے قریب آکر رک گئی جب کہ اس کے عقب میں موجود سیاہ رنگ کی کار اس کے پیچھے رک گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے سفید رنگ کی کار کے دروازے کھلے اور چار آدمی باہر آگئے۔

”ہاس آپ کا لباس تبدیل ہو گیا ہے۔“..... سفید کار کی عقبتی سیٹ سے اترنے والے آدمی نے حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا اور عمران اسے دیکھتے ہی کچھ گیا کہ یہی وہ انت منت سنگھ کا ساتھی ہے جسے وہ ہوٹل میں

کاروں کے پاس ارجن کے ساتھی ابھی تک کھڑے ہوئے تھے۔ وہ سب عمران کی طرف ہی متوجہ تھے۔

”تم میرے ساتھ آؤ۔ اور تم جیسے رکو گے۔“ عمران نے قریب پہنچ کر انت سنگھ کے اس ساتھی کو لوپتے ساتھ آنے کے لئے کہا جسے انت سنگھ ہوٹل میں چھوڑ کر آیا تھا اور جس نے آتے ہی عمران کے لباس پر حیرت کا اظہار کر دیا تھا۔

”لیں یاس۔“ اس آدمی نے کہا اور عمران واپس مڑ گیا وہ آدمی اس کے پیچھے تھا۔

”چلو اندر چیف ارجن تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔“ عمران نے پھاٹک میں داخل ہوتے ہی اس آدمی سے کہا اور خود اس نے پھاٹک بند کرنا شروع کر دیا۔ وہ آدمی ایک لمحے کے لئے حیرت سے عمران کو ایسا کرتے دیکھتا رہا پھر کھڑے ایچا کر مڑا اور تیزی سے عمارت کی اندرونی طرف کو بڑھنے لگا۔ شاید حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ انت سنگھ نو پھاٹک بند کر رہا تھا، لیکن پھر شاید اس نے کوئی بات نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ عمران نے پھاٹک بند کیا اور پھر تیزی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ اس کا ہاتھ ایک بار پھر کوٹ کی جیب میں تھا اور پھر جیسے ہی وہ آدمی پورچ میں داخل ہوا عمران کا ہاتھ باہر آیا اور ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی اس کی پشت پر پڑی اور وہ جھٹکا ہوا جھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔ اور نیچے گرتے ہی اس نے جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران نے دوسرا فائر کر دیا اور دوسری گولی کھا کر وہ آدمی ایک بار پھر نیچے گرا اور ساکت ہو گیا

ان کے پیچھے تھا۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمحے ٹھک ٹھک کی آوازوں کے ساتھ ہی ارجن کے پیچھے پلٹے والے دونوں آدمی پچھتے ہوئے اچھل کر آگے جانے والے ارجن پر جا گرے اور ارجن کے حلق سے بھی جھنجھکی اڑی اور وہ اچانک دھکائیے سے اچھل کر تیزی سے آگے بڑھا ہی تھا کہ عمران زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ آگے بڑھتا ہوا ارجن کے سر پر پہنچ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ ارجن سنبھل کر مڑتا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ارجن بری طرح جھٹکا ہوا اچھل کر زبرداری کی سائیڈ دیوار سے کسی گھنٹہ کی ٹکر لیا اور پھر جیسے ہی نیچے گرا۔ عمران کی ثابت حرکت میں آئی۔ ارجن دوسری ضرب کھا کر جھٹکا ہوا ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران تیزی سے جھٹکا اور اس نے بے ہوش ارجن کو گھسیٹ کر اپنے کاندھے پر لاوا اور تیزی سے بڑے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ارجن کو وہاں فرش پر ڈالا اور پھر اس کی جھٹک کھول کر اس نے ارجن کے دونوں بازو اس کی پشت پر کر کے جھٹک سے انہیں باندھ دیا۔ اور پھر تیزی سے مڑا اور پھاٹک ہوا واپس پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔ ارجن کے دونوں ساتھیوں کی لاشیں زبرداری میں ہی پڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے جو تک ان کی پشت پر ایسی جگہ پر فائر کئے تھے کہ گولیاں ان کے دلی تک زیادہ راست پہنچ گئی تھیں اس لئے عمران کو معلوم تھا کہ وہ زیادہ دیر تک تڑپ بھی نہ سکے ہوں گے اس لئے عمران نے پہلے ہی اور واپس کے وقت بھی ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی تھی۔ چند لمحوں بعد عمران پھاٹک پر پہنچ گیا پھاٹک کھٹا ہوا تھا۔ عمران باہر آیا اور تیزی سے کاروں کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا اور واپس پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔ وہ اس آدمی کو اس لئے ساتھ لے آیا تھا کیونکہ اس نے خود اپنے ساتھیوں کو ہدایت دی تھی کہ جب تک یہ آدمی آف نہ ہو جائے وہ سلسلے نہ آئیں گے کیونکہ وہ انتہائی سنگین کاساتھی تھا اور ظاہر ہے اس کے آدمیوں کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے۔ عمران کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی وہ ہوشیار ہو جائے۔ ساتھ پھاٹک کے ساتھ ستون کی آڑ میں رک کر عمران نے کاروں کی طرف دیکھا۔ ارجن کے ساتھی ابھی تک کاروں کے قریب موجود تھے لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی ادھر ادھر سے نکل کر اگلی طرف بٹھکے دیکھ لیا تھا۔ اور پھر اچانک اسے دور سے ان افراد کے چھٹنے کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب ہی اچھل کر نیچے گرنے لگے سڑک کی طرف کاریں تھیں جب کہ وہ سب دوسری طرف کھڑے تھے اور سڑک بھی خالی پڑی ہوئی تھی اور چند لمحوں بعد عمران کے ساتھی ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ ایک بار پھر ٹھک ٹھک کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی جاری ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں نے کاروں کے دروازے کھول کر زمین پر پڑے ہوئے افراد کو اٹھا اٹھا کر کاروں کے اندر ڈالنا شروع کر دیا۔ سارا کام انتہائی خاموشی اور تیزی سے کیا جا رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں عمران کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

کاریں ادھر ہی لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے پھاٹک سے باہر نکل کر اونچی آواز میں کہا اور واپس سڑک پر اس نے خود ہی بند پھاٹک کھولنا شروع کر

دیا۔ پھاٹک کھول کر وہ تیزی سے مڑا اور اندرونی طرف کو بڑھ گیا جہاں ارجن بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ جب وہ اس کمرے میں داخل ہوا تو اس نے ارجن کے جسم میں حرکت کے آثار دیکھے۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا۔ اسی لمحے باہر سے کاروں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران خاموش کھڑا رہا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔ تم۔ تم انتہائی سنگین۔ یہ میرے ہاتھ۔۔۔۔۔“ ارجن نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انتہائی سنگین اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ جہاز کے ساتھی بھی لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں ارجن۔۔۔۔۔“ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا تو ارجن بے اختیار اچھل کر کھڑا ہونے کی کوشش میں دھماکے سے واپس فرش پر گر گیا۔

”بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ کھڑے ہونے کے لئے خصوصی ٹریننگ کی ضرورت ہے ارجن اور تم تو اس قدر اناڑی ہو کہ میرے ساتھ اتنی دیر کھڑے رہے ہو لیکن میرا سبک میک اپ ہی عجیب نہیں کر سکے اور نہ ہی لباس والے پوائنٹ پر تم جھوٹے۔۔۔۔۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم پاکستانی ایجنٹ ہو۔ کیا تم عمران ہو۔۔۔۔۔“ ارجن نے اس بار انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا البتہ اس نے کھڑے ہونے کی کوشش نہ کی تھی۔

”ہاں میرا نام عمران ہے۔۔۔۔۔“ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے

عمران کے ساتھی اندر داخل ہوئے تو عمران ان کے ساتھ صعدہ کو دیکھ کر چونک بڑا۔

”تم آگئے۔ یعقوب کہاں ہے؟“..... عمران نے صعدہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”وہ بھی آگیا ہے۔ وہ جب پر آ رہا تھا کہ میں نے اسے روک لیا اور پیرام جب لے کر کاروں سے کچھ فاصلے پر رک آگئے اور جب مشن مکمل ہو گیا تو ہم جب سمیت آگئے۔“..... صعدہ نے جواب دیا اور اسی لمحے یعقوب بھی اندر داخل ہوا۔

”انہوں نے ہمارا پتہ کیسے چلا لیا؟“..... یعقوب نے حیرت سے عمران اور پیرامین پر دیکھے ہوئے ارجن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں وہ ہمارے تو ابھی باہر ہے۔ کہیں وہ اچانک آکر مشکوک نہ ہو جائے اور مقامی فوج کو ہم پر چڑھا لائے۔ اسے چیک کرو۔“.....

یعقوب کی بات سنتے ہی عمران نے کہا اور پیرام سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا، اچانک باہر سے ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا بدن کسی ٹوکی طرح گھومتا لگا ہو وہ بے اختیار لڑکھاتا ہوا نیچے گرے اور نیچے گرتے وقت اس نے کمرے میں موجود اپنے ساتھیوں کو بھی لڑکھاتے ہوئے نیچے گرتے دیکھ لیا تھا۔

عمران نے بے اختیار سانس روک لیا تھا لیکن اس کا ذہن مسلسل اور تیزی سے محموم رہا تھا لیکن عمران ابھی تک بے ہوش نہ ہوا تھا۔ وہ اپنے ذہن کو سنبھالنے کی مسلسل بھرپور کوشش میں مصروف تھا۔ کیونکہ اسے بھی

لہم تھا کہ اگر وہ اب بے ہوش ہو گیا تو پھر شاید قیامت کے دن ہی اس کا بچہ کھلے گی۔ آہستہ آہستہ اس کی کوشش کا سیلاب ہونا شروع ہو گئی، ذہن میں تیزی سے گھومتے والے ٹوکی رفتار کم ہونا شروع ہو گئی۔ ہنس اس نے روک رکھا تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ اپنے ذہن پر کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

”اودہ اودہ پاس ارجن۔ اودہ۔ اودہ۔“..... آنے والے نے پچھتے ہوئے کہا اور تیزی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فرش پر بیڑے سے بیڑے انداز میں پڑے ہوئے جسموں کو پھلانگتا ہوا ارجن کی طرف بڑھا اور اس نے حلق کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا یہ تھا کہ عمران نے آہستہ سے سانس لیا اس آدمی کے چہرے پر چونکہ گیس باسک موجود نہ تھا، اس لئے وہ کچھ مٹیا تھا کہ سبہ ہوش کر دینے والی ایسی گیس کا فائز کیا گیا تھا جو انتہائی زور اثر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اثرات بھی فوراً ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لمحے وہ آدمی تیزی سے سیڑھا ہوا اور پیرامزمر کر کے میں پڑے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں مضمین گن تھی اور عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ ہمارا ہے۔

”پاس تو سبہ ہوش ہیں اور انہیں ہوش میں آنے میں وقت لگے گا۔“..... ہمارے نے ہونٹ کاٹتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔

”یہ انتہائی نقصانناک کیمیائی دھبٹ ہوں گے جنہوں نے اتنت سنگھ اور ہاں دونوں کو اغوا کر لیا۔ انہیں ختم ہونا چاہئے۔“..... ہمارے نے

فیصلہ کن لمحے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی مٹھین گن اس نے عمران کے ساتھ بڑے ہونے اس کے ساتھیوں کی طرف سیدھی کی ہی تھی کہ عمران نے کھلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھا کر اس کی ٹانگ پکڑ کر جھٹکا دیا اور مہاشے بے اختیار چپ کر پشت کے بل نیچے گر پڑی تھی کہ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مہاشے اٹھتا، عمران کی لٹ گھولی اور مہاشے کے حلق سے گرناک چپ ٹھٹھ اور وہ ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کی لٹ اس لئے پکڑ کر کھینچی تھی کہ عمران جس پوزیشن میں بڑا ہوا تھا اس پوزیشن میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہوتا تھا۔ اور وہ مہاشے پر لیٹے لیٹے جب لگا سکتا تھا اور اگر عمران ایسی کوشش کرتا تو یقیناً مہاشے مٹھین گن کا رینگہ اس وقت میں دبا چکا ہوتا اور نتیجہ یقیناً عمران اور اس کے فرش پر بڑے ہونے بے ہوش ساتھیوں کے حق میں اچھا نہ نکلتا۔ اس نے فوری طور پر عمران نے بازو کو حرکت دے کر اسے نیچے گرایا اور اٹھنے کے لئے ضروری وقفہ حاصل کر لیا۔ عمران مہاشے کے بے ہوش ہوتے ہی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ مہاشے اکیلا آیا ہے یا باہر اس کے ساتھی بھی موجود ہیں لیکن باہر کاریں موجود تھیں لیکن کوئی آدمی نہ تھا۔ چھانک کھلا ہوا تھا۔ عمران کے ساتھیوں نے اسے بعد نہ کیا تھا۔ اور شاید اسی وجہ سے مہاشے کو اندر کا صورت حال کا علم ہو گیا تھا اس نے پھانک کے باہر آکر بھی جائزہ لیا ماحول پر سکون تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے چھانک کیا اور پھر واپس مڑ کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس کمرے میں جہاز

کے ساتھی ار جن اور مہاشے بڑے ہونے تھے۔ جانے کی مہاشے وہ تیز باہم اٹھا تا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ بوڑھا بے ہوش بڑا ہوا مہاشے بے اختیار چپ کر پشت کے بل نیچے گر پڑی تھی کہ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مہاشے اٹھتا، عمران کی لٹ گھولی اور مہاشے کے حلق سے گرناک چپ ٹھٹھ اور وہ ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کی لٹ اس لئے پکڑ کر کھینچی تھی کہ عمران جس پوزیشن میں بڑا ہوا تھا اس پوزیشن میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہوتا تھا۔ اور وہ مہاشے پر لیٹے لیٹے جب لگا سکتا تھا اور اگر عمران ایسی کوشش کرتا تو یقیناً مہاشے مٹھین گن کا رینگہ اس وقت میں دبا چکا ہوتا اور نتیجہ یقیناً عمران اور اس کے فرش پر بڑے ہونے بے ہوش ساتھیوں کے حق میں اچھا نہ نکلتا۔ اس نے فوری طور پر عمران نے بازو کو حرکت دے کر اسے نیچے گرایا اور اٹھنے کے لئے ضروری وقفہ حاصل کر لیا۔ عمران مہاشے کے بے ہوش ہوتے ہی تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ وہ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ مہاشے اکیلا آیا ہے یا باہر اس کے ساتھی بھی موجود ہیں لیکن باہر کاریں موجود تھیں لیکن کوئی آدمی نہ تھا۔ چھانک کھلا ہوا تھا۔ عمران کے ساتھیوں نے اسے بعد نہ کیا تھا۔ اور شاید اسی وجہ سے مہاشے کو اندر کا صورت حال کا علم ہو گیا تھا اس نے پھانک کے باہر آکر بھی جائزہ لیا ماحول پر سکون تھا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے چھانک کیا اور پھر واپس مڑ کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس کمرے میں جہاز

”ہاں.....“ عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے سارے ساتھی ہوش میں آ گئے۔

”تم لوگوں نے ایک غلطی کی اور اس کا یہ خیر باد بھٹکتا پڑا۔ اور اگر میں اپنے ذہن کو سنبھال لینے میں کامیاب نہ ہو جاتا تو شاید یہ غلطی آخری غلطی بن چکی ہوتی.....“ عمران نے کہا اور اس کے سارے ساتھی چونک پڑے۔ غلطی..... کیسی غلطی.....“ حنور نے حیران ہو کر کہا۔

”تم نے پھانک بد نہیں کیا تھا۔ اس لئے یہ مہاشے سیدھا اندر آ گیا.....“ عمران نے جواب دیا۔

”سو دی پرنس۔۔۔ یہ غلطی مجھ سے ہوئی ہے۔ آخر میں میں جیب سے چرا تھا.....“ یحیٰی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

”اب اس مہاشے سے پوچھنا چاہئے کہ اس نے یہ سب کارروائی کس طرح سرانجام دی.....“ عمران نے کہا اور مہاشے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے چونکہ عمران نے ضرب لگا کر بے ہوش کیا تھا۔ اس لئے اسے ہوش میں لانے کے لئے عمران نے وہی پرانا ناوک اور منہ بند کرنے والا طریقہ استعمال کیا اور چند لمحوں بعد ہی مہاشے نے کر لہتے ہوئے آنکھیں کھول لیں۔

”تم عین وقت پر کیسے پہنچ گئے تھے مہاشے.....“ عمران نے انت انت سنجھ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم۔۔۔ تم انت سنجھ ہو۔ اور ان پاکیشیائی پیمائشوں کے ساتھ۔۔۔ یہ تو.....“ مہاشے نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اس پر اسرار جگر کی کچھ ہی

اس مخصوص گھیس کے اثرات سادہ پانی سے بھی دور کئے جاسکتے تھے اور ترکیب اس کی ذاتی ریسرچ کا نتیجہ تھا۔ درندہ تو اس گھیس کو سانس کی طرح ایک مخصوص دوا سے ہی دور کیا جاسکتا تھا۔ لیکن چونکہ عمران کو اپنے ہر مشن کے دوران بے ہوش کر دینے والی گھیسوں سے اکثر سہارہ پڑتا رہتا تو اس لئے فرصت ملتی ہی وہ خصوصی ٹائپ کی گھیسوں پر باقاعدہ ریسرچ کر رہا تھا۔ باقی روم میں موجود ایک جگہ کو اس نے پانی سے بھرا اور پل واپس آ کر اس نے اپنے ساتھیوں کے جبڑے پہنچ کر باری باری ان کے حلق میں پانی انڈلنا شروع کر دیا۔ سب ساتھیوں کے حلق میں پانی انڈیل کر اس نے ایک طرف رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ نتیجہ چھپا ہونے میں کم از کم پانچ منٹ لگ جائیں گے اس لئے وہ مطمئن کھڑا تھا۔ پھر واقعی پانچ منٹ بعد ایک ایک کر کے اس کے ساتھی ہوش میں آنے لگے۔

”یہ۔۔۔ کیا ہوا تھا۔۔۔ یہ اچانک.....“ سب سے پہلے صفدر نے ہوش میں آکر اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہماری قسمت میں ہی شاید اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ دیا ہے کہ ہماری ٹوٹی سے زیادہ زندگی بے ہوشی میں گزرے گی اور باقی آدمی سے کم بے ہوش ہونے کی کوشش میں.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر بھی خنس پڑا۔

”اوہ یہ شاید اس آدمی کی کارروائی تھی.....“ صفدر نے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہوئے کرسی پر بندھے بیٹھے مہاشے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

شہ آ رہی ہو۔

"یہ میرے ساتھی ہیں۔ پاکیشیائی بہنٹ نہیں ہیں۔ پاکیشیائی بہنٹ تو نکل گئے ہیں"..... عمران نے جواب دیا۔

"اودہ پھر باس ارجن بندھے ہوئے ہیں اور تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ کھلو مجھے"..... مہاشے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری مہاشے چیف باس کے حکم پر ایسا کیا گیا ہے"..... عمران نے جواب دیا۔

"چیف باس کیا مطلب کون چیف باس"..... مہاشے نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"بلیک ہاؤنڈز کا چیف باس۔ لیکن ایک شرط پر میں کہیں اور باس ارجن کو دبا کر سکتا ہوں کہ تم بچلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم اچانک اندر کیسے آ گئے۔ یہ وہ کوٹھی تو نہیں ہے جس میں پاکیشیائی بہنٹ تھے"..... عمران نے کہا۔

"میں گھر سے دایرے آیا۔ میں نے کارمیں دوی اور حالات معلوم کرنے جہاں آیا تو اصل کوٹھی پر خاموشی طاری تھی جب کہ اس کوٹھی کا ہمارا کھلا ہوا تھا۔ اندر کاریں موجود تھیں۔ باس ارجن کی کار کو میں پہچانتا ہوں۔ جب میں اندر آیا تو میں نے کاروں میں باس ارجن کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں تو میں سمجھ گیا کہ اندر پاکیشیائی بہنٹ موجود ہیں۔ باس کی کار کے ڈیش بورڈ میں بے ہوش کر دینے والی گیس والا پمپل ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ میں نے کار کی کھلی کڑکی سے ہاتھ

دال کر ڈیش بورڈ کھولا۔ اس میں پمپل موجود تھا میں نے اسے نکالا اور اندر فائر کر دینے۔ مجھے اس پمپل کی کارکردگی کا علم ہے۔ اس میں موجود کیسپوں سے نکلنے والی گیس انتہائی زود اثر ہوتی ہے اور فوری طور پر اس کے اثرات بھی ختم ہو جاتے ہیں پتا نہ چھوڑنے کے بعد منٹ بعد میں اندر آیا تو یہاں کمرے میں تم سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ باس ارجن کے بازو عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ میں یہی سمجھا کہ یہ پاکیشیائی بہنٹ ہیں اور انہوں نے کہیں اور باس ارجن کو پکڑ لیا ہے۔ پتا نہ چھوڑنے میں نے انہیں ہلاک کرنے کا فوری فیصلہ کیا۔ مگر پھر تم نے غلامی میری ٹانگ کھینچی میں گرا تو تم نے لات ماری اور میں بے ہوش ہو گیا".....

مہاشے نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اکیلے آئے تھے"..... عمران نے منہ

بٹاتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں"..... مہاشے نے چونک کر پوچھا۔

"تصور۔ ارجن کا منہ کھول کر اس کے حلق میں پانی ڈالو".....

عمران نے مہاشے کی بات کا جواب دینے کی بجائے مڑ کر تصور سے اپنے

اصل لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا تم انت سمجھ نہیں ہو"..... مہاشے نے حیرت سے جھٹکے

ہوئے کہا۔

"انت سمجھ اپنے انت کو پہنچ چکا ہے"..... عمران نے منہ بٹاتے

ہوئے کہا اور مہاشے کا چہرہ لکھت لکھت ہلکی کی طرح زور دے گیا۔ تصور پانی کا

جگ اٹھا کر اس دوران ارجن کے حلق میں پانی انڈیل چکا تھا اور پھر ہانچ
منٹ بعد ارجن کو ہوش آگیا۔

”مہاشے۔ تم۔ تم بھی۔۔۔۔۔ ارجن نے ہوش میں آتے ہی ساتھ
بیٹھے ہوئے مہاشے کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاں اس مہاشے نے ہمیں واقعی خطرناک پوزیشن میں دھکیل
دیا تھا۔ بہر حال ہم بچ گئے ہیں۔ تم اب مجھے صرف اسی بات کو کہ سفر کے
دوران پولیس اور ملٹری بھڑکیوں کو تم کیا کوڑہاتے ہو۔ جس سے وہ
جہیں روکنے نہیں ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سوری مسٹر عمران۔ تم زیادہ سے زیادہ مجھے ہلاک کر دو گے کر دو،
لیکن میں بلیک ہانڈز سے غداری نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ ارجن نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

”تویر۔ اس کی زبان کھلواؤ۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور
حتور سر ہلاتا ہوا ایک بار پھر آگے بڑھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے زمین پر
رکھا ہوا جگ اٹھایا اور اسے پوری قوت سے فرش پر دے مارا۔ جگ
دھماکے سے کستی کستی ہو گیا تو حور نے ایک بڑی سی کستی اٹھائی جس کی
دھار کسی خنجر کی طرح بن گئی تھی، اور دوسرے لمحے کمرہ ارجن کی انتہائی
کر بناک پنج سے گونج اٹھا۔ حور نے انتہائی سرد مہراند انداز میں کستی کے
نوک دار حصے کو ارجن کی دائیں آنکھ میں پوری قوت سے مار دیا تھا۔
ارجن پنج مار کر بے ہوش ہو گیا۔ اس کی آنکھ سے خون تیزی سے بہنے لگا۔
حتور نے کستی کو داہیں کھینچا لیکن اسی لمحے عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے

دوسرا وار کرنے سے روک دیا۔

”تم نے ارجن کا حشر دیکھا ہے مہاشے۔ تم بھی بلیک ہانڈز میں ہو۔
تم بتا دو کہ کیا پاس ورڈ ہے ارجن پر باقی نقد و نقد میں ہو گا۔ تم پر چیلے اور
یہ بھی بتا دو کہ تم میرے لئے غیر اہم آدمی بنو، اس لئے اگر تم سب کچھ بتا
دو تو میں جہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں ارجن
کے ساتھ بیٹھے ہوئے مہاشے سے مخاطب ہو کر کہا جس کے چہرے پر بے
پناہ خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا۔ کیا واقعی تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔۔۔۔۔ مہاشے نے خوفزدہ
لہجے میں کہا۔

”ہاں بشرطیکہ تم نے صحیح تعاون کیا تو۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔
”پاس ورڈ بلیک کیلکس ہے۔۔۔۔۔ مہاشے نے جواب دیا اور عمران
نے اہلبت میں سر ہلا دیا۔

”ارجن کا زہر دینا ہمارے لئے نقصان دہ ہے اس لئے اسے گولی مار دو
اور مہاشے نے چونکہ ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اس لئے صرف آف کر
دو۔۔۔۔۔ عمران نے مڑ کر حور سے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
باقی ساتھی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گئے۔ اس لمحے
انداز سے مشین گن پلنے اور مہاشے کی کر بناک پنج ستانی دی لیکن عمران
رکا نہیں۔

”کیا آپ کا پردہ گر ام اب ارجن کے میک اپ میں ہیڈ کو اڑ جانے کا
ہے۔۔۔۔۔ حور نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں..... اس طرح ہم بندہ کروہ جانیں گے۔ وہ چیف باس مینن منوہر۔ سو رہا اور کرن کی موت پر یقیناً جو کتا ہو چکا ہو گا۔ ہماری پلاٹنگ وی بیلے والی ہی رہے گی۔“..... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے تصور بھی باہر آ گیا۔

”میں نے ارجن کو ہلاک اور سہائے کو آف کر دیا ہے۔“..... تصور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان الفاظ کا صحیح مطلب تم ہی جانتے ہو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تصور سمیت سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”یعقوب تم اس رہائشی علاقے میں جا کر کوئی ایسی کوٹھی تلاش کر دو جو خالی ہو۔ تاکہ یہاں موجود لاشیں وہاں منتقل کی جا سکیں۔ ورنہ وہ پچارہ بوڑھا جو مسلسل بے ہوش بیڑا ہے۔ خواہ خواہ عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔“..... عمران نے یعقوب سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لپٹے والی کوٹھی میں ڈال دیتے ہیں۔“..... صفو نے کہا۔

”نہیں وہ کسی مسلمان مہاجرین کی ہے۔ پھر وہ عذاب میں آجائے گا۔“..... عمران نے کہا اور یعقوب نے اثبات میں سر ہلادیا۔

دفتر کے انداز میں کچے ہوئے کمرے میں موجود ایک بھاری اور بڑی سی میز کے نیچے ہلکے ہاونڈ ڈک چیف باس مینن بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔ سائنے میز پر فون رکھا ہوا تھا اور وہ بار بار اس فون کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی کی کال کا شدت سے انتظار ہو۔

”ارجن یقیناً اپنے مشن میں کامیاب رہے گا، لیکن اس نے اب تک مجھے خوشخبری کیوں نہیں سنائی۔“..... مینن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح بڑبڑاتے اور انتظار کرتے کافی درگزر گئی لیکن کوئی کال نہ آئی تو مینن کرسی سے اٹھا اور کمرے میں بے چینی سے ٹپٹے لگ گیا، ابھی اسے ٹپٹے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مینن تیزی سے مڑ کر فون پر اس طرح چھٹا جیسے چمیل گوشت پر پھینکی ہے

"میں..... مینن نے رسیور اٹھاتے ہی تیز لپے میں کہا۔

"سر آپ کی کال ہے۔ سسر شگلابات کرنا چاہتے ہیں..... دوسری طرف سے موبائل لپے میں کہا گیا۔

"فوری بات کراؤ..... مینن نے کہا۔

"میں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ارجن کی بجائے شگلابات کیوں کال کر رہا ہے..... مینن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اصلے چیف میں شگلابول رہا ہوں..... مجھ لوگوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی لیکن بولنے والے کا لہجہ سمجھنا سنا تھا۔

"ارجن نے کیوں بات نہیں کی۔ کہاں ہے ارجن، کیا ہوا..... مینن نے تیز تیز لپے میں کہا۔

"ہاں ارجن اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور مینن کو یوں محسوس ہوا جیسے شگلابے

الفاظ بولنے کی بجائے اس کے ذہن میں ایسے ہم فائر کر رہے ہوں۔

"کیا..... کیا کہہ رہے ہو..... کیا بکواس کر رہے ہو..... پہلے تو تم نے بتایا تھا کہ ارجن اپنے ساتھیوں سمیت ان پاکیشیائی ہتھیانوں کو ہلاک کرنے

سوچ رہا تھا اور اب کہہ رہے ہو کہ وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا جہاد ادا دیا خراب تو نہیں ہو گیا..... مینن نے طلق کے بل جھٹکے ہوئے کہا۔

"چیف میں درست کہہ رہا ہوں۔ پہلے بھی میں نے آپ کو درست اطلاع دی تھی۔ ہاں ارجن دفتر میں تھا کہ ایک آدمی ہمارے

دی کہ اس نے پاکیشیائی ہتھیانوں کو طرہ قصبے سوپور میں چھپک کر لیا ہے اور وہ ایک خالی مکان میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ ہاں ارجن نے سوپور میں بلیک ہاؤنڈز کے ہیڈنٹ انٹل منسٹر کو اس مکان کی نگرانی کا حکم دیا اور خود خاص ساتھیوں کو ساتھ لے کر سوپور روانہ ہو گئے لیکن پیران کی طرف سے کوئی کال نہ آئی جب کہ اس دوران آپ نے کال کیا تو میں نے آپ کو بتا دیا۔ آپ کے حکم پر میں فوری طور پر سوپور گیا اور ہاں اب میں وہیں سے آپ کو فون کر رہا ہوں۔ ہاں ارجن اس کے تمام ساتھیوں۔ ہمارے انٹل منسٹر اور اس کے مقامی ساتھیوں کی لاشیں پوئیس کو ایک خالی کونٹینر سے مل گئیں۔ پوئیس کو اطلاع کسی نامعلوم آدمی نے فون پر دی تھی میں جب وہاں پہنچا تو یہ لاشیں تھامنے میں موجد تھیں۔ میں نے انہیں خود چھپک کیا ہے..... دوسری طرف سے شگلابے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ وری ہیڈنٹ..... وری ہیڈنٹ..... تو اچھا خطرناک ترین لوگ ہیں۔ بلیک ہاؤنڈز تو کھو انہوں نے مکمل طور پر جہاد کر کے رکھ دی ہے۔ اب مجھے کافرستانی حکومت سے بات کرنی پڑے گی..... مینن نے خود گلابی کے سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اسے شاید یہ خیال نہ رہا تھا کہ رسیور سے اس کی یہ بات دوسری طرف اس کا محنت شگلابے میں نہ رہا تھا۔ چیف میں نے آپ کو کال کرنے سے پہلے یہاں کچھ اچھا سنا بھی کی ہے۔ انٹل منسٹر کے کلب راجہ م کے ایک آدمی سے مجھے اس کو بھی کا علم ہو چکا جس میں یہ پاکیشیائی ہیڈنٹ پناہ لئے ہوئے تھے۔ میں نے اس کو بھی کو چھپک کیا تو وہ خالی ہیڈنٹ تھی۔ اس کا نام عبدالرحمن نانی

”اہلے سینن میں گردنام بول رہا ہوں۔ خیریت ہے۔..... جلد لمحوں
 بعد دوسری طرف سے اس کے بھائی۔ میجر جنرل گردنام کی آواز سنائی دی۔
 ”میں تم سے فوری ملنا چاہتا ہوں۔“ سینن نے کہا۔
 ”اوہ میں تو ایک اہم سیشننگ میں مصروف ہوں لیکن بات کیا ہے تم
 کچھ پریشان سے لگتے ہو۔“ دوسری طرف سے میجر جنرل گردنام نے
 حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم سیشننگ مختصر کر کے میرے پاس آجاؤ۔ معاملات انتہائی خطرناک
 ہیں اور جہادی جھڑپی شدید خطرے میں ہے۔“ سینن نے کہا اور اس
 کے ساتھ ہی اس نے رسنیور رکھ دیا۔ اسے لپٹے بھائی گردنام کے مزاج سے
 پوری طرح واقفیت تھی۔ جھڑپی کے بارے میں کسی خطرے کا سن کر
 اب وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ چلا آنے لگا اور وہی ہوا، تقریباً دس منٹ
 بعد کر کے کادورواڑہ کھلا اور ایک شخص جسم اور لمبے قد کا ادھیڑ عمر آدمی اندر
 داخل ہوا۔ اس کے جسم پر فوقی پوشیادام تھی اور کاندھوں پر میجر جنرل
 کے ستارہ چمک رہے تھے۔

”کیا کہہ رہے تھے تم ریش پور جھڑپی خطرے میں ہے۔ یہ کیسے ممکن
 ہے۔“ آنے والے نے جو جھڑپی کا اظہار گردنام تھا۔ حیرت بھرے
 لہجے میں کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

”جہیں مضبوط ہے کہ میں بلیک ہاؤنڈز کا چیف ہوں۔“ سینن
 نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پراسرار سے لہجے میں کہا۔
 ”ہاں۔۔۔۔۔ مگر یہ جہیں اچانک کیا ہو گیا ہے کہ تم نے ایسی پراسرار

ایک مسلمان تاجر ہے۔ میں نے اسے جا کر گھیرا اور پھر تھوڑے سے تعداد
 کے بعد اس عبدالرحمن نے زبان کھول دی۔ اس نے بتایا ہے کہ کو فنی
 اس سے دگام کے ایک اون کے تاجر یعقوب نے حاصل کی تھی۔ اور اس
 کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا کہ یعقوب نے اس سے وہ بھڑپی چھپیں
 بھی حاصل کی ہیں وہ ان جیسوں کو ناگورہ نے جانا چاہتا تھا۔ میں نے اس
 سے جیسوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی
 لیکن وہ بوڑھا آدمی دم توڑ گیا۔“ شگلانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ناگورہ یہ کہاں ہے۔ اور وہ کیوں وہاں جانا چاہتے ہیں۔ میں نے تو
 اس کا کبھی نام بھی نہیں سنا۔“ سینن نے حیران ہو کر کہا۔

”جواب یہ ایک چھوٹی سی ہستی ہے۔ ریش پور جھڑپی کے عقبی
 پہاڑوں میں اور اس کا نام سن کر مجھے خیال آیا ہے کہ کہیں وہ لوگ ریش
 پور جھڑپی سے لڑاؤ چاہتے ہوں۔“ شگلانے کہا۔

”وہ ٹھیک ہے۔ تم انہیں سو پور میں تلاش کر دو۔ ہو سکتا ہے وہ وہاں
 چھپے ہوئے ہوں اور اگر مل جائیں تو ایک لمحہ صانع کے بغیر انہیں ہلاک
 کر دو۔“ سینن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ
 مار کر کریٹل دیبا اور پھر بار بار اسے دہانا چلا گیا۔

”یس سر۔“ دوسری طرف سے جھڑپی دیکس چیخ کے آپریٹر کی آواز
 سنائی دی۔

”گردنام سے بات کر اذیسری۔“ سینن نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر ہولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

نہیں جانتے۔ چھاؤنی میں کوئی آدمی داخل نہ ہو سکے گا اور نہ ہی باہر جائے گا۔
میں چھاؤنی کو مکمل طور پر سیٹھ کر ادھار ہوں۔..... گرونام نے جواب دیا
"سوپور اور ناگورہ کے درمیان یقیناً فوجی چیک پوسٹس موجود ہوں گی
تم انہیں بھی ہوشیار کرو۔ وہ لوگ دو چیمپوں پر آ رہے ہیں اور یہ دونوں
چیمپیں انہوں نے سوپور کے ایک تاجر سے حاصل کی ہیں اس لئے یقیناً ان
پر سوپور کے شہر یا پھر دگام کے شہر ہوں گے۔ ایسی چیمپوں کو خاص طور پر
چیک کیا جائے اور مشکوک ہونے کی صورت میں ان کا خاتمہ کر دیا جائے
بلکہ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے فوجی رونیڈارز حاصل کر لی ہوں۔ یہ انتہائی
ترہیت یافتہ لوگ ہیں۔ جب پہلی بار ان کا فون آیا تھا تو صدر مملکت ان
سے انتہائی دہشت زدہ تھے لیکن اس وقت میں ان کی دہشت کی وجہ نہ بچ
سکا تھا، لیکن اب ان کی کارکردگی دیکھ کر میرے لپٹے ذہن پر ان کی دہشت
کا تم ہو گئی ہے۔..... سین نے کہا۔

تم فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں ان کی لاشیں حصارے
سلسلے لادالوں گا اور پھر انہیں صدر مملکت کو بھجوا دینا۔ اس طرح
حکومت کی نظروں میں جہادی عزت اور بڑھ جائے گی۔ تم فکر نہ کرو سب
ٹھیک ہو جائے گا۔..... گرونام نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے سڑک
دروازے کی طرف بڑھ گیا اور سین کے پیچھے پراٹھیمان کے تاثرات ابھر
آئے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ چھاؤنی کے اختطافات واقعی اس قدر سخت ہیں
کہ جہاں پر نہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا اور اب تو گرونام جو کتا ہو چکا ہے اس
لئے لازماً یہ فحشٹ مارے جائیں گے اور چونکہ گرونام نے خود ہی اس کا

رہے تھے یعقوب سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”عبدالرحمن سے۔ وہ جہاں کا بااثر اور امیر آدمی ہے۔“..... یعقوب

نے جواب دیا تو عمران بے اختیار جو تک ہڑا۔

”اوہ تم نے جھٹے نہیں بتایا تھا ورنہ۔“..... عمران نے ہوسٹ چہاتے ہوئے کہا۔

”ورنہ کیا عمران صاحب عبدالرحمن ہمارا خاص آدمی ہے۔ اس پر تو کسی طرح کا بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔“..... یعقوب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں شبہ کی بات نہیں کر رہا۔ اگر تم مجھے جھٹے بتا دیجے تو میں کم از کم راجن اور اس کے ساتھیوں کی لالچوں کی اطلاع پولیس کو نہ دیتا۔ اب لیڈنا راجن کی موت کی اطلاع دگم پہنچ جائے گی اور پھر وہ مکان بھی نکاش کر لیا جائے گا جس میں ہم رہے اور یہ مکان عبدالرحمن کا ہے اس لئے لامحالہ انہوں نے عبدالرحمن صاحب کو گھیر لینا ہے اور اگر عبدالرحمن نے ان جیسوں کے متعلق بتا دیا تو پھر میرا آسمان سے بھی میزائل برسائے جاسکتے ہیں اور زمین پر سے بھی۔“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ واقعی..... یہ بات تو میرے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی، لیکن آپ فکر نہ کریں عبدالرحمن بے حد بااثر آدمی ہے۔ اس پر ہاتھ ڈالنا آسان بات نہیں ہے اور ہم زیادہ سے زیادہ دس بارہ گھنٹوں بعد ناگورہ پہنچ جائیں گے۔“..... یعقوب نے جواب دیا اور عمران نے اس طرح سر ملادیا

وران پہاڑی علاقے میں دو چیمپس خاص تیزی سے تنگ سی سڑک پر دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ آگے والی جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا نام رفیق تھا اور یہ سو پور کا ہی رہنے والا تھا۔ یعقوب کے مطابق اس کا تعلق مجاہدین کے ایک گروپ سے تھا اور چونکہ یہ ان سارے پہاڑی علاقوں کا نہ صرف کیڑا تھا بلکہ اس کی پیدائش ناگورہ بستی کی ہی تھی۔ رفیق ریش پور چھاؤنی میں بھی بطور جیب ڈرائیور ملازم رہا تھا۔ خاصا تیز۔ ذہین اور ہوشیار آدمی تھا۔ اس نے عمران نے اسے بلور گائیڈ ساتھ رکھ لیا تھا۔ رفیق کے ساتھ والی سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا جب کہ عقبی سیٹوں پر حضور، صفدر اور یعقوب موجود تھے، جب کہ عمران کے باقی ساتھی پچھلی جیب میں تھے اور ان کا مخصوص سامان بھی دو بڑے تھیلوں میں بند عقبی جیب میں ہی تھا۔

”یہ چیمپس تم نے کس سے حاصل کی ہیں یعقوب۔“..... عمران نے مز

جیسے وہ ذہنی طور پر اٹھا ہوا ہو۔

”رفیق کوئی ایسا راستہ ہے جہاں نظر میں کہ ہم کسی فوجی چوکی کو کراس کئے بغیر ناگورہ پہنچ جائیں۔“..... عمران نے ہندو لہوں کی خاموشی کے بعد ڈائرینگ سیٹ پر بیٹھے رفیق سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں مگر راستے ہیں لیکن ان راستوں پر جیسے نہیں چل سکتیں پیدل الپ چلا جاسکتا ہے یا پھر قریبی ہمتی سے پہاڑی چُڑ حاصل کئے جاسکتے ہیں۔“..... رفیق نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اس سمت کی طرف چلو جہاں سے چُڑ مل سکتے ہوں۔ ان چیمپوں پر سفر ہمارے لئے خطرناک ہوگا۔“..... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور رفیق نے اذیت میں سر جھکا دیا اور پھر تقریباً دو گھنٹے مزید سفر کرنے کے بعد اس نے جیب روک دی۔

”ادھر ترائی میں ایک بڑی ہمتی ہے۔ وہاں سے چُڑ کرا لے کر بھی مل جائے گی اور غریب سے بھی جاسکتے ہیں۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں۔“..... رفیق نے کہا۔

”نہ ہم نے غریب نہ ہیں اور نہ کرا لے کر حاصل کرتے ہیں۔ روڈ دونوں صورتوں میں ہمارے دشمنوں کو اس کی اطلاع مل جائے گی۔ یہ ہمتی مسلمانوں کی ہے یا۔“..... عمران نے فقرہ ادھر اچھڑاتے ہوئے کہا۔

”ملی جلی آبادی ہے۔ ویسے چُڑوں کے مالک ہندو ہیں۔ مسلمانوں کے پاس ایسا سرمایہ کہاں کہ چُڑ رکھ سکیں، اور دوسری بات یہ ہے جناب کہ

اگر ہم نے چُڑ چوری کیے تو یہ لوگ ان کی کھوج میں نکل پڑیں گے اور ساتھ ہی یہ ارد گرد کی فوجی چوکیوں کو بھی اطلاع کر دیں گے اور دوسری ہمتیوں کو بھی۔ اس طرح ہم فوری پکڑ لئے جائیں گے۔“..... رفیق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم کہاں کسی کو جانتے ہو جس سے چُڑ مل سکتے ہوں۔“..... عمران نے پوچھا۔

”میں ہاں بیل رام اس ہمتی کا سربراہ ہے۔ اس کے پاس کافی تعداد میں چُڑ ہیں۔ ویسے عمران صاحب وہ انتہائی لالچی آدمی ہے۔ اگر ہم اسے معقول قیمت دے دیں تو وہ اپنی زبان بند رکھے گا۔“..... رفیق نے جواب دیا۔

”بھائی ہمارے پاس چُڑ تو چُڑ پھر غریب نے کی بھی رقم نہیں ہے اور یہاں پہاڑوں میں میرے جواہرات کی کانیں بھی نہیں ہیں کہ وہاں سے دو چار ہیرے اٹھا کر اسے پیش کر دیں، اس لئے چُڑ ہم نے ویسے ہی حاصل کرنے ہیں۔“..... عمران نے کہا اور اچھل کر جیب سے نیچے اتار آیا۔ پچھل جیب بھی دکھائی تھی اور اس کے ساتھی اس میں سے اتر کر ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔

”میرے ساتھ چلو رفیق میں جا کر اس بیل رام سے بات کرتا ہوں۔“..... عمران نے رفیق سے کہا جو جیب سے اتار آیا تھا۔

”میں جاتا ہوں اس کے ساتھ۔ میں اس بیل رام کی گردن دبا کر اسے کسی غار میں پھینک دوں گا، تاکہ کسی کو اطلاع دینے کے قابل ہی نہ رہے۔“..... سمجھوتے پر کہا۔

ہوئی کی کیا پوزیشن ہے..... عمران نے حصور اور صفدر سے کہا اور وہ
 باتوں تیزی سے جیب سے اتر گئے جب کہ رفیق بھی نیچے اتر گیا اور پھر وہ
 بنوں تیزی سے پیدل چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے لیکن وہ سڑک کی بجائے
 ایک چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے اور حصور کوں بعد وہ دوسری طرف اتر
 عمران کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ عمران بھی جیب سے نیچے اتر آیا۔
 غیبی جیب سے باقی ساتھی بھی اتر کر اس کے پاس آ گئے۔ یعقوب الہیہ
 بپ میں اندر ہی بیٹھا رہا۔ عمران نے ساتھیوں کو اسلحہ وغیرہ لے لینے
 کے لئے کہہ دیا کیونکہ کسی بھی لمحے اس کی ضرورت پڑ سکتی تھی اور وہ سب
 ہراسے ہوئے واپس جیب کی طرف بڑھ گئے۔ دس پندرہ منٹ کے بعد
 اپنا ک دور سے فائرنگ کی تیز آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار
 انجیل بڑا فائرنگ سے پہاڑیاں گونجنے لگی تھیں۔

”اوہ اوہ شاید انہیں دیکھ لیا گیا ہے آؤ..... عمران نے بیخبر کہا اور
 لگے کی طرف دوڑ پڑا۔ باقی ساتھی بھی مشین گنیں لئے اس کے پیچھے دوڑ
 بسے لیکن ابھی وہ اس مولے سے کچھ دور تھے کہ انہوں نے مولے سے حصور کو
 آتے ہوئے دیکھا اور وہ سب حصور کو دیکھ کر ٹھٹھک کر روک گئے۔
 ”کیا ہوا یہ.....“ کسی فائرنگ تھی..... عمران نے بیخبر کہا۔
 ”گھبراؤ نہیں فائرنگ ہم نے کی تھی۔ میں تمہیں لینے آیا ہوں.....“
 حصور نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے بے اختیار
 ایک طویل سانس لیا۔
 ”میں نے تو تمہیں جیننگ کے لئے بھیجا تھا لیکن تم نے اپنی فطرت

”میرے خیال میں عمران صاحب ہمیں فہروں کی بجائے پیدل چلنا
 چاہئے، اس طرح ہم زیادہ محفوظ انداز میں سفر کر سکتے ہیں.....“ صفدر
 نے کہا۔

”لیکن فاصلہ کافی ہے اور پیدل چلتے چلتے ہمیں کئی روز لگ جائیں گے۔
 عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اگر ان میسوں سے خطرہ ہے تو یہ جیسے کسی فوجی
 ہوئی سے دور چھوڑ دیں اور پھر اس فوجی ہوئی سے جیسے حاصل کر لیں اس
 طرح ہم محفوظ انداز میں سفر کر سکیں گے.....“ صفدر نے کہا۔

”اوہ ہاں گلا آئیڈیا ٹھیک ہے۔ چلو رفیق۔“ صفدر کی دہانت پہاڑیوں
 میں کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
 ایک بار پھر جیب کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”تھوڑی دیر بعد ان کی جیب ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھی جلی جا رہی
 تھیں۔“

”فوجی ہوئی سے پہلے ہمیں ہوشیار بھی کر دینا اور یہ میس بھی روک دینا۔
 عمران نے رفیق سے کہا اور رفیق نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر
 تقریباً آگے گھٹنے بعد اس نے جیب کی رفتار بھی کرتے ہوئے اسے روک
 دیا۔

”آگے ایک فائرنگ بعد مولے آئے گا۔ اس مولے فوراً بعد ایک فوجی
 ہوئی ہے.....“ رفیق نے جیب روکے ہوئے کہا۔

”حضور تم اور صفدر دونوں رفیق کے ساتھ جاؤ اور جا کر جیک کر دو کہ

کے جوہر دکھائی دیے۔..... عمران نے قریب جا کر سسکراتے ہوئے کہا
"جینگل کے لئے ہم نے چوکی کے انہار کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔....."

تور نے بھی سسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر
تور نے خود ہی بتایا کہ چوکی پر ایک فوجی چپ اور دس فوجی سپاہی موجود
تھے جن میں آٹھ باہر تھے۔ دو اندر تھے اور وہ سب سسکاتے تھے۔ پھر شاید
رفیق کو انہوں نے چیک کر لیا تھا کہ وہ سب تیزی سے ہماری طرف بھاگنے
لگے اس پر مجبوراً ہمیں فائر کھولنا پڑا۔ فائر کھلتے ہی اندر موجود دو آدمی بھی
باہر آگئے جس پر حضور نے ایک آدمی کو گولی مارنے کی بجائے زندہ پکڑنے
کے لئے کہا اور ہم نے ان دو میں سے ایک جو افسر تھا اسے مار گتہ بنایا
اور وہ ایک پشمان کی ادٹ میں چپ گیا لیکن ہم فائر کرتے رہے۔ حضور
اسی دوران پٹانوں کی ادٹ لپٹا ہوا اس کے عقبی طرف بھاگ گیا اور پھر اسے
بے ہوش کر دیا گیا اور میں تمہیں لینے اُدھر دوں گا۔..... حضور نے پورے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہٹا دیا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ چوکی میں پہنچ گئے جہاں باہر فوجیوں کی لاشیں
بکھری پڑی تھیں۔ چوکی کے باہر ایک فوجی بے ہوش پڑا ہوا تھا اس کے
کاندھوں پر کمپین کے ستارہ موجود تھے اس کے سر پر حضور کھڑا تھا۔

"اس کا مطلب ہے۔۔۔ مجاہدین نے ایک اور کافرستانی فوجی چوکی جبار کر
دی۔ مجاہدین کی کارروائیاں بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔..... عمران نے حضور
کے قریب پہنچتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیے۔

"ظاہر ہے ہماری ساری کارروائیاں مجاہدین کے کھاتے میں ہی جا رہی
ہیں۔"

"..... حضور نے سسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اذیت میں سر ہٹا دیا
"اسے ہوش میں لے آؤ حضور۔ ہمارا یہاں زیادہ درنگ رکنا
ظہاناک ہو سکتا ہے۔ سپاہی علاقے میں فائرنگ کی آوازیں دور دور تک
ٹانی دیتی ہیں۔..... عمران نے کہا اور حضور نے ٹھک کر اس کمپین کا
چک اور سڑ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ سڑ لگوں بند کمپین ہوش میں
آگیا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ اس کے چہرے پر نکت خوف کے
اثرات ابھرنے لگے۔

"جہاد نام کیا ہے کمپین۔..... عمران نے سر دھکے میں پوچھا۔
"سروپ کمپین سروپ۔..... کمپین نے بو کھلائے ہوئے گلے میں
لب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم۔۔۔ تم وہی پاکیشانی مجتہد ہو۔..... کمپین سروپ نے اٹھتے ہی
کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنسنے لگا۔
"پاکیشانی مجتہد کیا مطلب۔..... عمران نے گلے میں حیرت کا تاثر
ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"تم عام حریت پسند نہیں ہو سکتے۔ وہ اس انداز میں فوجی چوکیوں پر
حملہ نہیں کرتے اور ہمیں پاکیشانی مجتہدوں سے خبردار رہنے کی بات
اطلاع دی گئی تھی۔..... کمپین سروپ نے ہونٹ پیچھے ہٹتے ہوئے جواب
دیا۔

"کس نے اطلاع دی تھی اور کیا اطلاع دی تھی۔..... عمران نے
پوچھا۔

ساتھ ہی اس نے لکھتے جھانگ لگا کر ایک بڑی بھان کی اوٹ میں جانا چاہا
 بنیں دوسرے لمحے اس کا جسم فضا میں ہی پٹا اور اس کے ساتھ ہی اس کی
 بچا گونگ اٹھی۔ دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے ہاتھیلی زمین پر گر اور
 بلی طرح کھپتے لگا۔ عمران کے ریلواری گولی اس کے کولے پر لگی تھی۔
 عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی گردن پریر رکھا اور پھر اسے موڑ
 دیا۔

"بتاؤ فریکوئنسی بتاؤ۔" عمران نے فراتے ہوئے کہا۔
 "بب بب بتاتا ہوں۔" جھڑو گھبے بتاتا ہوں۔" کیپٹن سروپ
 نے ٹوہکتے ہوئے لکھے میں کہا اور عمران نے پھر بتادیا۔

"یو لو درہ۔" عمران نے ایک لمحے کے لئے پیر ہٹا کر ایک بار پھر
 اس کی گردن پریر رکھتے ہوئے کہا اور اس بار کیپٹن سروپ نے فوراً ہی
 فریکوئنسی بتادی۔

"سپیشل کوڈ اور ملٹری کوڈ دونوں بتاؤ۔" عمران نے پیر کو ڈر اس
 سوزتے ہوئے پوچھا۔ اور کیپٹن نے لاشعوری انداز میں دونوں کوڈ بتا
 دیئے لیکن اب اس کی حالت انتہائی بدتر ہو چکی تھی۔ کولے پر لگنے والی
 گولی اب اپنا اثر دکھائی رہی تھی۔ عمران نے پیر کو ایک جھٹکے سے موڑا اور
 کیپٹن سروپ کی دوش قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

"پیسیں ہمیں لے آؤ۔ اور ان میں سے فوق تلاش کرو جن کی یو پیغامز
 درست ہوں۔" عمران نے حذر کرپنے ساتھیوں سے کہا۔
 "ایک بھی نہیں ہوگا سب پر گولیوں کے نقصانات ہیں۔" پاس

"سیکر جنرل گرو نام نے ریش پور پھاؤنی سے۔۔۔۔۔ انہوں نے کہا تھا
 کہ چند پاکیشیائی مکتب جو فوجی یونیفارم میں بھی ہو سکتے ہیں۔ ریش پور
 پھاؤنی تباہ کرنے کی غرض سے دو پیسوں پر سوار ہو کر ناگورہ ہستی کی طرف
 آرہے ہیں اس لئے ہم ہوشیار رہیں اور اگر پیسیں جو کی پر نہیں تو ہم پوری
 طرح چھان بین کریں اور اگر ہمیں ڈر اس بھی شک ہو تو ہم انہیں گولیوں
 سے اڑا دیں۔" کیپٹن سروپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اگر ایسی پیسیں چیک کر لیتے اور ان پاکیشیائی مکتبوں کو مار
 گراتے تو پھر سیکر جنرل کو کیسے اطلاع دیتے۔" عمران نے پوچھا۔
 "ظاہر ہے ٹرانسمیٹر پر ہی اطلاع دیتا اور کیسے دیتا۔" کیپٹن

سروپ نے جواب دیا۔
 "کیا فریکوئنسی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"بھلے تم بتاؤ کہ کیا تم واقعی پاکیشیائی مکتب ہو۔ مگر تم نے تو پیسوں
 پر آنا تھا۔" کیپٹن سروپ نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے الفا
 سوال کر دیا اب خوف اور حیرت کے بھٹے جھٹکے سے باہر آچکا تھا اس لئے
 اب اس کے ہارے سے بھی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ذہنی طور پر پوری طرح
 سنبھل گیا ہے۔

"جو سوال میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔" عمران کا پیر
 لکھتے سر ہڈ گیا۔

"میں جہاں سے کسی سوال کو جواب نہیں دوں گا۔ بھٹے بھی میں نے
 جہیں بہت کچ بتا دیا ہے۔" کیپٹن سروپ نے جواب دیا اور اس کے

کھڑے سونے منہ ہاتھ ہونے کہا۔

”اودہ چلے دیکھو شاید چوکی کے اندر ان کے لباس وغیرہ ہوں۔“
 عمران نے کہا اور تیز قدم اٹھاتا ایک طرف بے ہوشے ہوئے بڑے سے کمرے
 میں داخل ہو گیا۔ وہاں واقعی ایک سائیکل پر چار بڑے بڑے ٹرنک موجود
 تھے اور ساتھ ہی بستر بھی لٹھے ہوئے تھے۔ ایک طرف ایک میز اور اس
 کے پیچھے کرسی تھی۔ میز پر ایک فنی لٹنگ ریخ ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا۔
 ”آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔“ صفدر نے پوچھا۔

”ہم لاٹھوں کی صورت میں چھائی کے اندر جائیں گے کیونکہ اب
 ناگورہ جانا تو فضول ہے۔ انہیں ہمارے پورے پروگرام کا علم ہو چکا ہے
 لیجئے اب نئے ناگورہ ارمن کو ناگورہ کے متعلق بتا دیا ہوگا اور میرا اندیشہ
 درست ثابت ہوا عبدالرحمن نے زبان کھول دی ہے۔“ عمران نے
 کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”لیکن عمران صاحب لاٹھوں کو کیوں ساتھ لے جائیں گے۔“
 صفدر نے کہا۔

”ہماری لاٹھیں ان کے لئے بہت بڑا اعزاز ہیں صفدر۔۔۔۔۔ وہ یقیناً
 ہماری لاٹھیں وزیراعظم یا صدر کے سامنے پیش کرنے کے لئے بے چین
 ہوں گے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے وہ لاٹھیں چھائی لے جانے کی
 بجائے ہمیں سے ہی کافرستان روانہ کر دیں۔ اللہ یہ ہو سکتا ہے کہ چھائی
 میں سے جو افراد وہاں آئیں ہم ان کے میک آپ میں واپس چھائی پہنچا

جائیں۔“ صفدر نے کہا اور عمران چونک پڑا۔

”اودہ کمال ہے۔ کیا بات ہے۔ ان پہاڑی علاقوں میں شاید عقلمندی
 کی ایسی ہرگز نہیں پھیلی ہوئی ہیں جنہیں صرف جہاد اذہن ہی قبول کر رہا ہے
 ۔“ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔
 عمران نے لٹنگ ریخ ٹرانسمیٹر پر کیپشن سرپ کی بتائی ہوئی فریکوئنسی
 ایڈجسٹ کی اور پھر بن دیا کہ کر کال دینی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔۔۔ کیپشن سرپ کا لٹنگ فرام چیک پوسٹ تحریر میں ٹی
 اؤر۔۔۔۔۔ عمران کیپشن سرپ کے لہجے میں بول رہا تھا۔
 ”ہیس کر ٹل ہیلو انڈنگ یو اودر۔“ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے
 ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”سرس نے دو چیپس برسوار پور کی طرف سے آنے والے آٹھ افراد
 کو ہلاک کر دیا ہے۔ یہ ہمارے مطلوبہ پاکیشیائی مہجنت ہیں اودر۔“
 عمران نے کہا۔

”اودہ اودہ کیا کہہ رہے ہو کیا واقعی اودر۔“ اس بار دوسری طرف
 سے چٹکنے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”میں سر۔ ایک آدمی زخمی ہے۔ اس سے میں نے پوچھ گچھ کر لی ہے۔
 وہ ابھی تک زندہ ہے۔ ان کے پاس سے انتہائی جدید ترین اسلحہ سے
 بھرے ہوئے دو بیگ بھی ملے ہیں اودر۔“ عمران نے جواب دیا۔

”دھت کر دو میں سیرجنرل سے بات کرنا ہوں سو سنا ہے وہ تم سے خود
 بات کریں اودر۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

ٹرانسمیٹر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ایٹل ہیلو میجر جنرل گرونام پیکنگ اور“..... چند لمحوں بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”یہی سر..... میں کیپٹن سروپ بول رہا ہوں، چیک پوسٹ نمبر سٹیشن ٹی سے جناب اور“..... عمران نے لہجے کو انتہائی مؤدبانہ بناتے ہوئے کہا۔

”سیشنل کوڈ دوہراؤ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے جواب میں کیپٹن سروپ کا بتایا ہوا سیشنل کوڈ دوہرا دیا۔

”اپنا لمٹری کوڈ دوہراؤ اور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا اور عمران نے میجر جیک لمٹری کوڈ بتا دیا۔

”ہوں ٹھیک ہے۔ اب پوری تفصیل بتاؤ کہ تم نے کس طرح انہیں ہلاک کیا ہے اور“..... اس بار دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں پوچھا گیا اور عمران نے جواب میں ایک قابل قبول کہانی بنا کر سنائی۔

”دو زخمی ابھی زندہ ہے اور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”یہی سر ابھی زندہ ہے لیکن اس کی حالت غراب ہے اور“.....

عمران نے جواب دیا۔

”میری اس سے بات کرؤ“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یہی سر میں اسے ہوش میں لے آتا ہوں اور“..... عمران نے کہا اور پھر تین بار منٹ خاموشی رہنے کے بعد کہا۔

”م۔ م کیا بات کروں۔ م۔ م۔“..... عمران نے انتہائی ڈوبتے

ہوئے لہجے میں کہا اور پھر ایک لمحے کے لئے خاموش ہو کر اس نے کیپٹن سروپ کے لہجے میں بات کی۔

”جناب دو بار وہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ وہ مرنے کے قریب ہے اور“..... عمران نے کہا۔

”ہوں کیا نام ہے اس کا اور“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”اس نے اپنا نام عمران بتایا تھا جناب اور“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم خود آرہے ہیں اور اینڈ آئل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”ان فریکوں میں ریسیار مزبور ہو گئی وہ بہن نو اور باہر لاٹوں کو لپٹے لباس پہنا کر اٹا دو۔ یہ یقیناً پہلی کا پٹر پر آئیں گے اس لئے لاٹوں کی تلاش ضروری ہے۔ انہیں اور سے گولیوں کے نشانات نظر آئیں گے“.....

عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اہلیت میں سر ہلا دیتے۔

کہ بولنے والا کمپنن سرورپ ہی ہے وہ اس کی آواز کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔
 بہر حال اس کے باوجود اس کا ریتاے کا کریڈٹ تم ہی لو گے۔ آخر تم
 میرے جھوٹے بھائی ہو۔..... میجر جنرل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”شکر یہ۔ بہر حال اب کیا پروگرام ہے۔ کیا واقعی تم خود وہاں جاؤ گے؟“
 سینن نے کہا۔

”نہیں! مجھ سمیت ان کی ہلاکت اسباب واقعہ نہیں ہے کہ کارستانی فوج
 کا میجر جنرل ان کے لئے جائے۔ میں کرنل ہیلی کو بھیج دیتا ہوں وہ ان کی
 لاشیں لے آئے گا۔“..... میجر جنرل گورو نام نے بڑے متکبرانہ لہجے میں
 کہا۔

”پھر میری ایک بات مان لو کہ ان لاشوں کو براہ راست چھاؤنی کے
 اندر نہ منگو اور انہیں چھاؤنی سے باہر کہیں رکھو۔ پہلے ان کی باقاعدہ تصدیق
 ہو جائے کہ یہی وہ پاکیشیائی بمبٹ ہیں اور واقعی مردہ ہیں تو پھر انہیں
 چھاؤنی میں لے آیا جائے۔“..... سینن نے جواب دیا۔

”سوری ایسا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ ورنہ پوری چھاؤنی میں یہ
 بات پھیل جائے گی کہ میجر جنرل اس قدر بزدل ہے کہ لاشوں سے بھی
 خوف کھاتا ہے۔“ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم کرنل ہیلی کے ساتھ جاؤ اور ان
 لاشوں کو لے کر جہاں چھاراج چاہے لے جاؤ اور تصدیق کرتے رہو۔
 میجر جنرل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“..... سینن نے جواب دیا اور وہ بھی کرسی سے اٹھ

”دیکھا سینن میرے فوجیوں نے کس طرح پہلی ہی چیک پوسٹ پر
 ان پاکیشیائی بمبٹوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ جنہیں تم اس قدر خطرناک کہہ
 رہے تھے اور جنہوں نے بقول چھارے بلیک ہاؤنڈز کے چاروں سیکشن
 پیچھے کو ہلاک کر دیا ہے۔“..... ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی میجر جنرل گورو نام
 نے بڑے طنز لہجے میں ساتھ بٹھے ہوئے سینن سے مخاطب ہو کر کہا اور
 سینن کا چہرہ لگ کی طرح صاف اٹھا۔

”مجھے اب بھی یقین ہے کہ یہ سب کچھ فراڈ ہے۔ یہ لوگ اتنی آسانی
 سے کبھی بھی نہیں مارے جاسکتے۔“..... سینن نے ہومٹ چباتے ہوئے
 کہا۔

”چھاری اس بات کے پیش نظر میں نے سپیشل کو ڈاور ملزری کو ڈیجی
 پو چھا تھا اور دونوں کو ڈاس نے درست بتائے ہیں اور کرنل ہیلی نے جو
 کہ کمپنن سرورپ کا انچارج ہے چھارے سلسلے اس بات کی تصدیق کی ہے

کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد چھاؤنی سے وہ بڑے فوجی ہیلی کاپٹر فضا میں اڑے اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگے بعد چھ ہیلی چیک پوسٹ تھی..... آگے والے ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے علاوہ سینئر اور کرنل ہیلی سوجہ تھے جب کے عقبی ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے ساتھ پانچ مسلح فوجی بھی تھے۔ سینئر نے وہ ہیلی کاپٹر ان پانچ دوست اس لئے کیا تھا کہ ایک ہیلی کاپٹر کرنل ہیلی اور مسلح فوجیوں کو لے کر واپس چھاؤنی چلا جائے گا جب کہ دوسرے ہیلی کاپٹر وہ ان پانچ شہائی سپرنٹنڈنٹ کی لاشیں لاد کر وگام سیکشن ہیل کو اتریں لے جائے گا اور پھر وہاں کسی بھی دہلیز سے ان کی تصدیق کرانے کے بعد وہ اس ہیلی کاپٹر پر ہی ان لاشوں کو لے کر کافرستان روانہ ہو جائے گا تاکہ صدر کے سامنے ان لاشوں کو پیش کیا جاسکے۔

کرنل ہیلی تم نے میری بات اچھی طرح سمجھ لی ہے نا..... سینئر نے ہیلی کاپٹر کے فضا میں بلند ہوتے ہی ساتھ ہیٹھے ہوئے کرنل ہیلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں سر..... آپ فکر نہ کریں سر ہم پہلے اس بات کی تصدیق کریں گے کہ ہمارے ساتھ کوئی فراڈ تو نہیں ہو رہا۔ اس کے بعد وہاں اتریں گے“..... کرنل ہیلی نے موڈ ہانچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کس طرح تصدیق کروں گے..... کیا پلاننگ ہے تمہارے ذہن میں.....“ سینئر نے کہا۔

”جواب چیک پوسٹ پر پہلے دوسرا ہیلی کاپٹر اترے گا۔ ان میں کمپین سراب کا دوست کمپین وکرم سوجہ وہے۔ اس کے ساتھ چار مسلح فوجی ہیں

وہ جا کر کمپین سراب سے بات کرے گا۔ لاشوں کو چیک کرے گا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر پر ہم سے رابطہ کر کے اس بات کی تصدیق کرے گا کہ حالات دیکھے ہی ہیں جیسا کہ بتائے گئے ہیں تو پھر ہم اپنا ہیلی کاپٹر نیچے اتاریں گے“..... کرنل ہیلی نے جواب دیا اور سینئر نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا اور مطمئن ہو کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پائلٹ نے مرکز کرنل ہیلی کو بتایا کہ ہیلی چیک پوسٹ آنے والی ہے۔

”ایسی جگہ ہیلی کاپٹر فضا میں معلق کر دینا کہ ہمیں چیک پوسٹ پر ہونے والی کارروائی بھی نظر آتی رہے اور نیچے سے مطمئن گن فائرنگ کی دھج سے بھی ہیلی کاپٹر باہر رہے“..... کرنل ہیلی نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا اور پائلٹ نے احکامات میں سر ہلا دیا۔ کرنل ہیلی نے ہاتھ میں موجود مخصوص ٹرانسمیٹر کا بشن دیا کہ کال دین شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو کرنل ہیلی کالنگ کمپین وکرم اوور“..... کرنل ہیلی نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں سر کمپین وکرم الٹو لگ اور“..... ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

”کمپین وکرم ہمارا ہیلی کاپٹر فضا میں معلق رہے گا۔ تم اپنا ہیلی کاپٹر چیک پوسٹ کے قریب کسی مناسب جگہ پر لینڈ کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت چیک پوسٹ پر جاؤ گے لیکن تم نے اطمینان ہو کر بنا رہا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہاں دشمن فوجیوں یا بمبارازز میں ہوں یا دیکھے ہی چھپے ہوئے ہوں۔ اگر ایسی صورت حال ہو تو فائر کھول دینا اور انہیں

ایک مخصوص بلندی پر متعلق کر دیا۔ مینن اچھل کر پالٹ کے ساتھ فرٹ سیٹ پر اٹھیا اور کھوکی کے ساتھ لٹکی ہوئی دور بین اتار کر اس نے آنکھوں سے لگائی اور نیچے چوکی کو دیکھنے لگا جب کہ کرنل بیلی عقبی سیٹ کے ساتھ والا دروازہ کھول کر ویسے ہی باہر نکال کر دیکھنے لگا۔ دوسرا بیلی کا پڑا ہوا نیچے اترنے کے لئے مخصوص جگہ کی تلاش کے لئے راؤنڈ لگا رہا تھا، اسی لمحے چوکی میں سے چھ فوجی سپاہی اور ایک کپٹن نکل کر باہر آ گئے۔ مینن نے دیکھا کہ فوجی بیپ کے ساتھ دو اور بیسیں بھی موجود تھیں اور چوکی کے باہر ایک طرف آٹھ لاکھیں بھی موجود تھیں جن کے ذریعے سول تھے وہ سب سر اٹھائے بیلی کا پڑا ہوا کی طرف دیکھ رہے تھے پھر کچھ دور دوسرا بیلی کا پڑا ہوا گیا۔ کپٹن تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا۔

”یہ گلتا تو کپٹن سروپ ہی ہے۔“ کرنل بیلی نے کہا۔

”ہاں حالات تو درست ہی نظر آ رہے ہیں۔“ لاکھیں بھی موجود ہیں اور بیسیں بھی..... مینن نے نوٹ یہ سمجھنے ہوئے جواب دیا۔ پھر اسے دور بیلی کا پڑا ہوا پاس کھڑے ہوئے سارے فوجی نظر آنے لگے۔ ان میں کپٹن وکرم اور اس کے چار سگڑا ساتھی بھی تھے۔ چوکی سے جانے والا کپٹن سروپ بھی ان کے پاس کھڑا تھا اور وہ شاید آپہن میں ہاتھیں کر رہے تھے پھر وہ سب مڑ کر چوکی کی طرف آنے لگے۔ دونوں کپٹن آگے اور ہاروں سگڑا فوجی اس کے عقب میں تھے۔

”سراگر آپ یہ دور بین مجھے دے دیں تو میں جہاں سے بھی کپٹن سروپ کو شناخت کر سکتا ہوں.....“ کرنل بیلی نے کہا۔

ہلاک کر دیا اور اگر حالات نارمل ہوں تو تم نے اپنے دوست کپٹن سروپ سے ملنا ہے۔ سب سے پہلے تم اس بات کو چیک کر دو گے کہ کیا وہ اصل کپٹن سروپ ہے یا نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کسی لہجہ نے کپٹن سروپ کا میک اپ کیا ہوا ہو۔ سمجھ گئے ہو اور.....“ کرنل بیلی نے کہا۔

”میں سر..... مگر ہم میک اپ کیسے چیک کریں گے۔“ اگر آپ پہلے یہ صورت حال بتا دیجئے تو ہم میک اپ وائر ساتھ لے آتے اور.....“ دوسری طرف سے کپٹن وکرم نے مڑا ہوا لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”یوں۔“ نائس..... اس کی کیا ضرورت ہے۔ تم اس کے بچپن کے دوست ہو۔ اس سے ایسے سوالات کرو جن کا کپٹن سروپ کے علاوہ اور کوئی جواب ہی نہ دے سکتا ہو اس طرح تم اسے چیک کر لو گے اور.....“ کرنل بیلی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”اوہ یس سر..... بالکل سر..... اب میں سمجھ گیا ہوں سر اور.....“ دوسری طرف سے کپٹن وکرم نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور کرنل بیلی نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”جہاں یہ کپٹن ذہنی طور پر احمق آدمی لگتا ہے.....“ مینن نے منہ ہلاتے ہوئے کہا۔

”یہ کپٹن نائپ لوگ ہوتے ہی ایسے ہیں۔ ذہن تو استعمال ہی نہیں کرتے.....“ کرنل بیلی نے جواب دیا اور مینن مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد پالٹ نے رفتار بھی کر دی اور پھر اس نے بیلی کا پڑا ہوا

..... کیپٹن وکرم کی اطمینان بھری آواز سنائی دی۔

”میرا نام سناؤ اور.....“ کرنل بیلی نے کہا۔

”کرنل بیلی جناب اور.....“ کیپٹن وکرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”او۔۔۔۔۔ کے ہم آ رہے ہیں اور ایٹھ آل.....“ کرنل بیلی نے مطمئن لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اب مجھے یقین آ گیا کہ کافرستانی کیپٹن اگر یہ خوف ہوتے ہیں تو کافرستانی کرنل اجتائی عقلمند ہوتے ہیں۔ تم نے واقعی اپنا نام بھلے نہ بتا کر اور پھر کیپٹن وکرم سے جوچ کر واقعی بے حد عقلمندی کا مظاہرہ کیا ہے۔“

..... مین نے اجتائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”شکر ہے سر.....“ کرنل بیلی نے کہا اور پھر اس نے پائلٹ کو بیلی کا پرنٹے اتارنے کا حکم دے دیا۔ مین کے چہرے پر اب مکمل اطمینان اور لاسیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”اور ہاں یہ لو..... تم اسے پہناتے ہو اس نے اچھی طرح چٹیک کر لو.....“ مین نے آنکھوں سے دور بین ہٹائی اور نیچے بیٹھے ہوئے کرنل بیلی کی طرف بڑھا دی۔ کرنل بیلی نے دور بین آنکھوں سے لگائی اور حذر سے چوکی کی طرف آتے ہوئے کیپٹن سروپ کو دیکھنے لگا۔

”میں سر یہ کیپٹن سروپ ہی ہے.....“ کرنل بیلی نے مطمئن لہجے میں کہا اور مین نے اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا۔

”گھٹ..... اس کا مطلب ہے۔ آخر کار یہ کارنامہ کیپٹن سروپ نے سر انجام دے ہی دیا۔ یہ لوگ یقیناً فطرت کی وجہ سے مارے گئے ہوں گے انہیں احساس تک نہ ہوگا کہ اس طرح ان پر غارتگر کھل سکتا ہے.....“ مین نے کہا اور پھر نیچے دیکھنے لگا۔ دونوں کیپٹن چوکی کے اندر چلے گئے جب کہ کیپٹن وکرم کے ساتھ چاروں فوجی بھی ان کے پیچھے چوکی کے اندر جا کر نظروں سے غائب ہو گئے۔ باہر کھڑے فوجیوں میں سے بھی چار فوجی ان کے عقب میں اندر چلے گئے۔ سب باہر دو فوجی کھڑے نظر آ رہے تھے۔ اور پھر تقریباً چھ سات منٹ بعد کرنل بیلی کی گود میں موجود ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

”ہیلو ہیلو کیپٹن وکرم کانٹک۔ اور.....“ کیپٹن وکرم کی آواز سنائی دی۔

”نہیں کرنل بول رہا ہوں اور.....“ کرنل بیلی نے اپنا نام بتانے بغیر جواب دیا اور مین چوٹک کر اسے دیکھنے لگا۔

”سر میں نے اچھی طرح چٹیک کر لیا ہے۔ سب او۔۔۔۔۔ کے ہے اور.....“

بر لاٹوں کو اکٹھا کر کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ اور صندوق کی تختی پر
 عمران نے ان لاٹوں پر بھی غائر نگہ کر دی تھی جب ان کے محسوس پر
 ان اور اس کے ساتھیوں کے لباس سے ہر فوجی کی جیسوں سے ان کے
 مخصوص ملٹی شافٹی کارڈ بھی مل گئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے نام بھی
 یاد کر لئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود عمران نے انہیں بدانت کر دی تھی
 کہ وہ بغیر اشد ضرورت کے بات نہ کریں کیونکہ ان میں سے کسی کی قواہز
 اور لچے کا انہیں علم نہ تھا۔ صدیقی باہر دور ایک پہاڑی پر موجود تھا تاکہ
 اہلی کا پڑا آنے تو دہ اسے دور سے چیک کر کے انہیں اطلاع دے سکے جب
 کہ عمران اور اس کے ساتھی چوکی کے اندر ہی تھے۔ اپنی دونوں جیسوں
 عمران نے منگوالی تھیں کیونکہ اس میں ان کا مخصوص اسلحہ بھی تھا اور
 میک اپ باکس بھی۔ دونوں جیسوں چوکی سے باہر فوقی جیب کے ساتھ
 موجود تھیں۔

عمران نے نہ صرف یونیفارم بہن لی تھی بلکہ اس نے اپنے بھرے پر
 باقاعدہ گیلیئم سرپ کا میک اپ بھی کر لیا تھا۔ اس طرح اس کے
 سارے ساتھیوں نے بھی یونیفارم بہن لی تھی کیونکہ ٹرکوں میں سے
 یونیفارم انہیں مل چکی تھیں اور چونکہ فوجی عام طور پر مخصوص جسموں کے
 ہوتے ہیں اس لئے کسی نے کسی طرح سب نے یونیفارم بہن ہی لیں۔
 فوجی بوٹ پہننے کے بعد عمران نے اپنے ساتھیوں کے چروں پر بھی وہاں
 موجود فوجیوں کا میک اپ کر دیا اور پھر اس کی بدانت پر لاٹوں کی
 یونیفارم انکار کر انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ڈریس پہنا دیئے
 گئے اور ان لاٹوں پر بھی عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ کر
 دیا۔ یہ میک اپ عمران نے اس انداز سے کیا تھا کہ ہو سکتا ہے سو
 پر سے جیسوں پر بیٹھنے اور وہاں سے پلٹے ہوئے وہاں کسی آدمی نے انہیں
 دیکھا ہو اور اس سے بلیک ہاؤنڈ نے ان کے طے بھی معلوم کر لئے ہوں۔

عمران صاحب دور سے دو اہلی کا پڑا آنے دکھائی دے رہے ہیں۔ ان کا
 رخ ادھر ہی ہے۔ اچانک صدیقی نے چوکی میں داخل ہوتے ہی کہا
 اور عمران چونک کر اٹھ کھڑا ہوا، کیونکہ چوکی میں ایک ہی کرسی تھی اور
 عمران اس کرسی پر بیٹھا میز پر نقشہ پھیلائے، میز پر دو چھائی کا محل وقوع
 چیک کرنے میں مصروف تھا باقی ساتھی کھڑے تھے۔ عمران نے اٹھ کر
 بلدی سے نقشہ جہد کیا اور پھر اس نے سب کو باہر آنے کا اشارہ کیا اور
 تیزی سے باہر کی طرف چل پڑا۔
 ارے یہ ایک اہلی کا پڑا تو فضا میں متعلق ہو گیا ہے۔ ہونہ اس کا

مطلب ہے کہ یہ لوگ ابھی تک ہماری طرف سے مشکوک ہیں۔
 عمران نے اونچی آواز میں کہا۔
 "ہاں بالکل..... معلق ہیلی کاپٹر میں سے ہمیں شاید خاص طور پر دور بین سے بھی چیک کیا جا رہا ہے۔"..... مفرد نے کہا۔

"عمران صاحب یہ دور بین والا سول ڈریس میں ہے جب کہ حقیت پر یہ چھاؤ کرغل ہے اور یہ نیٹارم میں ہے۔"..... صدیقی نے کہا۔
 "یہ سول ڈریس والا نیٹارم ہو گا۔"..... بلیک ہاؤنڈ کا چیل۔
 "..... عمران نے کہا۔ اسی لمحے دوسرا ہیلی کاپٹر کچھ دور ایک پتھر پر اتر گیا۔
 "تم کرغل ہیلی کاپٹر میں مشکوک ہو اور اس نے مجھے خاص طور پر بدلت کی ہے کہ میں جہاز امتحان لوں تم سے ایسے ایسے سوالات پر جوں جن کا جواب صرف کیپٹن سروپ ہی دے سکتا ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تم میرے بچپن کے دوست ہو۔"..... وکرم نے اس انداز میں ہنستے ہوئے کہا جیسے کرغل ہیلی کاپٹر کا مفکر اڑا رہا ہو۔

"اوہ اچھا یہ بات ہے تو بھی پھر تو امتحان لے لو۔ کہ دو سوال لیکن ایک بات بنا دوں اپنے ماتحتوں کے سامنے کوئی ایسا سوال نہ پوچھ لینا کہ جس کے جواب کے بعد تم ان سے چہرہ چھپاتے ہو۔"..... عمران نے اگلی بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو کیپٹن وکرم بے اختیار تھکے مار کر ہنس پڑا۔

"اب میں ایسا امتحان بھی نہیں ہوں بس ہو گیا اطمینان آنکھ کی میں پٹنے ہیں۔ وہ لاشیں مجھے دکھاؤ۔ ورنہ اگر ہمیں سے کرغل ہیلی کاپٹر کو کال کر دیا تو وہ مجھ پر چڑھائی کر دے گا کہ میں نے پوری چیکنگ نہیں کی۔".....

"تم لوگ ہمیں ٹھہرو۔"..... میں جانتا ہوں عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تجربی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن اس نے اپنی بال کو فوجی ہی رکھا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں سے ایک کیپٹن اور چار فوجی سپاہی اتر رہے تھے۔ جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔

"ایک کیپٹن سروپ۔"..... اس کیپٹن نے اگلی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کیپٹن سروپ کا بے تکلف دوست ہو۔

"اوہ تم۔"..... کیپٹن وکرم۔ تم آئے ہو۔ مگر..... عمران نے مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے اسی بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور عمران نے واضح طور پر دیکھا کہ اس کے نام پتے ہی کیپٹن کے چہرے پر لکھتے اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے۔

"اس کا مطلب ہے تم ٹپٹے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہو۔ اگر میرا نام

”انہیں مارنا نہیں صرف بے ہوش کرنا“..... عمران نے نیچے گر کر اٹھتے ہوئے وکرم کی کھنٹی پر لٹ مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ پانچوں فرش پر سبے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ کپٹن وکرم تو کھنٹی پر غریب کھا کر سبے ہوش ہوا تھا جب کہ باقی چاروں فوجی سپاہیوں کی گردنیں نیچی نظر آ رہی تھیں۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے انہیں عقب سے چپا کر مخصوص انداز میں ان کی گردنیں نیچی کر کے انہیں بے ہوش کر دیا تھا۔

”اچھی طرح چیک کر لو..... انہیں فوری طور پر ہوش میں نہیں آنا چاہئے“..... عمران نے کہا۔

”انہیں باندھ نہ دیں یہاں رسیوں کے بڈل تو موجود ہیں“..... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اور وہ سب تیزی سے رسیاں اٹھا کر ان بے ہوش افراد کے ہاتھوں کو عقب میں کر کے باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ جب کہ عمران دروازے میں اٹھیا۔

”وہ پہلی کاپڑ فضا میں ہے یا اتر گیا ہے“..... عمران نے اندر سے ہی اونچی آواز میں باہر موجود صدیقی سے پوچھا۔

”فضا میں موجود ہے“..... باہر سے صدیقی کی آواز سنائی دی اور عمران سر ہلاتا ہوا اتر گیا۔ پھر اس نے منہ کر کپٹن وکرم کی کلاشی لمبی شروع کر دی اور اس کی جیب سے ٹکسٹ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر کے ساتھ ساتھ اس کے کالڈات بھی اس نے نکال لئے اور پھر اس نے ان کالڈات کو دیکھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے

کپٹن وکرم نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ سب مرکز چوکی کی طرف بڑھنے لگے۔

”دیکھ تم نے یہ کارنامہ سر انجام کیسے دے دیا۔ تم تو سارے گروپ میں سب سے بزدل آدمی تھے“..... کپٹن وکرم نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بزدل ہی کارنامے سر انجام دیا کرتے ہیں وکرم، جہادی طرح احمق کارنامے سر انجام نہیں دے سکتے“..... عمران نے جواب دیا اور وکرم بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”ہنس ہی ایک کارنامہ اتفاق سے کیا سر انجام دے دیا۔ پھیلنے ہی جا رہے ہو“..... وکرم نے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔

چوکی کے قریب عمران کے ساتھی موجود تھے۔ عمران نے چوکی کی طرف بڑھتے ہوئے مخصوص انداز میں انگلیں جھپکا کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کو آئی کوڈ میں ایک خاص پیغام دے دیا اور پھر صوبے ہی عمران۔ کپٹن وکرم اور اس کے چار مسلح افراد کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ صفدر۔ تصویر۔ کمپنیشن تشکیل اور نعمانی ان کے پیچھے اندر آ گئے۔

”دولاشیں تو باہر پڑی ہیں..... وہ تو تم نے دیکھی ہی نہیں..... چلو تم سب کو ہی لاشیں بنا دیتے ہیں“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بھگت گھوما اور کپٹن وکرم بری طرح جھٹکا ہوا اچھل کر ایک طرف جا کر گر ا۔ اسی لمحے صفدر اور اس کے ساتھی جو وکرم کے ساتھ آنے والے چاروں سپاہیوں کے پیچھے کھڑے تھے اچانک ان پر ٹوٹ پڑے۔

”اوہ یہ تو اس کے قریب اتر رہا ہے۔“ عمران نے ہونک کر کہا اور پھر اس نے صفدر اور تنویر کو آواز دے کر بلایا اور اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر اس نے صدیقی کو بھی ساتھ آنے کے لئے کہہ دیا جب کہ لیٹوب مڑ کر چونکی کی طرف بڑھ گیا اور وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔

”اچھا ہوا دونوں ہیلی کاپٹر اکٹھے ہی لینڈ ہوئے ہیں۔ ہم نے اب فوری ایکشن لینا ہے۔ کر تل ہیلی اس سول ڈریس والے کو اور دونوں پائلٹوں کو فوری طور پر بے ہوش کرنا ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے پیچھے آنے والے ساتھیوں نے جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلا دیے۔ ہیلی کاپٹر سے دو آدمی نیچے اتر کر کھڑے انہیں اپنی طرف آتے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ایک یونیفارم میں اور دوسرا سول ڈریس میں تھا جب کہ پائلٹ ہیلی کاپٹروں میں بیٹھے ہوئے تھے۔

”وہ کیپٹن وکرم کیوں نہیں آیا۔“ عمران کے قریب پہنچنے ہی کر تل ہیلی نے تیز لہجے میں کہا براہو کن اور محتاط نظر آ رہا تھا۔ اس کا ہاتھ جیلٹ سے لگے ہوئے دوسروں سے نظر آنے والے بھاری دیوالور کے دستے پر تھا؛ اور تھا۔

”سردہ میرے ساتھیوں کا امتحان لے رہا ہے۔“ عمران نے قریب جا کر آہستہ بات کہی۔

”اوہ اچھا یہ بات ہے۔“ دونوں نے مطمئن انداز میں کہا۔
”یہ سر۔“ عمران نے ایک طرف ہلکتے ہوئے کہا اور اس کے

”اوہ کے ہم آ رہے ہیں۔ اور اینڈ آئل۔“ دوسری طرف سے کر تل ہیلی کی آواز سنائی دی اور عمران ٹرانسمیٹر بند کر کے بے اختیار ہنس پڑا۔

”کافرستانی فوج میں بھی ایک سے ایک احمق بھرے پڑے ہیں۔ پہلے وکرم اپنے سینے پر موجود لپٹے نام کی پٹی کے باوجود میری طرف سے اپنا نام سن کر مطمئن ہو گیا تھا حالانکہ وہ میرے سینے پر بھی نام کی پٹی لگی دیکھ رہا تھا اور اب یہ کر تل ہیلی صرف اپنا نام سن کر ہی مطمئن ہو گیا ہے حالانکہ میں نے اس خدشے کے تحت وکرم کے کاغذات دیکھ کئے تھے کہ شاید وہ کوڈ فیروزہ پوچھ لے۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب سب جہادی طرف عقلمند تو نہیں ہو سکتے۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو تم مجھے عقلمندی کا سرٹیفکیٹ جاری کر کے مجھے فیڈ سے آؤٹ کرنا چاہتے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فیڈ سے آؤٹ کیا مطلب۔“ تنویر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”خواتین احمقوں کو ظہر بنانا پسند کرتی ہیں اور عقلمندوں سے الگ رہتی ہیں۔“ عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار شرمندہ سے انداز میں ہنس کر رہ گیا جب کہ باقی ساتھی بے اختیار اونچی آواز میں ہنس پڑے کیونکہ عمران نے بڑے خوبصورت انداز میں تنویر کو احمق کا خطاب دے دیا تھا۔

”عمران چونکی سے باہر نکلا تو اس نے دوسرے ہیلی کاپٹر کو پہلے ہیلی کاپٹر کے قریب ہی اترتے ہوئے دیکھا۔

ساتھی بھی تیزی سے ایک طرف ہٹ گئے۔

”اودہ تم نے مجھے سیلٹ نہیں کیا۔“ آگے بڑھتے ہوئے اچانک کرئل ہیلی نے رک کر کہا۔

”میں کافرستانیوں کو سیلٹ کرنا اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ اچھا ہی کافی ہے کہ میں نے جہیں سرکہ دیا ہے۔“ عمران نے لپٹے ساتھیوں کو آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ کرئل ہیلی نے بے اختیار ہوتے ہوئے کہا ہاں تھا کہ عمران اور ستور بھوکے عقابوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے اور جلد لوں بعد ہی وہ دونوں گردنیں نیچھی کئے زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ پائٹلس کو بھی صفراء اور صدیقی نے بے ہوش کر دیا تھا کیونکہ جب عمران اور ستور نے کرئل ہیلی اور دوسرے آدمی پر حملہ کیا تھا۔ اس وقت وہ دونوں ہیلی کا پٹروں میں چھلانگیں لگا کر چڑھ چکے تھے اور ظاہر ہے پائٹلس کو تو پہنچنے ہی تو جیسوں کی طرف سے اس طرح اچانک حملے کی توقع ہی نہ ہو سکتی تھی اس لئے وہ بھی پلک جھپکنے میں گردنیں نیچھی کر دکر بیٹھوں پر ہی بے ہوش ہو چکے تھے۔

میجر جنرل گرونام لپٹے دفتر میں موجود تھا کہ مین برکے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور میجر جنرل گرونام نے ہونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

”میں۔۔۔۔۔ اس کا پیج بے حد کشت تھا۔

”سر کرئل آقا رام بول رہا ہوں۔“ سکورٹی آفیسر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک موزا باندھی آواز سنائی دی۔

”میں کیا بات ہے۔“ گرونام نے ہونک کر پوچھا۔

”سر جناب مینن اور کرئل ہیلی کا پٹروں میں واپس آئے ہیں۔“ ہیلی کا پٹر چھاؤنی کے گیٹ کے باہر مخصوص نگہبوں پر لینڈ کر دیئے گئے ہیں کیونکہ آپ کا حکم تھا کہ بغیر آپ کی اجازت کے کوئی باہر سے اندر نہ آئے چاہئے کوئی بھی ہو۔“ سکورٹی آفیسر نے کہا۔

”اودہ احمق آدمی۔۔۔۔۔ میرا مطلب کسی اونچی سے تھا۔ کرئل ہیلی اور

جناپ مینن سے تو نہ تھا، لیکن جناپ مینن واپس کیوں لگے ہیں۔ کیا ان کے ہمراہ لاشیں بھی ہیں؟..... گردنام نے کہا۔

”میں سر سات لاشیں بھی ایک ہیلی کاپٹر میں موجود ہیں۔“
سکروٹی آفسیر نے جواب دیا۔

”میری وائرلئس فون پر جناپ مینن سے بات کراؤ۔“..... گردنام نے سپاٹ لکچے میں کہا۔

”میں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر بعد لمحوں بعد اسے مینن کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو مینن بول رہا ہوں۔ یہ کیا قاش ہے۔ ہمیں باہر کیوں زبردستی اندر لیا گیا ہے؟..... مینن کے لکچے میں غصہ تھا۔

”اور یہ بات نہیں مینن جو تم کچھ رہے ہو۔ دراصل اس احمق سکروٹی آفسیر نے میرے پہلے آواز کو تم پر بھی اڑانی کر دیا ہے۔ میں نے اسے ہماڑ دیا ہے۔ لیکن تم نے تو خود مجھے مشورہ دیا تھا کہ لاشوں کو میں چھائی میں نہ منگواؤں اور اب تم خود لاشوں کو لے کر چھائی آئے ہو۔“..... گردنام نے کہا۔

”اس وقت میرے ذہن میں شک موجود تھا لیکن اب مکمل طور پر تصدیق ہو چکی ہے کہ مرنے والے واقعی پاکیشٹانی مہبشت ہیں اور میں اپنے پہلے خیال پر شرمندہ ہوں۔ تمہارے کمپن سروپ نے واقعی کارنامہ سر انجام دیا ہے۔“..... دوسری طرف سے مینن نے جواب دیا اور گردنام کا سینہ بے اختیار دھڑا ہوا۔

”مجھے تو پہلے ہی یقین تھا۔ شکر ہے کہ جہاد اشک بھی دور ہو گیا لیکن تم نے تو جانتے ہوئے مجھے کہا تھا کہ تصدیق ہوتے ہی تم ان لاشوں کو ہیلی کاپٹر میں ڈال کر کافرستان لے جاؤ گے۔“..... گردنام نے کہا۔

”وہ ان کا لیڈر عمران ہمارے پہنچنے تک زندہ تھا۔ میں نے مخصوص انداز میں جب اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے ایک خوفناک انکشاف کیا ہے کہ چھائی کے اسلحہ ڈپو میں ان کا ایک آدمی پہلے ہی ہتھیار چکا ہے لیکن اس آدمی کے متعلق تفصیل بتانے سے پہلے ہی وہ مر گیا ہے اور تم جانتے ہو کہ یہ کس قدر خطرناک بات ہے اس لئے میں لاشیں لے کر فوراً لے آیا ہوں تاکہ اس عمران کی لاش کو اسلحہ خانے میں لے جایا جائے تو یقیناً اس کا ساتھی اپنے جذبات نہ چھپا سکے گا۔ اس طرح ہم آسانی سے اسے ٹریس کر کے ختم کر سکتے ہیں۔“..... دوسری طرف سے مینن نے کہا۔

”اوہ اوہ..... اگر یہ بات درست ہے تو یہ تو واقعی انتہائی خطرناک بات ہے۔ ویری بیڈ..... ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ لاشیں لے آئے ہو۔ اس آدمی کی پلاکٹ انتہائی ضروری ہے۔ فون سکروٹی آفسیر کو دو۔“..... میجر جنرل گردنام نے انتہائی گھبرائے ہوئے لکچے میں کہا۔ واقعی اس کے ذہن میں مینن کی بات سن کر دھماکے سے ہونے لگ گئے تھے۔ کیونکہ کسی غیر ملکی مہبشت کی اسلحہ خانے میں سہولگی بذات خود انتہائی خطرناک ترین بات تھی۔

”ہیلو سر..... دوسری طرف سے کرنل آفٹارام کی آواز سنائی دی۔ فوراً دونوں ہیلی کاپٹروں کو اندر بھجواؤ۔ ان لاشوں سمیت اور تم بھی

نیرے دفتر پہنچا..... میر جزل گرونام نے فیصلے لے لیے ہیں کہا۔

"نہیں سر..... دوسری طرف سے کہا گیا اور گرونام نے ایک جھگڑے سے دوسرے دیکھ دیا۔

"اس احمق کو قتل آقا رام کا میں کو رٹ مارشل کر دوں گا اگر واقعی یہ فحش انداز سے دستیاب ہو گیا..... گرونام نے فیسے سے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کے دفتر کا دروازہ کھٹا اور بیٹے مینن اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے مسکروٹی آفیسر کو قتل آقا رام تھا۔ کو قتل آقا رام نے اندر داخل ہوتے ہی زوردار انداز میں مٹھٹ کیا۔

"سر آپ نے طلب فرمایا تھا..... آقا رام نے موڈ باندھ لیا ہے کہا۔

"مینن کہاں ہے اس عمران نامی آدمی کی۔ لاش فوراً اسے منگو لائیں جہاں سے ساتھ ہی اسٹوٹنٹ جاننا چاہتا ہوں..... گرونام نے کہا۔

"کو قتل آقا رام باہر جا کر قتل ہو گیا ہے کہو کہ وہ اس عمران کی لاش اٹھا کر کہاں لے آئے اور سنو تم باہر فہرہ دو گے..... مینن نے کو قتل آقا رام سے مخاطب ہو کر تھمکانے لگے ہیں کہا۔

"نہیں سر..... کو قتل آقا رام نے کہا اور تیزی سے سڑک کرے سے باہر نکل گیا۔

"کیا واقعی وہ فحش وہاں ہو گا مینن مجھے یقین نہیں آ رہا۔ یہاں تکروٹی کا نظام اس قدر سخت ہے کہ کسی کے اندر آنے اور پھر خاص طور پر اسٹوٹنٹ میں پہنچنا ناممکن ہے..... گرونام نے کو قتل آقا رام کے باہر

جاتے ہی مینن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ممکن تو واقعی نظر نہیں آتا لیکن اس کے باوجود ہمیں رسک نہیں لینا چاہئے..... مینن نے جواب دیا وہ اب ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"ہاں جہاں بات درست ہے۔ واقعی رسک نہیں لینا چاہئے..... گرونام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھٹا اور کو قتل آقا رام کی لاش کو کاندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے لاش کو فرش پر رکھا ہی تھا کہ اچانک مینن کرسی سے اٹھا اور پھر گرونام نے

صرف اس کا بازو گھومتے ہوئے دیکھا اس کے بعد جیسے اس کی کٹھنٹی پر کسی نے اسٹیم کا دھماکا کر دیا ہو اس طرح دھماکا ہوا اور اس کا ذہن ٹھٹھٹ

تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جیسے گھپ اندھیرے میں جھگو چلتا ہے۔ اس طرح اس کے ذہن میں روشنی کا نقطہ پیدا ہوا اور پھر تیزی سے روشنی ذہن میں پھیلتی چلی گئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں لیکن دوسرے لمحے وہ یہ

دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ لپٹے دفتر کے نیچے بیٹے ہوئے ریٹ روم میں ایک کرسی پر دسیوں سے جکڑا ہوا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سے

یوٹیلٹاٹم غائب ہو چکی تھی اور جسم پر صرف ایک زربامہ تھا۔ اس کے سامنے ایک میر جزل گرونام موجود تھا بالکل اس جیسا جب کہ اس کے ساتھ مینن بھی کھڑا ہوا تھا اور کو قتل آقا رام بھی۔

"یہ..... یہ سب کیا ہے۔ تم۔ تم مینن..... میر جزل گرونام نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اسے حقیقتاً اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا خاص طور پر مینن جو اس کا چھوٹا بھائی تھا اس کے سامنے اس طرح

دونوں میں سے کون اصل ہے۔ تم کوئی حرکت نہ کرو گے۔..... اس بار
میں نے بھی سمجھنے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے رنو لور نکال
کر اس کا رخ نقلی گرونام کی طرف کر دیا اور گرونام کا دل مسرت سے
بلیوں اچھل پڑا۔

میں نقلی ہے۔ یہی نقلی ہے۔ میں تم اس سے والدین کے بارے
میں پوچھو۔..... مجھ کے حالات معلوم کرو۔ ابھی اس کی اسلیٹ سلٹنے آ
جائے گی۔..... گرونام نے مسرت سے جبرور لکھے میں کہا۔

”میں نے سب کچھ پوچھ لیا ہے اور اس نے درست بتایا ہے اس لئے تو
مجھے یقین آگیا تھا کہ تم ہی نقلی ہو۔ لیکن اب میرے ذہن میں ایک ایسی
بات آئی ہے جس کا جواب کسی طرح بھی نقلی، مگر جنرل کو معلوم نہیں ہو
سکتا۔ اس لئے اس کا جواب تم دونوں میں سے جو بھی بتائے گا وہی اصل
ہوگا۔..... میں نے اہتائی سنجیدہ لکھے میں کہا اور گرونام چونک پڑا
کیونکہ میں نے بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔“

”کون سی بات۔..... گرونام نے حیران ہو کر پوچھا۔“

”جھانڈی میں ایمر جنسی ڈیکٹر کرنے کے لئے حکومت کافرستان کی طرف
سے ایک خصوصی پاس ورڈ مقرر ہے اور اصل گرونام نے جھانڈی پاس
ورڈ جھانڈی کے تمام سرکردہ افراد کو بتایا ہوا ہوگا جب کہ نقلی گرونام یہ
پاس ورڈ نہیں جانتا۔..... میں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔“

”اوہ اوہ ہاں۔ ہاں بالکل۔ تم نے بالکل درست کہا ہے۔ پہلے اس سے
پوچھو پھر میں بتاؤں گا۔..... گرونام نے اہتائی مسرت جبر سے لکھے میں کہا

اطمینان سے کھوا تھا۔

”تو جہار اخیال تھا کہ تم مگر جنرل گرونام بن کر ہمیں دھوکہ دینے
میں کامیاب ہو جاؤ گے۔..... سلٹنے کھڑے گرونام نے اہتائی کرخت
لکھے میں کہا اور گرونام کے ذہن میں یہ اختیار دھماکے سے ہونے لگ
گئے۔ وہ اپنی آواز اور لہجہ بھانٹتا تھا اور سلٹنے کھڑے نقلی گرونام کی آواز اور
لہجہ بالکل اس جیسا ہی تھا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم نقلی ہو۔ میں اصل گرونام ہوں۔ میں تم
خاموش کیوں کھڑے ہو۔ کرل نیلی اسے شوٹ کر دو۔ ات لازمانی آؤ
..... گرونام نے حق کے بل جھٹکے ہوئے کہا۔“

”تم ابھی تک یہی سمجھ رہے ہو کہ جہار سے جبر سے پر گرونام کامیاب
اپ ہے جب کہ اس وقت جہار اصل جبر ہمارے سلٹنے ہے۔ تم
پاکیشیائی فوجت ہو۔..... اس بار میں نے منہ بناتے ہوئے کہا۔“

”کیوں۔ یہ سب کچھ اس ہے۔ دھوکہ ہے۔ میں اصل گرونام ہوں یہ
نقلی ہے۔..... گرونام پر واقعی وحشت سی سوار ہو گئی۔“

”سر کہیں واقعی ہم سے کوئی جکر نہ چلایا جا رہا ہو۔..... اپنا تک کرل
نیلی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مضمین گن کا رخ گرونام کے سلٹنے کھڑے
ہوئے نقلی گرونام کی طرف کرتے ہوئے میں نے کہا۔“

”کیا۔ جہادی یہ جرات کہ تم مگر جنرل پر مضمین گن اٹھاؤ۔..... نقلی
گرونام نے میسے سے جھٹکے ہوئے کہا۔“

”کرل نیلی درست کہہ رہا ہے اس لئے جب تک یہ فیصلہ نہ ہو کہ تم

نہ ٹھیک ہے۔ اس کا بچہ بتا رہا ہے کہ اس نے جاک بولا ہے۔
 اپنا تک میٹن نے بدلے ہوئے لکچے میں کہا اور گردنام بے اختیار ہونک پڑا
 سکا۔ کیا۔ تم۔۔۔۔۔ گردنام نے انتہائی الجھے ہوئے لکچے میں کہا۔
 گردنام تم ہی اصل ہو۔ اور جہارے بھائی میٹن اور کرنل جیلی
 دونوں کی لاشیں تو وہیں چوکی کے پاس ایک گہرے کھڈ میں پڑی ہیں تم
 نے واقعی چھاؤنی کے گرد انتہائی زبردست حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے
 اس لئے ہمیں یہ سب ڈرامہ کھیلنا پڑا، اور تم نے دیکھا کہ ہم اطمینان سے
 جہارے پیچھے ہوئے جیلی کا پٹروں میں یہاں پہنچ گئے۔ ہم نے اذیت کیسپ
 سے مجاہدین کو چھوڑنا تھا اور یہاں انکر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اذیت
 کیسپ میں ایمر جنسی پاس ورڈ استعمال ہوتا ہے جس کا ہمیں علم نہ تھا اور
 کسی سے پوچھنا اپنے آپ کو مشکوک کرنا تھا، اس لئے ہمیں جنسی ہوش
 میں بلا جھٹلا، درود تو تم بے ہوشی کے دوران ہی اپنے انعام کو میٹن کے ہوتے
 اپنا تک میٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا اور گردنام کو یوں محسوس
 ہوا جیسے وہ کسی گہرے اندھے کنویں میں ڈوبنا چلا رہا ہو۔
 "اوہ اوہ۔ م۔ م۔۔۔۔۔ گردنام کے ذہن میں واقعی انتہائی حیرت
 اور خوف کی وجہ سے اس قدر زور وار دھماکے ہونے لگ گئے تھے کہ اس
 کی زبان لڑکھڑا گئی تھی اور پھر اپنا تک اس کی آنکھوں کے سلسلے چنگاریاں
 ہی دکھائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار ریح نکل
 گئی۔ اسے اپنے جسم میں دیکتی ہوئی کئی گرم سلاخیں اترتی محسوس ہوئیں
 اور پھر ایک جھٹکنے سے اس کا ذہن تاریک ہو گیا بالکل اسی طرح جس طرح

"اگر میں نے کچھ بتا دیا تو پھر یہ سن لے گا اس لئے میں جہارے کان
 میں بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ گردنام کے سامنے کھڑے نقلی گردنام نے کہا اور
 اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ کھڑے میٹن کے کان کے قریب منہ لے
 جا کر کچھ کہا تو میٹن کے ہونٹ بھیٹھ گئے۔ اس نے سر سوڑ کر بڑے مخصوص
 انداز میں کرنل جیلی کو آنکھ کا اشارہ کیا اور گردنام اس اشارے کو دیکھتے
 ہی سمجھ گیا کہ اس نقلی گردنام نے درست پاس ورڈ نہیں بتایا اس لئے
 میٹن اس گردنام پر اپنا تک حملہ کرنے کا اشارہ کر رہا ہے۔ اس کا چہرہ کھل
 اٹھا۔

"اب تم بتاؤ۔۔۔۔۔ میٹن نے اشارہ کرنے کے بعد اس سے مخاطب
 ہو کر پوچھا۔

"نان سٹاپ ایکشن۔۔۔۔۔ گردنام نے جلدی سے ایمر جنسی کے لئے
 مخصوص شفیقے پاس ورڈ بتا دیا۔

"تم نے غلط بتایا ہے۔ اس لئے تم ہی نقلی ہو۔۔۔۔۔ اپنا تک میٹن
 نے کہا اور گردنام بے اختیار اچھل پڑا، لیکن ظاہر ہے اسے اچھلنے کا سرف
 احساس ہی ہوا ورنہ اس کے جسم نے تو حرکت ہی نہ کی تھی کیونکہ وہ
 بندھا ہوا تھا جب کہ اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ اس نے تو میٹن پاس
 ورڈ بتایا ہے لیکن میٹن اسے غلط کہہ رہا تھا جب کہ میٹن کو بھی اصل پاس
 ورڈ کا علم تھا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے غلط بتایا ہے۔۔۔۔۔ گردنام نے طلق
 کے بلی پچھتے ہوئے کہا۔

کیرے کا شہر بند ہوتا ہے اور اس کے احساسات فنا ہو کر رہ گئے۔

ایک پہاڑی وادی میں ایک بڑا سا فنیسی ہیلی کاپٹر ایک مسلح چٹان پر کھڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ عمران بلیک ہاؤنڈز کے چیف سینن کے میک اپ میں۔ جب کہ تنور کرمل ہیلی اور صفور جبر جنرل گرو نام کے رقب میں موجود تھے۔ ان کے باقی ساتھی فوجی یونیفارم پہنے ہوئے اور ادھر ادھر باتھروں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کا انداز ایسا تھا جیسے وہ تفریق کرنے کی عزت سے اس مقام پر آئے ہوں عمران نے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھی۔

”اب تک توافقت کیسے میں تصور مجاہدین کو دو گام صغیر جگہ پر پہنچ جانا چاہیے۔ کافی وقت ہو گیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔
 ”ہاں راستے میں بھی انہیں ہدایت نہیں کیا جاسکتا اور ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر دو گام سے باہر آسانی سے پہنچ گئے ہوں گے۔“..... ساتھ کھڑے صفور نے کہا۔

”قیس لاش بنتے ہوئے خوف تو نہ آیا تھا صفدر.....“ اچانک عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بس یہی خوف تھا کہ کہیں رلست میں لاش حرکت کرنی نہ شروع کر دے۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”وہیے صفدر نے لاش پٹنے کی اداکاری خوب کی تھی۔“ مجھے اسے اٹھا کر گردن نام کے دفتر تک لے آتے ہوئے ایک لمحے کے لئے بھی احساس نہ ہوا تھا کہ میں کسی زندہ آدمی کو اٹھا کر لے جا رہا ہوں یا کسی لاش کو..... ساتھ کھڑے ستور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اداکاری کا انعام بھی تو اسے مل گیا کہ میجر سے جنرل بن گیا.....“ عمران نے کہا اور صفدر اور ستور دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

”وہیے عمران صاحب آپ کی پلاننگ کا جواب نہیں۔“ ورنہ شاید عام حالات میں کسی سپاہی کو میجر جنرل کے روپ میں بہرے دار داخل ہی نہ ہونے دیتے.....“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس میجر جنرل کا قد و قامت اور طریقہ میں اس کرنل بیلی اور مینن سے پوچھنا بھول گیا تھا۔ اس کا خیال ہی مجھے بعد میں آیا تھا اس لئے مجبوراً یہ سکیم بنانی پڑی کہ میجر جنرل تم میں سے جس سے ملتا ہو گا اسے لاش بننا پڑے گا.....“ عمران نے جواب دیا اور صفدر نے غیبت میں سر ہلادیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی، عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک خصوصی سامت کے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیتے لگیں اور عمران چونک پڑا۔

”ہیلے ہیلے کرنل آتارام بول رہا ہوں اور.....“ ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ یعقوب نے اپنے طور پر کرنل آتارام کی آواز اور لہجہ میں کامیاب نقل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران جانتا تھا کہ وہ اس میں پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکا۔

”میں میجر جنرل گردن نام انٹلنگ ہو اور.....“ عمران کے حلق سے آواز نکلی حالانکہ وہ مینن کے میک اپ میں تھا۔

”سر قیدیوں کو جی ہنوتا چنگ پر مشعل کر دیا گیا ہے اور.....“ دوسری طرف سے خود بانٹ لگے میں کہا گیا۔

”رلست میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوا۔ تم نے کال در سے کی ہے اس لئے پوچھ رہا ہوں اور.....“ عمران نے کہا۔

”نور سو قیدی شدید زخمی تھے اس لئے انہیں مشعل کرنے میں کافی وقت لگ گیا اور.....“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”او۔۔۔۔۔ کے اس کا مطلب ہے اب ہم اطمینان سے ہسپتال مشن کا آغاز کر سکتے ہیں اور.....“ عمران نے کہا۔

”میں سر.....“ وہیے سر کیا ہسپتال مشن کے بعد آپ ہمارے پاس آئیں گے اور.....“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”نہیں ہسپتال مشن کے بعد حالات بے حد تیز رفتار ہو جائیں گے اس لئے ہمیں فوری طور پر کافرستان جانا پڑے گا۔ او۔۔۔۔۔ کے اور انٹل آئل.....“

..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر ختم کر دیا۔

”تور مشل بور چٹانی کی جہاں کے بعد آپ کا پروگرام کافرستان جانے کا

ہے۔..... ٹرانس میزرف ہوتے ہی صفد نے بوجھا۔
 دیکھنے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔..... عمران نے وضاحت

ہاں ریش پور جھڑی بہت بڑی جھڑی ہے۔ اس کے اندر کٹے کا بھی
 بہت بڑا ذخیرہ ہے اس لئے اس کے تباہ ہوتے ہی نہ صرف وادی مشکبار کے
 اس حصے میں بلکہ پورے کافرستان میں دلاڑ سنا جانے گا اور ظاہر ہے اسے
 بھی مجاہدین کی یاد دہانی کھجا جائے گا، اس لئے تھکانا پوری وادی مشکبار
 میں کافرستانی فوج پھیل جائے گی اور پھر ہمارا الگنا مسئلہ بن جائے گا۔
 اور عمران نے اجابت میں سر ملادیا۔

البتہ کیسب میں موجود مجاہدین کی فکر تھی۔ وہ اب دگام میں تھکا
 ٹھکانے پر پہنچ گئے ہیں اس لئے اس جھڑی کو تباہ کرتے ہی ہم اس پہلی
 کا پڑ میں فوری طور پر ان عیوں میں کافرستان داخل ہو جائیں گے اور پھر
 وہاں سے اطمینان سے پاکیشیا..... عمران نے جواب دیا۔

لیکن عمران صاحب حکومت کافرستان کو تو مطمئن ہونا چاہئے کہ
 بلیک ہاؤنڈ کا کیا حشر ہوا ہے اور کسی نے کیا ہے۔ ورنہ وہ پھر ایسی ہی
 عظیم بنالیں گے..... حور نے کہا۔

تم نے مینن کی بات سنی نہیں تھی کہ کسی مشنگ میں صدر
 کافرستان نے ہمارے مشفق بھی خوشہ ظاہر کیا تھا ہمارا گروپ پاکیشیا
 سیکرٹ سروس سے مشفق ہے اور اس جھڑی کی تباہی کے بعد تھکانا
 رپورٹیں کافرستانی حکومت کو پہنچ جائیں گی کہ بلیک ہاؤنڈ کے ساتھ کیا
 ہوا ہے سب اسے اگر بات کی گئی تو ہو سکتا ہے کسی ٹرانس میزرف میں بات
 کچھ ہو جائے اور اس طرح کافرستان کو اس بات کا ثبوت مل جائے کہ یہ

ساری کارروائی پاکیشیائی ایجنٹوں نے کی ہے اور وہ اسے بین الاقوامی
 دیکھنے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔..... عمران نے وضاحت
 رہے ہوئے کہا اور حور نے اجابت میں سر ملادیا۔
 عمران صاحب مزید وقت نہ ضائع کیا جائے تو بہتر ہے۔ ایسا نہ
 اس حصے میں بلکہ پورے کافرستان میں دلاڑ سنا جانے گا اور ظاہر ہے اسے
 بھی مجاہدین کی یاد دہانی کھجا جائے گا، اس لئے تھکانا پوری وادی مشکبار
 میں کافرستانی فوج پھیل جائے گی اور پھر ہمارا الگنا مسئلہ بن جائے گا۔
 اور عمران نے اجابت میں سر ملادیا۔
 البتہ کیسب میں موجود مجاہدین کی فکر تھی۔ وہ اب دگام میں تھکا
 ٹھکانے پر پہنچ گئے ہیں اس لئے اس جھڑی کو تباہ کرتے ہی ہم اس پہلی
 کا پڑ میں فوری طور پر ان عیوں میں کافرستان داخل ہو جائیں گے اور پھر
 وہاں سے اطمینان سے پاکیشیا..... عمران نے جواب دیا۔
 لیکن عمران صاحب حکومت کافرستان کو تو مطمئن ہونا چاہئے کہ
 بلیک ہاؤنڈ کا کیا حشر ہوا ہے اور کسی نے کیا ہے۔ ورنہ وہ پھر ایسی ہی
 عظیم بنالیں گے..... حور نے کہا۔
 تم نے مینن کی بات سنی نہیں تھی کہ کسی مشنگ میں صدر
 کافرستان نے ہمارے مشفق بھی خوشہ ظاہر کیا تھا ہمارا گروپ پاکیشیا
 سیکرٹ سروس سے مشفق ہے اور اس جھڑی کی تباہی کے بعد تھکانا
 رپورٹیں کافرستانی حکومت کو پہنچ جائیں گی کہ بلیک ہاؤنڈ کے ساتھ کیا
 ہوا ہے سب اسے اگر بات کی گئی تو ہو سکتا ہے کسی ٹرانس میزرف میں بات
 کچھ ہو جائے اور اس طرح کافرستان کو اس بات کا ثبوت مل جائے کہ یہ
 ساری کارروائی پاکیشیائی ایجنٹوں نے کی ہے اور وہ اسے بین الاقوامی

گوئیخ اٹھا۔

لوگ اٹھا۔
 "جلو صدیقی اب اپنی کاہنہ کو آگے بڑھاؤ اب ہمیں فوری طور پر عباس
 سے نکلنا ہوگا۔" عمران نے نعرے کی گونج غم سے ہوتے ہی صدیقی سے
 کہا اور صدیقی نے اپنی کاہنہ آگے بڑھا دی اور اس کی رفتار اجنبی تیز کر دی۔
 "تم عظیم ہو عمران۔۔۔۔۔ اجنبی عظیم۔ میں جہاری مہمت کو سلام
 کرتا ہوں یہ سب جہاری ذہانت اور جہاری کارکردگی کا نتیجہ ہے۔ بلیک
 ہانڈز کا خاتمہ اور ہمیشہ پور جہاد کی جگہ یہ سب کچھ جہاری وجہ سے
 ممکن ہو سکا ہے۔ تم نے میرے وطن کی آزادی کے لئے یہ عظیم الشان
 کارنامہ سرانجام دے کر مجھے غریب بنایا ہے۔" عمران نے نکھٹ عمران کی
 طرف مڑتے ہوئے اجنبی جذباتی لہجے میں کہا۔ جذبات کی شدت کی وجہ
 سے اس کے ہاتھ کے عضلات چمک رہے تھے۔

فرید لیا ہے..... تم..... تم..... مگر کیسے..... میں تو غریب اور مفلس آدمی ہوں۔ آغا سلیمان پاشا کی تحفہ ہوں کابل بھی نہیں دے سکتا۔ تم..... تم..... مہیا جس کیسے فرید سکتا ہوں۔ اتنے لمبے چوڑے۔ حوضہ سالم آدمی کو۔ مہلو اگر تمہیں پے سمری ہو تو میرا..... دو جذبہ رقابت فروخت کرو۔ اتنی رقم تو میں دوستوں سے بھردے کر بھی پوری کر سکتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ یہ سودا جو یانا قزوین کے سامنے ہو گا..... عمران نے کہا تو ہیلی کاپٹر بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا اور ان قہقہوں میں حشر کی ہنس بھی شامل تھی۔

ریش پور چھاونی والا قلعہ تھا۔ اور پھر پہلی کاہن کو فضا میں معلق کر دیا اور پھر وہ سب تنہا کی طرف متوجہ ہو گئے جس کا چہرہ جذبات کی حدت سے ٹانہ کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ تنہا نے چار چہرے موجود ایک جن دیا یا تو چار چہرے سبز رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا اور عمران اور سب ساتھیوں کے منہ بے اختیار اطمینان بھرے طویل سانس نکل گئے کیونکہ اس بلب کے جلنے کا مطلب تھا کہ چھاونی کے اسلٹ خانے میں انہوں نے جس بیڑے کے ساتھ بی چار چہرے نصب کیا تھا وہ کام کر رہا ہے۔

”دکڑی دار مجاہدین“..... لکھتے تھوڑے جزیانی انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرخ و رنگ کا بڑا سا پلن پریس کر دیا سبز رنگ کا بلب ایک تھما کے سے سرخ ہوا اور پھر بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی ان سب کی نظریں اس طرف کو گھوم گئیں جدھر کافرستانی فوج کی سب سے بڑی چھاؤنی تھی۔ اور جدو جھدوں بعد دور سے دھماکوں کی بے در پے آوازیں انہیں سنائی دیں۔ اور پھر صیے کوئی خفیہ آتش فشاں پھٹ پڑا ہے۔ اس طرح دور ایک پہاڑی سے آگ کا ایک الٹا سا بڑا دھماکا اور آسمان کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ اگلے خانے میں موجود تمام خوفناک اسلحہ پھٹ گیا تھا اور ظاہر ہے اس کے پھٹنے کے بعد اس قسم کا نظارہ ہی سامنے آتا تھا۔ آگ کا یہ خوفناک الٹا مسلسل اور اٹھتا اور پھیلتا چلا جا رہا تھا اور دھماکوں کی خوفناک آوازیں کافی فاصلے پر ہونے کے باوجود ان تک پوری شدت سے پہنچ رہی تھیں۔ سب نعرہ لگاؤ۔ دکڑی دار مجاہدین“..... تھوڑے اہتائی مسرت ہرے مگر جزیانی لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے پہلی کا پڑ نعرے سے

”صرف یہی ایک جذبہ تو ایسا ہے جو ناقابل فروخت ہے“..... حور
نے ہنستے ہوئے کہا اور اپنی کا پڑا ایک بار پھر زوردار تختہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

عمران میرزہ میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈیٹر

ذہین اکینٹ خاص نمبر

✓ مکمل ناول

مصنف: منظر حکیم ایم اے

گراہم — ایک میاں کا ذہین اکینٹ — جس نے عمرانی اور پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے مقابل اپنی وفائیت ثابت کر دی۔ کیسے؟ —

عمران سم — جس نے اکیلے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

مقابلے میں کامیابی حاصل کر لی — کیا واقعی؟ —

وہ لمحہ — جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود تباہی و کشتیوں

کے ذہین اکینٹ کے مقابلے میں شکست کھا گئے۔

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں کے سامنے گراہم

نے اپنا مشن مکمل کر لیا۔ کیا واقعی وہ عمران سے زیادہ ذہین تھا؟

آخری کامیابی کسے حاصل ہوتی — گراہم کو — یا —؟

انتہائی دلچسپ — ہنگامہ خیز اور دلچسپ
سے بھرپور ایک منفرد انداز کا ناول

یوسف براؤن — پاک گیٹ ملتان